بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

اسلامی تعلیمی نصاب

حصہ اول

پیش کش:

ادارہ معارف اسلامی

ادارۂ تحقیقات وتصنیفات تحریک سُنّی دعوتِ اسلامی

ناشر:

مکتبۂ طیبہ

مرکز اسماعیل حبیب مسجد، ۱۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی۔ ۳

نام کتاب	:	اسلامی تعلیمی نصاب
تقدیم	:	حضرت مولانا محمد شاکر علی نوری (امیر سُنّی دعوتِ اسلامی)
کمپوزنگ	:	طلبۂ جامعہ حراانجم العلوم، مہاپولی۔
پروف ریڈنگ	:	مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا صادق رضا مصباحی
صفحات	:	368/-
اشاعت باراول	:	بہ موقع عالمی سالانہ اجتماع ۲۰۱۱ء
پیش کش	:	ادارہ معارف اسلامی
ناشر	:	مکتبۂ طیبہ، ۱۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی

ملنے کے پتے

نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

ناز بکڈپو، محمد علی بلڈنگ، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

اقرأ بکڈپو، ۳۰/بی، نور منزل، محمد علی روڈ، ممبئی۔ ۳

تقدیم

عطائے حضور مفتی اعظم ہند حضرت حافظ وقاری مولانا

محمد شاکر نوری رضوی

(امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

موجودہ دور علمی ترقی کا دور ہے، ہر طرف افراد اور تحریکیں علمی جولانیاں بکھیرتی نظر آرہی ہیں۔ ہر طبقہ اپنے آپ کو علمی اعتبار سے مسلح ومنظم کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ الحمدللہ! اہل سنت وجماعت میں بھی کافی حد تک کام ہورہا ہے اور پہلے کے مقابلے میں عوامی سطح پر علم وعمل کا ذوق وشوق فزوں ہے، اسی ذوق وشوق کی تسکین نیز موجودہ دور میں علمی چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے ارباب حل وعقد نے مشورہ دیا کہ باقاعدہ کوئی ایسا تعلیمی نصاب ترتیب دیا جائے جو آسان زبان میں ہو اور جس سے ناخواندہ مسلمان بقدر ضرورت علم کے زیور سے آراستہ ہوکر اپنے اعمال کو درست کرسکیں اور عقائد حقہ پر ثابت قدم رہ سکیں۔ خاص کر وہ افراد جو دعوت وتبلیغِ دین کا جذبہ رکھتے ہیں لیکن باقاعدہ کوئی تعلیمی نصاب مکمل نہ کرنے کی بنیاد پر اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتے، وہ اس نصاب سے استفادہ کریں۔ اسی مقصد کے پیش نظر تحریک سنی دعوت اسلامی کے ادارۂ معارف اسلامی کے ذمے دار علمائے کرام مولانا مظہر حسین علیمی، مولانا سید عمران الدین قادری نجمی، مولانا عبداللہ اعظمی نجمی اور مولانا جاوید رضا نجمی وغیرہم نے اس

کام کا بیڑا اٹھایا اور الحمدللہ قلیل وقت میں اس تعلیمی نصاب (حصہ اوّل) کو مکمل کیا جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مرتبین نے عقائد ومسائل کا پورا مواد بہار شریعت سے لیا ہے اور عوام کے لیے سہل انداز میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اسی طرح ''سیرت'' کا پورا مواد حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کی تصنیف سیرت المصطفیٰ سے اخذ کیا ہے۔ اور ترتیل سے متعلق مضامین معرفۃ التجوید، مصباح التجوید اور کچھ باتیں فوائد مکیہ سے لی گئی ہیں۔ اسلامی تعلیمی نصاب کے بقیہ حصے بھی ان شاءاللہ بہت جلد قارئین تک پہنچیں گے۔ بڑی محنت اور جدوجہد سے اس حسین گلدستے کو تیار کیا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس اسلامی تعلیمی نصاب سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اسے گھر گھر پہنچانے کی کوشش کریں۔ ان شاءاللہ اس سے بیش بہا فائدے حاصل ہوں گے اور آپ آخرت میں اجر عظیم کے حق دار ہوں گے۔

خاک پائے علماء وصلحاء

محمد شاکر نوری

۱۳؍شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

بروز دوشنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معلمین توجہ دیں

۱	ترتیلِ قرآن	۲	حفظِ سور
۳	حفظ احادیث	۴	عقائد
۵	فقہی مسائل	۶،۷،۸	آداب، ادعیہ وسیرت

☆ ''اسلامی تعلیمی نصاب'' سے موسوم یہ نصاب مندرجہ بالا آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کے تحت چالیس دروس ہیں۔

☆ آداب، ادعیہ وسیرت کو ایک باب میں یکجا کیا گیا ہے، اس طرح کل چھ ابواب ہیں۔

☆ حفظِ سُور کے باب میں چند بڑی سورتیں بھی شامل ہیں، ان کی تحفیظ اگرچہ سب کے لیے آسان نہیں لیکن ان کی صحیح تلاوت کی مشق بہر حال ہر ایک کو کرائی جانی چاہیے۔

☆ فقہی مسائل کے آخری دروس میں خطبۂ جمعہ وعیدین ہیں، یہ بھی گو کہ سب کو بہ آسانی زبانی یاد نہ ہوسکیں گے لیکن یہ ٹارگیٹ بہر حال ہونا چاہیے کہ دیکھ کر ہر کوئی صحیح طور پر عربی نہج میں پڑھ سکے۔

☆ حفظِ احادیث کے عنوان کے تحت جتنی چھوٹی احادیث ہیں وہ تو سب کو زبانی یاد کرائی جائیں، البتہ بڑی احادیث کا فقط اہم حصہ یاد کرایا جائے۔

طریقۂ تعلیم

(۱) اگر اس کی ہفتہ واری تعلیم دی جائے اور ہر ہفتہ دو یا تین گھنٹے صرف کیے جائیں تو چالیس ہفتوں میں یہ نصاب ان شاء اللہ مکمل ہوگا۔

☆ چالیس ہفتوں میں اس کی تکمیل کا طریقہ یہ ہوگا کہ ہر ہفتہ واری نشست میں ہر باب کا ایک، ایک درس پڑھایا جائے۔ مثلاً پہلی نشست میں ''ترتیل قرآن'' کا درس (۱)، اسی طرح ''حفظِ سور''، ''حفظ احادیث''، ''عقائد''، ''فقہی مسائل'' اور'' آداب، ادعیہ وسیرت'' ان سارے ابواب کا درس (۱) پہلی نشست میں پڑھا دیا جائے۔

☆ تعلیم کی پختگی اور طلبہ کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لیے ہر پانچویں نشست کے بعد ایک امتحان منعقد کرایا جائے۔

☆ اس طرح کل ۴۵ رہفتوں میں یہ نصاب مع امتحانات کے مکمل ہوجائے گا۔

(۲) دوسرا طریقہ اس کی تعلیم کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حسبِ ترتیبِ کتاب طلبہ کو تعلیم دی جائے۔

☆ اس صورت میں استاذ طلبہ کی صلاحیتوں کا خیال کر کے اپنی صواب دید سے یہ متعین کرے کہ زیادہ سے زیادہ کتنے دروس ایک نشست میں پڑھائے جاسکتے ہیں۔ اگر ہر نشست میں ۶ ردروس پڑھائے جائیں تو ان شاء اللہ چالیس نشستوں میں اس طرح بھی نصاب مکمل ہوسکتا ہے لیکن یہ طریقۂ تعلیم اکتاہٹ کا باعث ہوگا۔

☆ نیز اس میں یہ بھی خیال رکھا جائے کہ جب ایک باب ختم ہوجائے تو اس کا امتحان لے کر اچھا نتیجہ برآمد ہونے کی صورت ہی میں اگلا باب شروع کرایا جائے۔

☆ بہر صورت جب نصاب مکمل ہوجائے تو ایک فائنل امتحان کرایا جائے، اس کے لئے تیاری کا مناسب موقع بھی دیا جائے، کامیاب طلبہ کو اسناد وانعامات سے نوازا جائے۔

ترتیلِ قرآن

قرآن مقدس کو تجوید اور وقف کے قواعد کی رعایت سے پڑھنا لازم اور ضروری ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔ اس کی تشریح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یوں فرمائی: تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ۔ (حرفوں کو صحیح مخرج اور صفت کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کے مقام اور کیفیت کا جاننا ترتیل ہے)۔ تجوید کی اہمیت اور عدم واقفیت کا وبال سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مختلف ارشادات سے بھی سمجھی جا سکتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ''بلاشبہ اتنی تجوید جس سے تصحیح حرف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض عین ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، ص: ۳۴۳) ''الثغ کی نماز جبھی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حرف میں کوشش کیے جائے یہ بھی بے تعلیم صحیح ناممکن، یہی تعلیم تجوید ہے تو اس کی فرضیت قطعاً ثابت، اگر صحیح کو نہ سیکھے یا سیکھے اور اس کے ادا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہوگی تو علم و عمل دونوں فرض ہوئے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم، ص: ۳۳۹) ''اتنی تجوید کہ حرف دوسرے سے صحیح ممتاز ہو فرض عین ہے، بغیر اس کے نماز قطعاً باطل ہے۔ عوام بیچاروں کو جانے دیجیے خواص کہلانے والوں کو دیکھیے کتنے اس فرض پر عامل ہیں؟''

(فتاویٰ رضویہ، جلد سوم، ص: ۲۵۳)

مذکورہ بالا ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مقدس کی تلاوت سے پہلے حرفوں کے مخارج، صفات، ٹھہرنے کی جگہوں اور کیفیتوں کا سیکھنا نہایت ہی ضروری ہے تا کہ ان کی رعایت سے ہم قرآن مقدس کو ترتیل سے پڑھ سکیں، جو قرآنی حکم ہے۔ اگلے صفحات میں تجوید اور وقف کے ضروری قواعد بیان کیے جا رہے ہیں، انہیں اچھی طرح سمجھ کر یاد کریں تا کہ قرآن مقدس کی صحیح تلاوت میں مدد ملے۔

درس (۱)

ترتیل (۱)

☆ اللہ عزوجل کا ارشادِ پاک ہے۔ ''وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا''، اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

☆ اس آیت میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کو ترتیل کہتے ہیں، لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کے بارے میں سیدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ''اَلتَّرْتِیْلُ ھُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ، وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ'' کہ حروف کو ان کے مخارج وصفات سے ادا کرنے اور وقف کی جگہوں کو پہچاننے کا نام ترتیل ہے۔

☆ اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ تجوید کی رعایت کیے بغیر اور وقف کے قوانین کا لحاظ کیے بغیر ترتیل پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے علم تجوید اور علم وقف پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں اور یہ دونوں علوم ترتیل کے جز سمجھے جاتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۲)

ترتیل و تجوید

☆ **ترتیل کی تعریف:** وہ علم ہے جس کے ذریعہ حروف کو ان کے صحیح مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کرنے کی جگہوں کو جان کر ان پر وقف کرنے کے انداز کے مطابق وقف کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔

☆ **تجوید کی تعریف:** وہ علم ہے کہ جس سے حروف کو ان کے صحیح مخارج سے، صحیح صفات کے ساتھ ادا کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔

☆ **تجوید کا موضوع:** حروفِ تہجی (الف سے ی تک کل ۲۹ حروف)

☆ **تجوید کا مقصود:** قرآنِ مقدس کو غلط اور مجہول انداز میں پڑھنے سے احتراز کرتے ہوئے، عربی انداز میں صحیح طریقہ پر پڑھنے کی قدرت حاصل کرنا۔

☆☆☆

درس (۳)

اِسْتِعاذہ اور بَسْمَلہ کے احکام

☆شروع تلاوت میں استعاذہ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھنا مستحب ہے، درمیان میں کوئی دنیاوی کام کریں تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" اور "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" دونوں پڑھ لیں۔ اگر کوئی دینی کام کریں مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیں، یا "سُبْحٰنَ اللّٰہِ" اور کلمۂ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھیں تو پھر سے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

☆شروع سورت میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور اگر کسی سورت کے درمیانی حصہ سے تلاوت شروع کی جائے تو بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

☆لہٰذا تلاوتِ قرآن شروع کرنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھنا چاہیے، خواہ کسی سورت کے آغاز سے تلاوت شروع کی جائے یا درمیان سے۔

☆سورۂ توبہ کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ضرور پڑھنا چاہیے، خواہ تلاوت کا بھی آغاز ہو یا تلاوت پہلے سے جاری ہو۔

☆☆☆

درس (۴)

آغازِ سورۂ توبہ میں تعوذ وتسمیہ

☆سورۂ توبہ سے اگر تلاوت شروع کی جائے تو "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" اور "بِسْمِ اللّٰہِ" دونوں پڑھ

لیے جائیں۔

☆اگر پہلے سے تلاوت جاری ہے اور سورۂ توبہ آ گئی تو تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ) نہ کی جائے۔

☆سورۂ توبہ کے شروع میں آج کل کچھ حفاظ تعوذ پڑھتے ہیں جب کہ تلاوت پہلے سے جاری رہتی ہے، یہ غلط ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔

☆یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ ہی سے تلاوت شروع کی جائے جب بھی بسم اللہ نہیں پڑھی جانی چاہیے، یہ بھی محض غلط بات ہے۔

☆☆☆

درس (۵)

آغازِ توبہ میں بسملہ کیوں نہیں

☆**فائدہ** (۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کاتبِ وحی ہیں، ان سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی، تو آپ نے فرمایا کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب کوئی وحی نازل ہوتی، تو آپ فرما دیتے تھے کہ "ضَعُوْا ھٰذَا فِی السُّوْرَۃِ الَّتِیْ یُذْکَرُ فِیْہِ کَذَا وَ کَذَا" (اس کو اس سورت کے ساتھ ملا دو جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر ہے۔) لیکن جب سورۂ توبہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ وضاحت نہیں فرمائی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے بظاہر پردہ فرمانے کے بعد سورۂ توبہ کو میں (حضرت عثمان غنی) نے سورۂ انفال سے ملا دیا، اس وجہ سے کہ یہ سورۂ انفال کا جز ہے، کیوں کہ سورۂ انفال میں عہود (معاہدوں) کا ذکر ہے اور سورۂ توبہ میں نقضِ عہود (معاہدے توڑنے) کا ذکر ہے۔ (اسی لیے ان دونوں سورتوں کو قرینتین کہا جاتا ہے)۔

☆**فائدہ** (۲) مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ وسیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تعالیٰ نے آغازِ توبہ میں بسملہ نہ لکھے ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ بسم اللہ آیت رحمت ہے اور اس

میں اللہ تعالیٰ کے دوصفاتی نام الرحمن اورالرحیم ہیں جورحمت پردلالت کرتے ہیں اوررحمت کا معنی امان ہے جب کہ سورۂ توبہ کا آغاز لفظ براءت سے ہے اور براءت کا معنی رفع امان (امان اٹھالینا) ہے۔تو چوں کہ امان اوررفع امان یکجا جمع نہیں ہو سکتے اس لیے سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

☆☆☆

درس (۶)

تعوذ وتسمیہ کی پہلی صورت

(۱) ☆ آغازِ تلاوت اگر آغازِ سورت سے ہوتو ”اَعُوْذُ بِاللّٰہ“ اور ”بِسْمِ اللّٰہ“ دونوں کا محل ہوتا ہے، لہٰذا اس صورت میں ”اَعُوْذُ بِاللّٰہ“ اور ”بِسْمِ اللّٰہ“ کو وصل (ملا کر پڑھنا) اور فصل (علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنا) کے اعتبار سے کسی بھی طریقے پر پڑھا جاسکتا ہے۔

☆اس صورت میں تعوذ اور تسمیہ کرنے کی صورت میں عقلاً اور فناً دونوں اعتبار سے چار وجہیں نکلتیں ہیں۔(۱)وَصلِ کُل (۲)فصلِ کُل (۳)وصلِ اَوّل فصلِ ثانی (۴)فصلِ اَوّل وصلِ ثانی۔

☆واضح رہے کہ اس صورت میں تعوذ وتسمیہ دونوں کرنا چاہیے کیوں کہ دونوں کا محل ہوتا ہے۔

☆☆☆

درس (۷)

تعوذ وتسمیہ کی دوسری صورت

(۲) ☆ آغازِ تلاوت اگر وسطِ سورت سے ہوتو تعوذ وتسمیہ کو کلامِ پاک سے فصل کر کے پڑھیں۔یہاں صرف تعوذ کا محل ہے اس لیے تعوذ کرنا سُنّتِ مُستَحَبہ ہے اور تَسمیہ کا محل نہیں اس لیے تسمیہ کرنا بَرَکتۃً مستحب ہے۔

☆اس صورت میں تعوذ وتسمیہ پڑھے جائیں تو چار وجہیں عقلاً نکلتی ہیں، جن میں سے دو فناً جائز اور دو ناجائز ہیں۔

جائز صورتیں: (۱)فصل کل (۲)وصل اول فصل ثانی۔ ناجائز صورتیں: (۱)وصل کل (۲)فصل اول وصل ثانی۔

☆اس صورت میں تسمیہ نہ پڑھی جائے تو دوصورتیں نکلتی ہیں (۱)وصل کل (۲)فصل کل۔

فصل کل مطلقاً (ہرحال میں) جائز ہے اور وصل کل اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جہاں سے پڑھنا شروع کررہا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا ذاتی یا صفاتی نام یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دوسرے انبیائے کرام میں سے کسی کا نام یا ان کے لیے کوئی ضمیر نہ ہو، ورنہ جائز نہیں۔

☆ واضح رہے کہ اس صورت میں تعوذ وتسمیہ دونوں پڑھنا چاہیے۔کیوں کہ تعوذ کا تو محل ہے اور تسمیہ کا اگرچہ محل نہیں لیکن حصول برکت کے لیے پڑھنا چاہیے۔اگر یہاں پر تسمیہ نہ کی گئی تو کوئی حرج بھی نہیں۔

☆☆☆

درس (۸)

تعوذ وتسمیہ کی تیسری صورت

(۳) ☆اگر دوران تلاوت کوئی نئی سورت آجائے تو وہاں تسمیہ کا محل ہوتا ہے، تعوذ کا نہیں۔

اس صورت میں بسملہ پڑھنے کی صورت میں عقلی اعتبار سے چار صورتیں نکلتی ہیں۔وصل کل، فصل کل، وصل اول فصل ثانی، فصل اول وصل ثانی۔فنی اعتبار سے تین صورتیں نکلتی ہیں۔

وصل کل، فصل کل، فصل اول وصل ثانی۔

☆ واضح رہے کہ اس صورت میں صرف تسمیہ کرنا چاہیے، تعوذ ہرگز نہ کیا جائے کیوں کہ اس کا محل نہیں۔

☆☆☆

درس (۹)

تجوید ولحن کا تعارف

☆جس جگہ سے حرف نکلتا ہے اسے مخرج کہتے ہیں اور جس انداز سے حرف ادا ہوتا ہے اس کو صفت کہتے ہیں۔حروف کو ان کے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے کو تجوید کہتے ہیں اور حروف کو ان کے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا نہ کرنے کو لحن کہتے ہیں۔

☆لحن کی دو قسمیں ہیں۔(۱)لحنِ جلی (۲)لحنِ خفی۔لحن جلی بڑی غلطی کو کہتے ہیں مثلاً حرف یا حرکت کا بدل جانا، اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔لحنِ خفی چھوٹی غلطی کو کہتے ہیں، مثلاً صفات عارضہ اور صفات غیر ممیزہ کا ادا نہ کرنا۔اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس کا پڑھنا اور سننا دونوں مکروہ ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۰)

اصولِ مخارج (۱)

☆اصولِ مخارج کل پانچ ہیں۔(۱)حلق (۲)لسان (زبان) (۳)شفتین (دونوں ہونٹ) (۴)جوف (خالی جگہ) (۵)خیشوم (ناک کا بانسہ)۔

☆حلق میں تین مخارج ہیں، ان سے چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔

☆لسان میں دس مخارج ہیں، ان سے اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

☆شفتین میں دو مخارج ہیں، ان سے چار حروف ادا ہوتے ہیں۔

☆جوف میں ایک مخرج ہے، اس سے تین حروف ادا ہوتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۱)

اصول مخارج (۲)

☆خیشوم میں ایک مخرج ہے۔اس سے نون یا میم کا اخفا کرتے وقت یا نون کا ادغام ناقص یا میم کا میم میں ادغام کرتے وقت حرف غنہ نکلتا ہے۔

☆واضح رہے کہ واو مدہ وغیر مدہ، اسی طرح یائے مدہ وغیر مدہ کے مخرج الگ الگ ہیں، اس وجہ سے دو حروف بڑھتے ہیں جس کے نتیجے میں مخارج کے بیان میں حروف کی تعداد انتیس سے بڑھ کر اکتیس ہو جاتی ہے مگر یہ یاد رکھیں کہ حروف کی تعداد دراصل انتیس ہی ہے۔

☆☆☆

درس (۱۲)

حلق کے مخارج

۱۔ ۱۔ شروع حلق سے ہمزہ (ئ) اور ہا (ہ) ادا ہوتے ہیں۔

۲۔ ۲۔ درمیان حلق سے عین (ع) اور حا (ح) ادا ہوتے ہیں۔

۳۔ ۳۔ اخیر حلق سے غین (غ) اور خا (خ) ادا ہوتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۳)

لسان کے مخارج (۱)

۴۔ ۱۔ زبان کی جڑ جب تالو سے مل جائے تو قاف (ق) ادا ہوتا ہے۔

۵۔ ۲۔ جڑ زبان اور تالو کا وہ حصہ جو قاف کے مخرج سے تھوڑا سا ہٹ کر ہے جب اپنے مقابل تالو سے مل جائے تو کاف (ک) ادا ہوتا ہے۔

۶۔ ۳۔ بیچ زبان جب تالو سے مل جائے تو جیم (ج)، شین (ش) اور یا (ی)

غیر مدہ ادا ہوتے ہیں۔

۷۔ ۴۔ زبان کا کنارہ جب داڑھ سے مل جائے تو ضاد (ض) ادا ہوتا ہے۔

۸۔ ۵۔ زبان کا کنارہ جب مسوڑھے سے مل جائے تو لام (ل) ادا ہوتا ہے۔

☆☆☆

درس (۱۴)

لسان کے مخارج (۲)

۹۔ ۶۔ زبان کا سرا جب تالو سے مل جائے تو نون (ن) ادا ہوتا ہے۔

۱۰۔ ۷۔ زبان کی پشت کا وہ حصہ جو کہ سرا زبان سے قریب ہے جب تالو سے مل جائے تو را (ر) ادا ہوتی ہے۔

۱۱۔ ۸۔ زبان کا سرا اوپر کے سامنے والے دانتوں کی جڑ سے مل جائے تو تا (ت)، دال (د) اور طا (ط) ادا ہوتے ہیں۔

۱۲۔ ۹۔ زبان کا سرا اوپر کے سامنے والے دانتوں کے سرے سے مل جائے تو ثا (ث)، ذال (ذ) اور ظا (ظ) ادا ہوتے ہیں۔

۱۳۔ ۱۰۔ زبان کی نوک اوپر اور نیچے کے دانتوں سے مل جائے تو زا (ز)، سین (س) اور صاد (ص) ادا ہوتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۵)

جوف و شفتین کے مخارج

۱۴۔ ۱۔ نیچے کا ہونٹ جب اوپر کے دانتوں کے کنارے سے مل جائے تو فا (ف) ادا ہوتا ہے۔

۱۵۔ ۲۔ دونوں ہونٹوں کا تر حصہ مل جائے تو با ادا ہوتی ہے۔

دونوں ہونٹوں کا خشک حصہ مل جائے تو میم ادا ہوتی ہے۔

دونوں ہونٹ کچھ کھلے رہیں تو واو (و) غیر مدہ ادا ہوتا ہے۔

۱۶۔ ۱۔ جوف سے الف (ا)، یائے (ی) مدہ اور واو (و) مدہ ادا ہوتے ہیں۔

حلق کی خالی جگہ سے الف، بیچ زبان تالو کی خالی جگہ سے یائے مدہ اور ہونٹ کی خالی جگہ سے واو مدہ ادا ہوتا ہے۔

☆☆☆

درس (۱۶)

خیشوم

۱۷۔ ۱۔ خیشوم سے حرفِ غُنّہ ادا ہوتا ہے۔

☆ جب نون ساکن کا اخفا کیا جائے، جیسے مِنۡ دُوۡنِ یا تنوین کا اخفا کیا جائے، جیسے ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ یا میم ساکن کا اخفا کیا جائے جیسے اَمۡ بِہٖ یا میم ساکن کا میم میں ادغام کیا جائے، جیسے قَدۡ جَآئَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ یا نون ساکن اور تنوین کا واو یا یا میں ادغام کیا جائے جیسے مَنۡ یَّقُوۡلُ اور مِنۡ وَّالٍ یا نون مشدد ہو جیسے اِنَّ یا میم مشدد ہو جیسے عَمَّ ان تمام صورتوں میں ایک الف کے برابر غنہ کرنا چاہیے۔

☆ نونِ مُخفات کا غُنّہ، میم مُخفات کا غُنہ، تنوینِ مُخفات کا غنہ، اِقلاب کا غنہ، نون ساکن اور تنوین کے (واو اور یا میں) ادغام ناقص کرتے وقت کا غنہ حرف فرعی ہوتا ہے، باقی جگہوں پر صفتِ غنہ ہوتی ہے۔

☆☆☆

درس (۱۷)

حروف کو پُر پڑھنا (۱)

☆حرف کے پر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ حرف کو موٹا پڑھا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھائیں۔

☆حروف استعلا جو کہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ (خ،ص،ض،ط،ظ،غ،ق) میں ہیں، ہمیشہ پر پڑھے جائیں گے۔

☆ص،ض،ط،ظ کو پر پڑھنے میں زبان کی جڑ کے ساتھ ساتھ بیچ زبان کو بھی اوپر کی طرف اٹھانا چاہیے۔

☆حروف استعلا کے علاوہ الف، لام، واو اور را بھی پر پڑھے جاتے ہیں، ان میں اور حروف استعلا میں فرق یہ ہے کہ یہ حروف کبھی پُر پڑھے جاتے ہیں اور کبھی باریک جب کہ حروف استعلا ہمیشہ پُر ہی پڑھے جاتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۸)

حروف کو پُر پڑھنا (۲)

☆الف اور واو مدہ سے پہلے کوئی پر حرف (یعنی حروف مستعلیہ یا رائے معجمہ) آئے تو یہ دونوں بھی پر پڑھے جائیں گے۔ جیسے قَالَ اور قُوْلُوْا اور اگر کوئی پُر حرف نہ ہو تو باریک پڑھے جائیں گے جیسے کَانَ وَکُوْنُوْا۔

☆لامِ اللہ پر زبر یا پیش ہو تو لفظ اللہ کے دونوں لام پُر ہوں گے۔ جیسے اَللّٰهُمَّ۔

☆لفظ اللہ سے پہلے زبر ہو تو دونوں لام پُر ہوں گے، جیسے مِنَ اللّٰهِ۔

☆لفظ اللہ سے پہلے پیش ہو تو دونوں لام پُر ہوں گے، جیسے نَاقَةُ اللّٰهِ۔

☆اگر زیر ہو تو دونوں لام باریک ہوں گے جیسے لِلّٰهِ۔

☆لفظ اللہ کے لام کے علاوہ اور کوئی لام پُر نہ ہوگا۔

☆☆☆

درس (۱۹)

حروف کو پُر پڑھنا (۳)

☆رائے متحرکہ پر زبر ہو تو را پُر ہوگی جیسے رَحْمَةٌ۔

☆رائے متحرکہ پر پیش ہو تو را پُر ہوگی جیسے رُبَمَا۔

واضح رہے کہ رائے متحرکہ پر زیر ہو تو را باریک ہوگی جیسے رِضْوَانٌ۔

☆راساکنہ سے پہلے زبر اسی کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے وَالْمَرْوَةَ۔

☆راساکنہ سے پہلے زبر دوسرے کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے وَارْكَعُوْا۔

☆راساکنہ سے پہلے پیش اسی کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے بُرْهَانٌ۔

☆راساکنہ سے پہلے پیش دوسرے کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے مُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ۔

☆☆☆

درس (۲۰)

حروف کو پُر پڑھنا (۴)

☆راساکنہ سے پہلے زیر عارضی اسی کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے اِرْجِعِیْ۔

☆راساکنہ سے پہلے زیر عارضی دوسرے کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے اَمِ ارْتَابُوْا۔

☆راساکنہ سے پہلے زیر اصلی دوسرے کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

☆راساکنہ سے پہلے زیر ہو اور حرف مستعلیہ میں سے کوئی حرف اس کے بعد اسی کلمے میں ہو تو را پُر ہوگی، جیسے مِرْصَادِ۔

واضح رہے کہ کلمۂ فِرْقٍ کو پُر اور باریک دونوں حالتوں میں پڑھا جاسکتا ہے۔ باریک اس وجہ سے کہ را کے دونوں جانب کسرہ ہے۔

☆☆☆

درس (۲۱)

حروف کو پُر پڑھنا (۵)

☆ راساکنہ سے پہلے ساکن غیر یا ہو اور اس سے پہلے زبر ہو تو را پُر ہوگی جیسے اَلنَّارْ۔

☆ راساکنہ سے پہلے ساکن غیر یا ہو اور اس سے پہلے پیش ہو تو را پُر ہوگی جیسے نُوْرْ۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ راساکنہ کو اپنی اصل کے اعتبار سے باریک پڑھا جائے گا۔

☆ رامشددہ پر زبر ہو تو را پُر ہوگی، جیسے اَلرَّحْمٰن۔

☆ رامشددہ پر پیش ہو تو را پُر ہوگی، جیسے اَلْبِرُّ۔

واضح رہے کہ رامشددہ پر زیر ہو تو را باریک ہوگی، جیسے اَلرِّزْقُ۔

☆ جب رائے متحرکہ یا رائے مشددہ پر وقف کیا جائے تو یہ دونوں راساکنہ کے حکم میں ہوجائیں گے اور مذکورہ بالا سارے احکام ان پر لاگو ہوں گے۔

☆☆☆

درس (۲۲)

مد کا بیان (۱)

☆ حرف کو بڑھا کر پڑھنے کو مد کہتے ہیں۔

☆ مد کی دو قسمیں ہیں (۱) مد اصلی (۲) مد فرعی۔

☆ حرف مد کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو تو اس کو اس کی اصلی مقدار کے ساتھ ادا کیا جائے گا،

اسی اصلی مقدار کو مد اصلی کہتے ہیں۔ اس کو دو حرکتوں کی مقدار میں ادا کیا جائے گا۔

☆ حرف مد کے بعد جب ہمزہ یا سکون ہو یا حرف لین کے بعد سکون ہو تو ان میں اصلی مقدار سے بڑھ کر روایت کے مطابق مد کیا جاتا ہے اور اسے مد فرعی کہتے ہیں۔

☆ مد فرعی کی چھ قسمیں ہیں (۱) مد متصل (۲) مد منفصل (۳) مد لازم (۴) مد عارض (۵) مد لین لازم (۶) مد لین عارض۔ ☆ سبب مد دو ہیں۔ (۱) ہمزہ اور (۲) سکون۔

☆☆☆

درس (۲۳)

مد کا بیان (۲)

☆ مد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حروف مدہ (واو ساکن ماقبل مضموم، الف، یا ساکن ماقبل مکسور) کے بعد ہمزہ یا سکون ہو یا حروف لین (واو، یا ساکن ماقبل مفتوح) کے بعد سکون ہو۔

☆ وجوہ مد (مد کی صورتیں) تین ہیں (۱) طول (۲) توسط (۳) قصر۔ یعنی جب مد کیا جائے تو اس میں تین وجہیں نکلتی ہیں، یا تو طول (لمبا مد) ہوگا، یا توسط (درمیانی مد) ہوگا یا قصر۔ قصر ترکِ مد کو کہتے ہیں۔

☆ مد کی مقداریں پانچ ہیں۔ (۱) دو الف (۲) ڈھائی الف (۳) تین الف (۴) چار الف (۵) پانچ الف۔

☆ احکام مد تین ہیں (۱) لازم (۲) واجب (۳) جائز۔ مد لازم میں مد کرنا لازم ہے، مد متصل میں واجب اور باقی تمام صورتوں میں جائز ہے۔

☆☆☆

درس (۲۴)

مدِ متصل و منفصل

(۱) ☆ حرف مد اور ہمزہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں تو اس صورت میں جو مد کیا جائے گا اسے مدِ مُتَّصِل کہتے ہیں، جیسی اَلْئٰنَ۔

☆ مدِ متصل میں وجوہ مد میں سے صرف توسط ہے اور اس کی مقدار کم از کم دو الف اور زیادہ سے زیادہ چار الف ہے۔ اس میں ڈھائی الف بھی جائز ہے۔

(۲) ☆ حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس صورت میں جو مد کیا جائے گا اسے مدِ منفصل کہتے ہیں، جیسے بِهٖٓ اَنْذِرْ۔

☆ مدِ منفصل میں وجوہ مد میں سے صرف توسط ہے اور اس کی مقدار بھی دو، ڈھائی، چار الف ہے۔

واضح رہے کہ منفصل اور متصل میں فرق یہ ہے کہ فنی اعتبار سے منفصل میں مد کرنا جائز ہوتا ہے جب کہ متصل میں واجب ہوتا ہے۔ ☆☆☆

درس (۲۵)

مد لازم و عارض

(۳) ☆ حرف مد کے بعد سکون لازم (ایسا سکون جو پہلے سے ہو اور وصل و وقف دونوں حالتوں میں باقی رہے) ہو تو اس وقت جو مد کیا جاتا ہے اسے مد لازم کہتے ہیں، جیسے دَآبَّةٌ۔

☆ مد لازم میں صرف طول ہے اور طول کی اقل مقدار تین الف اور اکثر مقدار پانچ الف ہے۔

☆ مد لازم اس وقت ہوتا ہے جب کہ حرف مد کے بعد سکون لازم اسی کلمہ میں ہو، اگر دوسرے کلمہ میں ہو تو وہاں مد ہی نہ ہوگا بلکہ خود حرف مد گر جائے گا، جیسے قَالُوْا الْحَمْدُ۔

(۴) ☆ حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو تو اس وقت جو مد کیا جاتا ہے اسے مد عارض کہتے ہیں، جیسے نَسْتَعِيْنُ (وقف کی حالت میں)۔

☆ مد عارض میں طول توسط، قصر (ترک مد) تینوں وجہیں جائز ہیں، طول کی مقدار تین اور پانچ الف ہے اور توسط کی مقدار دو اور تین الف ہے۔

واضح رہے کہ باعتبار فن مد لازم میں مد کرنا لازم ہے جب کہ مد عارض میں جائز ہے۔

☆☆☆

درس (۲۶)

مدلین لازم و عارض

(۵) ☆ حرف لین کے بعد سکون لازم ہو تو اس صورت میں جو مد کیا جاتا ہے اسے مدلین لازم کہتے ہیں، جیسے عَيْنْ (كٓهٰيٰعٓصٓ میں)۔

☆ مدلین لازم میں بھی طول توسط اور قصر تینوں وجہیں جائز ہیں۔ اس میں طول اولیٰ ہے، پھر توسط، پھر قصر۔

(۶) ☆ حرف لین کے بعد سکون عارض ہو تو اس وقت جو مد کیا جاتا ہے اسے مدلین عارض کہتے ہیں، جیسے خَوْفْ (وقف کی حالت میں)۔

☆ مدلین عارض میں بھی طول توسط اور قصر تینوں وجہیں جائز ہیں مگر اس میں قصر اولیٰ ہے، پھر توسط، پھر طول۔

☆☆☆

درس (۲۷)

کئی مدوں کا جمع ہونا (۱)

☆ جب ایک قسم کے کئی مد جمع ہوں تو پڑھنے میں سب کو برابر ادا کرنا چاہیے، جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ دونوں میں حالت وقف میں مد عارض ہے اور مد عارض میں طول توسط، قصر تینوں وجوہات ہیں۔ تو اگر العٰلَمِيْنَ میں توسط ادا کیا گیا تو

الرَّحِیمِ میں بھی توسط ہی ادا کرنا چاہیے،طول یا قصر ادانہیں کرنا چاہیے اور اگر پہلے میں طول کیا ہے تو دوسرے میں بھی طول ہی ادا کرنا چاہیے قصر یا توسط ادانہیں کرنا چاہیے۔

☆جب ایک قسم کے کئی مد جمع ہوں تو مقدار بھی سب کی برابر برابر ادا کرنی چاہیے، جیسے اگر دو یا دو سے زیادہ مد متصل ایک ساتھ جمع ہو گئے تو اگر پہلے میں تین الف کے برابر مد کیا گیا تو دوسرے میں بھی تین الف کے برابر مد کریں۔ ایسا نہ کیا جائے کہ پہلے میں تین اور دوسرے میں پانچ یا پہلے میں پانچ اور دوسرے میں تین الف کے برابر مد ہو۔

☆☆☆

درس (۲۸)

کئی مدوں کا جمع ہونا (۲)

☆اگر کئی قسم کے مد جمع ہوں تو ضعیف کو قوی پر ترجیح نہ دینا چاہیے، جیسے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اَلۡحَآقَّةُ. الرَّحِيۡمُ میں مد عارض ہے اور اَلۡحَآقَّةُ میں مد لازم ہے۔ مد لازم میں صرف طول ہے اور اس کی اکثر مقدار پانچ الف اور اقل مقدار تین الف ہے اور مد عارض میں طول توسط، قصر تینوں وجوہ جائز ہیں لیکن اگر مد لازم کے طول میں تین الف کی مقدار مد کرنے کا ارادہ ہے تو مد عارض میں بھی تین الف سے زیادہ مد نہیں کرنا چاہیے، اگر چہ اس میں طول بھی جائز ہے، کیوں کہ اگر مد عارض میں تین الف سے زیادہ مد کریں گے تو ضعیف مد کو قوی مد پر ترجیح دینا ہو جائے گا، کیوں کہ مد لازم قوی ہے اور مد عارض ضعیف ہے اور ضعیف کو قوی پر ترجیح دینا درست نہیں ہے۔

☆☆☆

درس (۲۹)

اِخفا و اقلاب

☆نون ساکن اور تنوین کو پوشیدہ اور میم ساکن کو ضعیف کر کے پڑھنے کو اخفا کہتے ہیں۔

☆میم ساکن کے بعد با (ب) آئے تو اخفا ہوتا ہے۔ جیسے اَمۡ بِهٖ.

☆نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یَرۡمَلُوۡنَ، حروف حلقی اور با کے علاوہ کوئی حرف (یعنی تا، ثا، جیم، دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا، ظا، فا، قاف، کاف) آئے تو اخفا ہوگا، جیسے کُنۡتُمۡ، مَنۡ قَالَ۔

☆نون ساکن اور تنوین کو جب میم سے بدل کر پڑھا جاتا ہے تو اس کو اقلاب کہتے ہیں۔

☆نون ساکن اور تنوین کے بعد با (ب) آئے تو اقلاب ہوگا، جیسے مِنۡۢ بَعۡدُ۔

☆☆☆

درس (۳۰)

اِظہار

☆مخرج اور صفاتِ لازمہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں۔ تمام حروف میں اصل اظہار ہے، ادغام، اقلاب، اخفا کبھی کسی وجہ سے کیے جاتے ہیں۔

☆لام تعریف کے بعد اِبۡغِ حَجَّکَ وَ خَفۡ عَقِيۡمَهٗ میں سے کوئی حرف آئے تو لام تعریف کا اظہار ہوتا ہے، جیسے اَلۡاَحَدُ، اَلۡقَوِیُّ۔

☆میم ساکن کے بعد با اور میم کے علاوہ کوئی بھی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔ جیسے اَمۡوَال، اَمۡسَاج۔

☆نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔ جیسے مَنۡ اٰمَنَ، اَنۡهَارٌ۔

واضح رہے کہ جب نون اور میم متحرک ہوتے ہیں تو ان کا اظہار ہی ہوتا ہے۔

☆☆☆

درس (۳۱)

اِدغام (۱)

☆ایک حرف ساکن کو دوسرے حرف متحرک میں ملا کر مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں۔

☆نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا۔ جیسے مَنْ یَّرْغَبْ۔

☆نون ساکن اور تنوین کا لام اور را میں جو ادغام ہوگا، اس میں غنہ نہیں ہوگا۔ جیسے مِنْ رَّبِّکُمْ۔

☆نون ساکن اور تنوین کا یا، نون، میم اور واو میں ادغام ہوگا تو غنہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے مِنْ وَّالٍ۔

☆ تا، ثا، دال، ذال، را، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا، ظا، لام، نون، ان حروف کو حروف شمسیہ کہا جاتا ہے۔

☆اِبْغِ حَجَّکَ وَ خَفْ عَقِیْمَهٗ (الف، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ک، م، و، ہ، ی) کے حروف کو حروف قمریہ کہتے ہیں۔

☆ حروف شمسیہ اور قمریہ کو فقط ایک ادنی سی مناسبت کی وجہ سے شمسیہ اور قمریہ کا نام دیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ شمس وقمر قرآن مجید کے دو مشہور نام ہیں۔ شمس کے شروع میں شین اور قمر کے شروع میں قاف ہے، جو حروف شین کی طرح لام تعریف کو چھپا دیتے ہیں انہیں شمسیہ اور جو حروف قاف کی طرح لام تعریف کو ظاہر کرتے ہیں انہیں قمریہ کہہ دیا گیا۔

☆ دوسری مناسبت یہ ہے کہ لام تعریف کو تارہ فرض کرلیا جائے تو جس طرح سورج نکلنے کے

بعد تارے چھپ جاتے ہیں، اسی طرح لام تعریف کے بعد حروف شمسیہ آنے کی وجہ سے لام تعریف چھپ جاتا ہے، یعنی اس کا ادغام ہو جاتا ہے اور جس طرح چاند نکلنے کے باوجود تارے نہیں چھپتے، اسی طرح حروف قمریہ آنے کے باوجود لام تعریف نہیں چھپتا بلکہ اظہار کر کے پڑھا جاتا ہے۔

☆☆☆

درس (۳۲)

ادغام (۲)

☆ باعتبار محل، ادغام کی تین قسمیں ہیں۔ (۱)ادغام مِثلَین (۲)ادغام مُتَجَانِسَین (۳)ادغام مُتَقَارِبَین۔

(۱) ☆جس ادغام میں مدغم (جس حرف کا ادغام کیا جائے) اور مدغم فیہ (جس حرف میں ادغام کیا جائے) ایک ہی حرف ہوں تو اس ادغام کو ادغام مثلین کہتے ہیں، جیسے قُلْ لَّکُمْ۔

(۲) ☆جس ادغام میں مدغم اور مدغم فیہ دونوں ایک حرف تو نہ ہوں لیکن دونوں کا مخرج ایک ہو تو اس ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہیں، جیسے یَلْهَثْ ذٰلِکَ۔

(۳) ☆مدغم اور مدغم فیہ کا مخرج ایک تو نہ ہو بلکہ قریب قریب ہو تو اسے ادغام متقاربین کہتے ہیں، جیسے مِنْ لَّدُنْکَ۔

☆ادغام کی باعتبار کیفیت دو قسمیں ہیں۔(۱)ادغام تام (۲)ادغام ناقص۔

☆جس ادغام میں مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے بلکہ مدغم مکمل طور پر مدغم فیہ کی جنس سے ہو جائے تو اسے ادغام تام کہتے ہیں۔ جیسے مِنْ رَّبِّکَ۔

☆جس ادغام میں مدغم کی کوئی صفت باقی رہے اور مدغم مکمل طور پر مدغم فیہ کی جنس سے نہ ہو جائے تو اس کو ادغام ناقص کہتے ہیں۔ جیسے مَنْ یَّقُوْلُ۔☆☆☆

درس (۳۳)

ادغام (۳)

☆ادغام متقاربین قاف کا کاف میں (جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ)، لام غیر تعریف کا را میں (جیسے قُلْ رَّبِّ)، لام تعریف کا (سوائے لام کے بقیہ) حروف شمسیہ میں (جیسے الشَّمْسُ)، نون ساکن اور تنوین کا (سوائے نون کے) یَرْمَلُوْنَ کے حروف میں (جیسے مِنْ رَّبِّكُمْ) ہوتا ہے۔

☆**مثلین** کے تمام حروف میں ادغام تام ہوتا ہے۔**متجانسین** میں سے طا کا تا میں ادغام ناقص ہوتا ہے، باقی تمام صورتوں میں تام ہوتا ہے۔**متقاربین** میں سے قاف کا کاف میں ادغام تام اور ناقص دونوں جائز ہیں مگر تام اولیٰ ہے۔ لام غیر تعریف کا را میں، لام تعریف کا حروف شمسیہ میں، نون ساکن اور تنوین کا نون، میم، را، لام میں ادغام تام ہوتا ہے۔نون ساکن اور تنوین کا واو اور یا میں ادغام ناقص ہوتا ہے۔

☆**متجانسین** کا پہلا حرف ساکن ہو تو با کا میم میں (جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا)، تا کا دال میں (جیسے اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا)، تا کا طا میں (جیسے قَالَتْ طَّآئِفَةٌ)، ثا کا ذال میں (جیسے يَلْهَثْ ذّٰلِكَ)، دال کا تا میں (جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ)، ذال کا ظا میں (جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا)، طا کا تا میں (جیسے اَحَطْتُّ) ادغام ہوگا۔

☆☆☆

درس (۳۴)

مختلف فوائد

فائدہ: ☆نون ساکن یا تنوین کے بعد کوئی ساکن حرف آئے تو نون ساکن یا تنوین کے نون ساکن کو ایک زیر دے کر پڑھنا چاہیے، جیسے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُنِ اللّٰهُ الصَّمَدُ۔

فائدہ: ☆جب کہیں دو ہمزہ جمع ہوں تو دونوں کو خوب صاف ادا کرنا چاہیے، اس کو تحقیق کہتے ہیں، جیسے ءَاِذَا، ءَاَنْذَرْتَهُمْ۔

فائدہ: ☆دو ہمزہ جمع ہوں اور دوسرے ہمزہ کو اس طرح ادا کیا جائے کہ اس میں جھٹکا نہ ہو بلکہ اسے الف اور ہمزہ کے مخارج کے درمیان سے ادا کیا جائے تو اس کو تسہیل کہتے ہیں، جیسے ءَاَعْجَمِيٌّ۔

واضح رہے کہ ماہر مُقری استاذ سے مشق کرنے پر ہی اس کی صحیح ادائیگی ہوسکتی ہے۔

فائدہ: ☆روایت حفص میں صرف ءَاَعْجَمِيٌّ میں تسہیل واجب ہے، اس کے علاوہ کہیں تسہیل واجب نہیں۔

☆اس کے علاوہ چھ مقامات ایسے ہیں جہاں پر تسہیل جائز ہے (۱،۲) آٰللّٰهُ (دو جگہ) (۳،۴) آٰلْئٰنَ (دو جگہ) (۵،۶) ءٰٓالذَّكَرَيْنِ (دو جگہ) مگر ان میں ابدال یعنی ہمزہ کو الف سے بدل کر پڑھنا بنسبت تسہیل کے بہتر ہے۔

☆☆☆

درس (۳۵)

وقف کا بیان

☆دوران تلاوت کلمہ کے آخر پر سانس اور آواز دونوں بند کردینے کو وقف کہتے ہیں۔

☆جس حرف پر وقف کیا جائے، اگر اس پر صرف زبر، زیر، پیش، دو زیر، دو پیش ہوں تو ان کو وقف کرنے کی حالت میں ساکن کردیں۔ اس وقف کو وقف بالاسکان کہتے ہیں، جیسے تَعْلَمُوْنَ سے تَعْلَمُوْنْ۔

☆اگر تائے مدورہ (ة) پر وقف کیا جائے تو اس کو ہائے ساکنہ (ہْ) سے بدل دیں، جیسے بَيِّنَةٌ سے بَيِّنَهْ۔ اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

☆اگر حرفِ موقوف علیہ پر دو زبر ہوں تو انہیں الف سے بدل دیں ، جیسے اَفْوَاجًا سے اَفْوَاجَا اور نِسَاءً سے نِسَاءَا۔اس کو بھی وقف بالابدال کہتے ہیں۔

☆اگر حرفِ موقوف علیہ پہلے ہی سے ساکن ہو تو اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں، اسے وقف بالسکون کہتے ہیں، جیسے فَحَدِّثْ۔

☆☆☆

درس (۳۶)

رموزِ اوقاف (۱)

رموزِ اوقاف سے مراد وہ اشارے اور علامتیں ہیں جن کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مقدس میں کسی بھی جگہ پر وقف کرنے کا حکم کیا ہے؟ آیا جائز، ناجائز ہے یا واجب وحرام وغیرہ۔

☆(O) اسے آیت کہا جاتا ہے۔ یہ وقفِ تام کی علامت ہوتی ہے۔اس پر وقف کرنا چاہیے۔

علاماتِ وقف پانچ ہیں، جو بالترتیب بیان کیے جارہے ہیں۔

☆ (م) میم، یہ وقف لازم کی علامت ہے، یہاں رکنا ضروری ہوتا ہے اور نہ رکنے کی صورت میں مفہوم بدل سکتا ہے۔

☆ (ط) طا، یہ وقف مطلق کی علامت ہے۔لیکن بات اگرچہ پوری نہیں ہو جاتی لیکن بہرِ حال ٹھہرنا چاہیے۔

☆(ج) جیم، یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہوتا ہے۔

☆(ز) زا، یہ وقف مُجَوَّز کی علامت ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہوتا ہے۔

☆(ص) صاد، یہ وقف مُرَخَّص کی علامت ہے۔اگر تھک نہ گئے ہوں تو یہاں ملا کر ہی پڑھنا چاہیے۔

☆☆☆

درس (۳۷)

رموز اوقاف (۲)

☆(۵) اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ غیر کوفیین کے نزدیک یہ آیت ہے،لہٰذا اگر یہاں وقف کیا جائے تو پیچھے سے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

☆(صلے) یہ "اَلْوَصْلُ اَوْلٰی" کا مُخَفَّف ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

☆(ق) یہ "قِیلَ عَلَیْهِ الْوَقْفُ" کا مختصر ہے۔ یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔

☆(صِلْ) یہ "قَدْیُوْصَلُ" کا مختصر ہے، یہاں ضرورت ہو تو وقف کیا جائے ورنہ وصل کیا جائے۔

☆(قِفْ) یہاں ملانا نہیں چاہیے۔ جہاں قاری کے ملانے کا اندیشہ ہوتا ہے، وہیں اس علامت کو لکھا جاتا ہے۔

☆(س/سکتہ) یہاں سکتہ کرنا چاہیے۔(سکتہ کے بیان میں اس کی وضاحت موجود ہے)

☆☆☆

درس (۳۸)

رموزِ اوقاف (۳)

☆(وقفہ) یہ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں تھوڑا لمبا سکتہ کرنا چاہیے۔

☆(ک) یہ کذالک کا مختصر ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پچھلی آیت میں جو علامت تھی، وہی علامتِ وقف یہاں پر بھی ہے۔

☆(مع) اس کی جگہ پر کبھی تین نقطے لکھے جاتے ہیں، دونوں کا مطلب معانقہ کا ہوتا ہے۔ یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں دو وقف قریب،قریب ہوتے ہیں، اس صورت میں کسی ایک ہی پر ٹھہرنا چاہیے۔

☆ اگر کہیں ایسی جگہ وقف کیا گیا، جہاں نہ آیت ہے اور نہ ہی علامت وقف تو اوپر سے لوٹا کر پڑھنا چاہیے، اس لوٹانے کو اعادہ کہتے ہیں۔

☆ اگر آیت کے بیچ میں لام الف (لا) لکھا ہو اور اس جگہ اضطراراً وقف کرلیا گیا تو دہرانا چاہیے اور اگر آیت پر لام الف (ۃلا) لکھا ہو تو وہاں وقف کرنے سے اعادہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆☆☆

درس (۳۹)

وقف کیسے کریں؟

☆ اگر حرفِ موقوف علیہ سے پہلے والا حرف ساکن ہو تو حرف موقوف علیہ کا سکون خوب صاف ادا ہونا چاہیے، ورنہ وہ ظاہر نہ ہوگا، جیسے "وَ الْبَغْیْ، اَلْفِ شَھْرْ" حالت وقف میں۔

☆ اگر حرفِ موقوف علیہ پر تشدید ہے تو اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح وصل کی حالت میں اس کو ادا کرتے وقت دو حرف کی تاخیر کرتے ہیں، اسی طرح اس میں بھی تاخیر کریں گے، صرف فرق اتنا ہوگا کہ دوسرا حرف جو متحرک ہے، اس کو ساکن کردیں گے۔ جیسے مُسْتَقَرّْ۔

☆ نون اور میم مشدد پر وقف کریں گے تو یہ تاخیر ایک الف کے برابر غنہ کرنے سے ادا ہو جائے گی، جیسے وَ مَافِیْھِنَّ۔

☆ اگر حرفِ موقوف علیہ (ہ) ہائے ضمیر ہو تو اسے ساکن کر کے پڑھنا چاہیے۔ جیسی لَہٗ سے لَہْ، بِہٖ سے بِہْ۔

☆ اگر حرفِ موقوف علیہ پر دو زیر یا دو پیش والی تنوین ہو تو تنوین کو حذف کر کے، حرفِ موقوف علیہ کو ساکن کر کے پڑھنا چاہیے جیسے عَذَابٌ عَظِیْمٌ سے عَذَابْ عَظِیْمْ اور لَفِیْ

خُسْرٍ سے لَفِیْ خُسْرْ۔

☆ جو حروف مدہ وصل کی حالت میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر کے پڑھے جاتے ہیں جب ان پر وقف کیا جائے گا تو حروف مدہ کو ظاہر کر کے پڑھا جائے گا، جیسے یَوْمَ تَرَی الْمُجْرِمِیْنَ میں تَرٰی، قَالُوْا اللّٰھُمَّ میں قَالُوْا۔

☆☆☆

درس (۴۰)

سکتہ

☆ کسی آیت یا کسی کلمہ پر اس طرح آواز بند کی جائے کہ سانس نہ ٹوٹے اور اسی سانس میں اگلی آیت کا وصل کیا جائے تو اس کو سکتہ کہتے ہیں۔

☆ قرآن کریم میں چار جگہ سکتہ واجب ہے (۱) سورۂ یٰسین میں مِنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر (۲) سورۂ کہف میں لفظ عِوَجًا کے الف پر (۳) سورۂ قیامہ میں قِیْلَ مَنْ کے نون پر (۴) سورۂ مطففین میں کَلَّا بَلْ کے لام پر۔ ان چار سکتوں کے علاوہ جو سکتے قرآن پاک میں لکھے ہوئے ہیں، وہ جائز ہیں، یعنی ان جگہوں پر سکتہ اور وقف دونوں کیے جاسکتے ہیں۔

☆ سکتہ میں بھی وقف کے تمام قاعدے جاری ہوں گے، صرف فرق اتنا ہے کہ وقف میں سانس اور آواز دونوں بند ہوجاتی ہے اور سکتہ میں صرف آواز بند ہوتی ہے۔

☆☆☆

حفظِ سُوَر

جس قدر تلاوت نماز میں فرض ہے قرآن میں سے اس قدر کا یاد کرنا فرض ہے اور جس قدر تلاوت نماز میں واجب ہے اتنا یاد کرنا واجب۔ اس کے علاوہ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ قرآنی آیات اور سورتوں کو یاد کرنا چاہیے تاکہ قرآن کی برکتیں میسر آئیں۔ آئندہ صفحات میں قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں اور خاص خاص جگہوں سے چند آیات درج کی جارہی ہیں۔ تجوید و وقف کی رعایت کے ساتھ انہیں اچھی طرح یاد کرلیں تاکہ نمازوں کے لیے بھی معاون ثابت ہوں اور حفظِ قرآن کے فضائل وفوائد بھی حاصل ہوں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ (اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا)

درس (۱)

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

درس (۲)

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

درس (۳)

سُوْرَةُ الْعَصْرِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
وَالْعَصْرِ ؀ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ؀ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ؀

☆☆☆

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ؀ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ؀ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا
وَقَبَ ؀ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ؀ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؀

☆☆☆

درس (۴)

سُوْرَةُ النَّاسِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ؀ مَلِكِ النَّاسِ ؀ اِلٰهِ النَّاسِ ؀ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ ۙ۬ الْخَنَّاسِ ؀ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ؀ مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ؀

درس (۵)

سُوْرَةُ الْكَافِرُوْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ؀ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ؀ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ
اَعْبُدُ ؀ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ؀ وَلَاۤ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؀
لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ؀

☆☆☆

درس (۶)

سُوْرَةُ النَّصْرِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ؀ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا ؀ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ؀

☆☆☆

درس (۷)

سُوْرَةُ لَهَبٍ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؀ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؀
تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؀ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؀
سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ؀ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ؀ فِيْ جِيْدِهَا
حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ؀

درس (۸)

سُوْرَۃُ الْفِیْلِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ٥ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ
تَضْلِیْلٍ٥ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ٥ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ
سِجِّیْلٍ٥ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ٥

☆☆☆

درس (۹)

سُوْرَۃُ قُرَیْشٍ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ٥ اٖلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ٥ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ
ھٰذَا الْبَیْتِ٥ الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۵ لا وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ٥

☆☆☆

درس (۱۰)

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ٥ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ٥ وَلَا
یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ٥ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ٥ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ
صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ٥ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ٥ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ٥

درس (۱۱)

سُوْرَۃُ الْقَدْرِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ٥ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ٥ لَیْلَۃُ
الْقَدْرِ ۵ لا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ
رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ٥ سَلٰمٌ قف ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ٥

☆☆☆

درس (۱۲)

سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ٥ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ٥ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ
ظَھْرَکَ٥ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ٥ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا٥ اِنَّ مَعَ
الْعُسْرِ یُسْرًا٥ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ٥ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ٥

☆☆☆

درس (۱۳)

سُوْرَۃُ التِّیْنِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ٥ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ٥ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ٥ لَقَدْ
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ٥ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ٥
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ٥ فَمَا
یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ٥ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ٥

☆☆☆

درس (۱۴)

سُوْرَةُ الضُّحٰی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
وَالضُّحٰی٥ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی٥ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی٥ وَلَلْاٰخِرَةُ
خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی٥ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی٥ اَلَمْ
یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی٥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی٥ وَوَجَدَكَ عَآئِلاً
فَاَغْنٰی٥ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلاَ تَقْهَرْ٥ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلاَ تَنْهَرْ٥ وَاَمَّا
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ٥

☆☆☆

درس (۱۵)

سُوْرَةُ التَّكَاثُر

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ٥ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ٥ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ٥ ثُمَّ
كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ٥ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ٥ لَتَرَوُنَّ
الْجَحِیْمَ٥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ٥ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ
النَّعِیْمِ٥

درس (۱۶)

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ٥ ۨ الَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَهٗ٥ یَحْسَبُ اَنَّ
مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ٥ كَلَّا لَیُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ٥ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ٥
نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ٥ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ٥ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ
مُّؤْصَدَةٌ٥ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ٥

☆☆☆

درس (۱۷)

سُوْرَةُ الْقَارِعَة

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
اَلْقَارِعَةُ٥ مَا الْقَارِعَةُ٥ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ٥ یَوْمَ یَكُوْنُ
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ٥ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
الْمَنْفُوْشِ٥ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ٥ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ٥
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ٥ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ٥ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِیَهْ٥ نَارٌ
حَامِیَةٌ٥

☆☆☆

درس (۱۸)

سُوْرَۃُ زِلْزَال

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا o وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا o وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَھَا o یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا o بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَھَا o یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۵ لا لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْ o فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ o وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ o

☆☆☆

درس (۱۹)

سُوْرَۃُ الْعٰدِیٰتِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا o فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا o فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا o فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا o فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا o اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ o وَاِنَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ لَشَهِیْدٌ o وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ o اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ o وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ o اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ o

☆☆☆

درس (۲۰)

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

الٓمّٓ o ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ج هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ o الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ o وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ق وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

☆☆☆

درس (۲۱)

اٰیَۃُ الْكُرْسِی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۵ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ج وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o

☆☆☆

درس (۲۲)

آخر سورۂ بقرہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ
رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا
نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ
اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَ اعْفُ عَنَّا ۫
وَ اغْفِرْ لَنَا ۫ وَ ارْحَمْنَا ۫ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ٥

☆☆☆

درس (۲۳)

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ٥ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ٥ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ٥
وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ٥ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ٥ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ٥
وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ٥ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ٥ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

زَكّٰهَا ٥ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ٥ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا ٥ اِذِ ا
نْبَعَثَ اَشْقٰهَا ٥ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ٥
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا ٥ وَلَا
يَخَافُ عُقْبٰهَا ٥

☆☆☆

درس (۲۴)

سُوْرَةُ الْعَلَقِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ٥ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ ٥ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ٥ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ٥ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الرُّجْعٰى ٥ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ٥ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ٥ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ
عَلَى الْهُدٰى ٥ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ٥ اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ٥ اَلَمْ
يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ٥ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ٥
نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ٥ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ٥ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ٥ كَلَّا لَا
تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ٥

(نوٹ: اس آیت میں سجدہ ہے)

☆☆☆

درس (۲۵)

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ٥ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الطَّارِقُ٥ النَّجْمُ الثَّاقِبُ٥ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ٥ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ٥ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ٥ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ٥ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ٥ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ٥ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ٥ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ٥ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ٥ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ٥ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ٥ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا٥ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا٥ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا٥

☆☆☆

درس (۲۶)

لَقَدْ جَآئَكُمْ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

لَقَدْ جَآئَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ٥ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ٥

درس (۲۷)

لَا يَسْتَوِى

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

لَا يَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ٥ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ٥

☆☆☆

درس (۲۸)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ (۱)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ٥ نِ الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ٥ الَّذِىْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰى فِىْ خَلْقِ

الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ
ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ۝
وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ
وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ۝ وَلِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ
جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ
تَفُوْرُ ۝

☆☆☆

درس (۲۹)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ (۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ
یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا
نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ
فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ
عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِیْفُ
الْخَبِیْرُ ۝ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ
مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۝

☆☆☆

درس (۳۰)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ (۳)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ۝
اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا ؕ
فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ نَذِیْرِ ۝ وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَکَیْفَ
کَانَ نَکِیْرِ ۝ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؕ مَا
یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍۢ بَصِیْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ
هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ
غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ
عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ
سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

☆☆☆

درس (۳۱)

سُوْرَةُ الْمُلْكِ (۴)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ
قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝

☆☆☆

درس (۳۲)

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ (۱)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

☆☆☆

درس (۳۳)

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ (۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

☆☆☆

درس (۳۴)

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ (۴)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

☆☆☆

درس (۳۵)

سُوْرَۃُ یٰسٓ (۱)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
يٰسٓ o وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ o اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ o عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ o تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ o لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ
فَهُمْ غٰفِلُوْنَ o لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ o
اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ o
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ
فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ o وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ o اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ
فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ o اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا
قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ o وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ o اِذْ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ
مُّرْسَلُوْنَ o

☆☆☆

درس (۳۶)

سُوْرَۃُ یٰسٓ (۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ o قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ o
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ o قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ o قَالُوْا طَآئِرُكُمْ
مَّعَكُمْ ۗ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۗ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ o وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا
الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ o اتَّبِعُوْا مَنْ
لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ o وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ
وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ o ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ
لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ o اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ o اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ o قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ قَالَ
يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ o بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ o

☆☆☆

درس (۳۷)

سُوْرَۃُ یٰسٓ (۳)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا
مُنْزِلِيْنَ o اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ o
يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ o اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ
اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ o وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ o وَاٰيَةٌ
لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ صلے اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

يَأْكُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا
مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا
يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ صلے
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ
لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى
عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

☆☆☆

درس (۳۸)

سُوْرَةُ يٰسٓ (۴)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا
لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ
وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ
لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا
تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ صلے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ مَا

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ
فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ
بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ؐ سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ
الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا
مُحْضَرُوْنَ ۝

☆☆☆

درس (۳۹)

سُوْرَةُ يٰسٓ (۵)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ
ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا
يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا
الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝
وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰذِهٖ
جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا
الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا

اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ
اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

☆☆☆

درس (۴۰)

سُوْرَۃُ یٰسٓ (۶)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا
مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ
فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ
مُّحْضَرُوْنَ ۝ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ
خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ
الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ نِالَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا
فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ
اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ☆☆☆

حفظ احادیث

حدیثوں کا زبانی یاد کرنا بھی فضائل و فوائد کا باعث ہے بلکہ ایک مسلمان کو چند حدیثیں تو لازمًا یاد کر لینی چاہیے کہ عشق رسول کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے ادا ہونے والے الفاظ عاشق رسول کے دل و دماغ میں موجود ہوں۔ حفظ احادیث کے فضائل میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْمَا يَنْفَعُهُمْ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ بُعِثَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ۔ (میری امت سے متعلق جو کوئی چالیس حدیثیں ایسی یاد کرے جو ان کے دینی معاملات میں مفید ہوں قیامت کے دن علما کے ساتھ اٹھایا جائے گا) آئندہ صفحات میں چند احادیث عربی متن، ترجمہ اور حوالے کے ساتھ تحریر کی جارہی ہیں، انہیں اچھی طرح یاد کریں۔

درس (۱)

تَصَافَحُوْا یَذْهَبِ الْغِلُّ	مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوتا ہے۔	(موطا امام مالک: ۳۳۶۸)
اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ	نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے۔	(صحیح مسلم: ۶۶۸۰)
اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ	پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔	(صحیح مسلم: ۵۵۶)

☆☆☆

درس (۲)

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ	چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔	(صحیح مسلم: ۳۰۳)
مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الْوُضُوْءُ	نماز کی کنجی وضو ہے۔	(ترمذی شریف: ۴)
اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ	ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔	(مسند الفردوس: ۲۶۱۱)

☆☆☆

درس (۳)

اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ	نماز دین کا ستون ہے۔	(شعب الایمان للبیہقی: ۲۸۰۷)
اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ	غیبت قتل سے بدتر ہے۔	(مسند الفردوس: ۴۳۲۱)
اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ	دعا عبادت کا مغز ہے۔	(ترمذی شریف: ۳۳۷۱)

☆☆☆

درس (۴)

تَرْكُ الْعَشَآءِ مَهْرَمَةٌ	رات کا کھانا چھوڑنا کمزور کرتا ہے۔	(ترمذی شریف: ۱۸۵۶)
اَلْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ	حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔	(نسائی شریف: ۵۰۲۳)
اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهٖ	جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو۔	(شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۴۵)

درس (۵)

اِنَّ الْحَسَدَ یَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ	حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔	(ابنِ ماجہ: ۴۳۵۰)
اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ	مسواک منہ کی پاکی اور رب تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے۔	(نسائی: ۵)
اَلْكِذْبُ یَنْقُصُ الرِّزْقَ	جھوٹ رزق کو گھٹا دیتا ہے۔	(مسند الفردوس: ۴۹۴۷)

☆☆☆

درس (۶)

اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ	اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔	(مسلم شریف: ۲۷۵)
اَكْرِمُوا الْخُبْزَ	روٹی کی تعظیم کرو۔	(مجمع الزوائد: ۷۹۷۶)
اَكْرِمُوا الضَّیْفَ	مہمان کی عزت کرو۔	(مسند الفردوس: ۱۹۹)

☆☆☆

درس (۷)

سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِیَمِیْنِكَ	اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔	(بخاری شریف: ۵۳۷۶)
اِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِهٖ	جب کوئی چیز پیے تو داہنے ہاتھ سے پیے۔	(مسلم شریف: ۵۳۸۴)
اَلصَّلٰوةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ	نماز مومن کا نور ہے۔	(سنن ابن ماجہ: ۴۳۵۰)

☆☆☆

درس (۸)

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَآءٌ مِّنَ الْجُذَامِ	مدینہ شریف کی مٹی جذام کے لیے شفا ہے۔	(مسند الفردوس:۴۲۸۱)
اَلْجَنَّةُ دَارُ الْاَسْخِيَآءِ	جنت سخی حضرات کا گھر ہے۔	(جامع الاحادیث للسیوطی:۱۱۴۷۸)
اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقًا	اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔	(جامع الاصول:۱۹۸۰)

☆☆☆

درس (۹)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ	اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔	(صحیح البخاری:۱)
لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا	جو چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔	(ترمذی شریف:۲۰۴۳)
اَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ	اپنے پڑوسی کے ساتھ بھلائی کر۔	(مسند الفردوس:۴۰۶۷)

☆☆☆

درس (۱۰)

لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ	اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔	(بخاری شریف:۷۳۷۶)
اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ	صدقہ گناہ (صغیرہ) کو مٹاتا ہے۔	(ابن ماجہ:۴۳۵۰)
طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ	حلال روزی کا طلب کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔	(طبرانی:۸۸۴۸)

☆☆☆

درس (۱۱)

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ	روزے جہنم سے ڈھال ہیں۔	(سنن ابن ماجہ:۴۳۵۰)
اِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ	زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔	(مصنف ابن ابی شیبہ:۲۲۵)
اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ	بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔	(ترمذی:۲۹۱۶)

☆☆☆

درس (۱۲)

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ	باپ جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے۔	(ابن ماجہ:۲۱۶۷)
اَلْاَكْلُ فِى السُّوْقِ دَنَائَةٌ	بازار میں کھانا ذلت کی نشانی ہے۔	(مسند الفردوس:۴۳۹)
اَلْاِسْلَامُ نَظِيْفٌ فَتَنَظَّفُوْا	صاف رہو کیوں کہ اسلام صفائی والا مذہب ہے۔	(مجمع الزوائد:۸۵۸۰)

☆☆☆

درس (۱۳)

اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ	آپس میں سلام پھیلاؤ۔	(صحیح مسلم:۲۰۳)
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ	علم کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔	(ابن ماجہ:۲۲۹)
اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَائَةُ الْقُرْاٰنِ	قرآن پاک کی تلاوت بہترین عبادت ہے۔	(جامع الاحادیث:۴۰۴۲)

درس (۱۴)

★ اَلشَّحِيْحُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ- بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔ (جمع الجوامع:۸۹)

★ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لاَ يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلاَ يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِسْلاَمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَلْاِسْلاَمُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. قَالَ صَدَقْتَ. قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْئَلُهٗ وَ يُصَدِّقُهٗ.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے اور بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ آکر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دوزانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے اور عرض کیا: اے محمد! (ﷺ) مجھ کو اسلام کی حقیقت کے بارے میں آگاہ فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے یہ سن کر عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ (مسلم شریف، حدیث:۱۰۲) ☆☆☆

درس (۱۵)

★ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ. حَتّٰى اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ. وَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً. كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً. قَالُوا وَ مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ.

حضرت عبداللہ ابن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا، جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترمذی شریف، حدیث:۲۸۵۳)

☆☆☆

درس (۱۶)

★ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلاَمِ.

حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ

الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ (مشکوٰۃ شریف، حدیث:١٨٩)

★ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ. لَا يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَ لَا صَلٰوةً وَ لَا صَدَقَةً وَ لَا حَجًّا وَ لَا عُمْرَةً وَ لَا جِهَادًا وَ لَا صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا. يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خداے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ نفل اور نہ فرض۔ بدمذہب دینِ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے، جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث:٥١)

☆☆☆

درس (١٧)

★ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جوشخص میری اُمّت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، حدیث:١٧٦)

★ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ. وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقے کو رائج کرے گا، اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مسلم شریف، حدیث ٢٣٩٨)

☆☆☆

درس (١٨)

★ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَّدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ _ صلی اللہ علیہ وسلم - مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ. وَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ. وَ اِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ. وَ اِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ. وَ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّ لَا دِرْهَمًا. وَرَّثُوا الْعِلْمَ. فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ.

حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابودرداء، میں رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودردا نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے، خداے تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے، یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے، جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ علما انبیا کے وارث ہیں، انبیاے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں، انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے۔ تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔ (ابوداؤد شریف، حدیث: ۳۶۴۳)

☆☆☆

درس (۱۹)

★ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ.

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: خداے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، حدیث: ۷۱)

★ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا. حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا، پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (دارمی، حدیث: ۲۷۰)

★ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقِيْهٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی شریف، حدیث: ۲۸۹۷)

☆☆☆

درس (۲۰)

★ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِيْ اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيْهًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَ كُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّ شَهِيْدًا.

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت کیا گیا کہ اس علم کی حد کیا ہے جسے آدمی حاصل کرلے تو فقیہ (عالم) ہو جائے؟ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت تک پہنچانے کے لیے دینی امور کی چالیس حدیثیں یاد کر لے گا، خداے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالمِ دین کی حیثیت سے اٹھائے گا۔ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہ رہوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف، حدیث: ۲۵۸)

★ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر

صدی کے خاتمہ پر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا۔ (ابوداؤد شریف، حدیث: ۴۲۹۳)

☆☆☆

درس (۲۱)

★ عَنِ الْاَحْوَصِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَ اِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ.

حضرت احوص بن حکیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدترین برے علما ہیں اور اچھوں میں سب سے بہتر اچھے علما ہیں۔ (دارمی شریف، حدی: ۳۷۸)

★ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ وَ مَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيهِ بِاَمْرٍ يَّعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے بغیر علم کے کوئی فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔

(ابوداؤد شریف، حدیث: ۳۶۵۹)

☆☆☆

درس (۲۲)

★ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ: كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ سَنَةٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرمایا)۔ (مسلم شریف، حدیث ۶۹۱۹)

★ عَنْ اَبِي خُزَامَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَ دَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَ تُقَاةً نَتَّقِيْهَا، هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا؟ قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ.

حضرت ابوخزامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ منتر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے ہم پڑھتے ہیں اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں خدائے تعالیٰ کی قضا وقدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا: یہ بھی خدائے تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہیں۔ (ترمذی شریف، حدیث: ۲۲۰۶)

☆☆☆

درس (۲۳)

★ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُوْنُ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَ الشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَ تَكُوْنُ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُوْنُ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَ تَكُوْنُ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہو جائے (یعنی زمانے کے حصے جلد جلد گزرنے لگیں گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا، مہینہ ہفتے کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی۔ (ترمذی شریف، حدیث: ۲۵۰۲)

★ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لاَ يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، حدیث:۵۵۱۶)

☆☆☆

درس (۲۴)

★ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَئَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ يَّشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ. قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ اطْلُبْنِيْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِيْ عَلَى الصِّرَاطِ. قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْمِيْزَانِ. قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ؟ قَالَ فَاطْلُبْنِيْ عِنْدَ الْحَوْضِ. فَاِنِّيْ لاَ اُخْطِأُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ الْمَوَاطِنَ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار نے فرمایا: پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: اگر حضور پل صراط پر نہ ملیں؟ فرمایا تو میزان پر۔ میں نے عرض کیا: اگر حضور میزان پر بھی نہ ملیں؟ فرمایا: تو پھر حوض کوثر پر۔ میں ان تینوں جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا) (ترمذی شریف، حدیث:۲۶۲۰)

★ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے ہے۔ (ترمذی شریف، حدیث:۲۶۲۲)

درس (۲۵)

★ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَتَانِيْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّيْ فَخَيَّرَنِيْ بَيْنَ اَنْ يُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَ هِيَ لِمَنْ مَّاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا، اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔ (ترمذی شریف، حدیث:۲۶۲۸)

★ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ. حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت نار دوزخ سے نکال لی جائے گی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا۔ (بخاری شریف، حدیث:۶۵۶۶)

☆☆☆

درس (۲۶)

★ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جو شخص خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے مسجد بنائے گا خدائے تعالیٰ اس کے

بدلے میں اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (مسلم شریف، حدیث:۱۲۱۷)

★ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: اَحَبُّ الْبِلاَدِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلاَدِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔ (مسلم شریف، حدیث:۱۵۶۰)

★ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: يَأْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِیْ مَسَاجِدِهِمْ فِیْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ. فَلاَ تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ. حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے۔ اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، حدیث:۷۴۳)

☆☆☆

درس (۲۷)

★ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی۔ ایسا ہی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں بھی رائج تھا۔ (ابوداؤد شریف، حدیث:۱۰۹۰)

★ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: لاَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَ لاَ يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّیَ. حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کھا نہ لیتے عیدگاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی شریف، حدیث:۵۴۵)

☆☆☆

درس (۲۸)

★ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ. حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد شریف، حدیث:۴۲۵۴)

★ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا، میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا، سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف، حدیث:۵۷۴۱)

☆☆☆

درس (۲۹)

★ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَ اَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِ. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات دن پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو رات دن پے در پے روزے رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مثل تم میں کون ہے؟ بے شک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پروردگار مجھے کھلاتا، پلاتا ہے۔ (بخاری شریف، حدیث:۱۹۶۵)

★ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُھُمْ عَنْ اٰیَاتِہٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ. حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قریش نے (واقعۂ معراج کے بارے میں) میری تکذیب کی تو میں مقام حجر میں کھڑا ہوا، خداے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا، میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے میں قریش کے سوالات کے جواب دے رہا تھا۔ (بخاری شریف، حدیث:۴۷۱۰)

☆☆☆

درس (۳۰)

★ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَۃً فَوْقَ الْجَبَلِ وَ فِرْقَۃً دُوْنَہٗ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اشْھَدُوْا. حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانۂ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے۔ (بخاری شریف، حدیث:۴۸۶۴)

★ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ. حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر کے لیے چلنے سے رک جائے، وہ فوراً رک گیا۔
(المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث:۴۱۸۷)

☆☆☆

درس (۳۱)

★ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَ ھُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ، فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ. قَالَ قَتَادَۃُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِاءَۃٍ، اَوْ زُھَاءَ ثَلٰثِ مِاءَۃٍ. حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت مقام زورا میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو حضور کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا: اس وقت آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب۔ (بخاری شریف:۳۵۷۲)

★ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِمَکَّۃَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْھَا فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّ لَا شَجَرٌ اِلَّا وَ ھُوَ یَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ. حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکار اقدس اور ہم مکہ شریف کے گردونواح میں گئے جس پہاڑ اور درخت کا بھی ہمیں سامنا ہوتا وہ عرض کرتا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام ہو) (مشکوٰۃ،۵۹۱۹)

درس (۳۲)

★ عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ الْفَجْرَ وصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ. فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا.
حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوکر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لاکر نماز پڑھائی۔ اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پھر تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اس تقریر میں آپ نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی ہمیں خبر دے دی۔ ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ معلوم ہیں۔ (مسلم شریف:۷۴۴۹)

★ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا. حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔ (مسلم شریف:۷۴۴۰)

☆☆☆

درس (۳۳)

★ قَالَ حُذَیْفَۃُ بْنُ الْیَمَانِ: وَ اللّٰہِ مَا اَدْرِیْ اَنَسِیَ اَصْحَابِیْ اَمْ تَنَاسَوْا وَ اللّٰہِ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنْ قَائِدِ فِتْنَۃٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ

الدُّنْیَا یَبْلُغُ مَنْ مَعَہٗ ثَلٰثَ مِائَۃٍ فَصَاعِدًا اِلاَّ قَدْ سَمَّاہُ لَنَا بِاسْمِہٖ وَ اسْمِ اَبِیْہِ وَ اسْمِ قَبِیْلَتِہٖ. حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں۔ (آج سے) دنیا کے ختم ہونے تک جتنے فتنہ انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی۔ خدائے تعالیٰ کی قسم حضور نے ہمیں ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتادیا۔ (ابوداؤد:۴۲۴۵)

★ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَ لاَ رُکُوْعُکُمْ، اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَھْرِیْ. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے؟ بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری:۴۱۸)

☆☆☆

درس (۳۴)

★ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمُ مِنْ نَصَبٍ وَلاَ وَصَبٍ وَلاَ ھَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًی وَلاَ غَمٍّ حَتّٰی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ. حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف:۵۳۱۸)

★ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا: مسلمانوں پر جب کوئی اذیت یا کوئی مرض وغیرہ لاحق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ان کے گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہوں۔ (بخاری شریف: ۵۳۳۶)

☆☆☆

درس (۳۵)

★ عَنْ عَلِيٍّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلاَّ صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلاَّ صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ. حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔ (ترمذی شریف: ۹۸۵)

★ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ مُرْسَلاً قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ. حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۱۵۹۱)

درس (۳۶)

★ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلاَّ اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی ہے جس کے لیے شفا (دوا) نہ اتاری ہو۔ (بخاری شریف، ۵۶۷۸)

★ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلاَ تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ.
حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے، دوا بھی اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو۔ (ابوداؤد، ۳۸۷۶)

☆☆☆

درس (۳۷)

★ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم نظر بد کے لیے دعا تعویذ کرائیں۔ (مشکوٰۃ شریف: ۴۵۲۷)

★ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ: كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لاَ بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ. حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کرتے تھے۔ (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان منتروں کی بابت آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنے منتر مجھے سناؤ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔ (مسلم شریف: ۵۸۶۲)

درس (۳۸)

★ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا. حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ (مسلم شریف:۵۲۲۸)

★ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں کہ زیارت کرو اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ،۱۶۳۸)

☆☆☆

درس (۳۹)

★ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ. قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ.

حضرت سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: اُم سعد (یعنی میری ماں) کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی بہترین صدقہ ہے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے (ایصال ثواب) لیے ہے۔ (سنن ابوداؤد: ۱۶۸۳)

★ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوْصِ وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا ؟ قَالَ نَعَمْ. حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے سننے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ ضرور دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پہنچے گا۔ (مسلم ۱، ۲۳۷۳)

☆☆☆

درس (۴۰)

★ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً، فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ. حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا: مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے، پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو، روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابر یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرلو۔ (بخاری شریف:۱۹۰۶)

★★★

عقائد

ایمان وعقیدے کی حفاظت ہر مسلمان کی اولین ذمے داری ہے اور اسی پر سارے اعمال کا دارو مدار ہے۔عقیدہ درست ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر فرض ونفل عبادت مقبول ہوگی اور اگر عقیدہ درست نہیں تو کوئی عمل قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ اسلامی عقائد سے مسلمان آشنا ہوں تاکہ ان پر ان کا اعتقاد مضبوط ہو۔ لہٰذا اگلے صفحات پر ایمانیات کے تعلق سے مفصل بیان ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان کا بہ غور مطالعہ کریں اور اپنے ایمان و عقائد کو مضبوط کریں اور جہاں تک ہو سکے ان میں سے خاص خاص باتیں زبانی یاد کرلیں۔

درس (۱)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقائد (۱)

☆ اللہ عزوجل ایک ہے۔اس کی ذات، صفات اور احکام میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

☆ وہی واجب الوجود ہے، وہ ازلی اور ابدی ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

☆ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ وہ کسی کا محتاج نہیں مگر پوری دنیا اس کی محتاج ہے۔

☆ جس طرح اس کی ذات قدیم (فنا نہ ہونے والی)، ازلی اور ابدی ہے (ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے) اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔

☆ اس کی ذات وصفات کے علاوہ سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں، اس نے بنایا تو موجود ہوئیں۔

☆ اس کی ذات وصفات کے علاوہ دنیا کی کسی بھی چیز کو قدیم ماننا یا حادث ہونے میں شک کرنا کفر ہے۔

☆ نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کی کوئی بی بی۔ جو اسے باپ یا بیٹا بتائے یا اس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو اس کے لیے باپ، بیٹا یا بی بی ہونا ممکن مانے وہ بھی گمراہ وبدمذہب ہے۔

☆ وہ حیّ ہے، یعنی خود زندہ ہے اور پوری کائنات کی زندگی اسی کی قدرت میں ہے جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے موت دے۔

☆ وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔ جو چیزیں محال ہیں اللہ عزوجل ان سے پاک ہے کہ اس کی قدرت انہیں شامل ہو۔

☆ وہ ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر قسم کے عیب ونقصان مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، بے حیائی وغیرہا سے پاک ہے۔ یہ سمجھنا کہ محال چیزوں پر قادر نہ ہوگا، تو اس کی قدرت ناقص ہو

جائے گی، محض باطل خیال ہے کہ اس میں قدرت کا کچھ نقصان نہیں۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ اللہ کی قدرت کے تحت ہونے کی اس کے اندر صلاحیت ہی نہیں۔

☆☆☆

درس (۲)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقائد (۲)

☆ زندہ ہونا، قادر ہونا، سننا، دیکھنا، کلام فرمانا علم، ارادہ یہ تمام باتیں اس کی ذاتی صفتوں میں سے ہیں مگر اس کا سننا کان سے نہیں، اس کا دیکھنا آنکھ سے نہیں، اس کا کلام فرمانا زبان سے نہیں، کیوں کہ کان، آنکھ، زبان یہ ساری چیزیں جسم کے اجزا ہیں اور وہ جسم سے پاک ہے۔

☆ چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کو بھی دیکھتا ہے، باریک سے باریک آواز کو بھی سنتا ہے۔

☆ اس کی تمام صفتوں کی طرح اس کا کلام بھی قدیم ہے۔ لہٰذا جو قرآن عظیم کو مخلوق مانے امام اعظم و دیگر ائمہ کرام نے اسے کافر کہا بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس کی تکفیر ثابت ہے۔

☆ اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں، ہمارا پڑھنا، لکھنا اور ہماری آواز حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا جو لکھا وہ قدیم ہے۔

☆ ازل سے لے کر ابد تک ساری موجود چیزوں کو اس کا علم گھیرے ہوئے ہے۔ دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو بھی جانتا ہے۔ اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

☆ اسی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا، روزی حقیقۃً وہی دیتا ہے، ملائکہ وغیرہم وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

☆ اس نے جو چاہا کیا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہے گا کرے گا، اس کے ارادے سے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ جو کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے، ظلم سے پاک وصاف ہے۔

☆ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔ نہ چاہے تو لاکھوں آنکھیں مل کر بھی دن میں پہاڑ کو نہ دیکھ سکیں۔

☆ مظلوم کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔

☆☆☆

درس (۳)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقائد (۳)

☆ نفع اور نقصان اسی کے دست قدرت میں ہے، اس کی مشیت اور ارادے کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر اچھے کام پر خوش ہوتا ہے اور برے کام سے ناراض۔

☆ اس کے ہر کام میں بہت ساری حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

☆ وہ جہت، مکان، زمان، حرکت، سکون، شکل وصورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔

☆ ہر بھلائی، برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور ویسا ہی لکھ دیا۔ تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔

☆ قضا (تقدیر) کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) قضائے مبرم حقیقی (۲) قضائے معلق محض (۳) قضائے معلق شبیہ بہ مبرم۔

☆ جو قضائے مبرم ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی ناممکن ہے، اگر اللہ عزوجل کی بارگاہ کے محبوبین کبھی اتفاقاً اس سلسلے میں بارگاہ خداوندی میں کچھ عرض کرتے ہیں، تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔

☆ جو قضائے معلق ہے اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، ان کی دعا سے ٹل جاتی ہے۔

☆ جو قضائے معلق شبیہ بہ مبرم ہوتی ہے اس تک خواص اکابرین کی رسائی ہوتی ہے۔ سیدنا غوث اعظم ؓ نے اسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ "میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں"۔

☆ تقدیر کے مسائل میں غور وخوض کرنا اور اس سلسلے میں بحث ومباحثہ کرنا سخت منع ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسی عظیم شخصیتوں کو بھی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقدیر کے سلسلے میں بحث کرنے سے منع فرمایا۔

☆ برا کام کر کے تقدیر کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے اللہ کی جانب سے توفیق سمجھے اور جو برائی سرزد ہو اس کو اپنے نفس کی شامت سمجھے۔

☆ دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن ہے۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیاے کرام علیہم السلام بلکہ اولیاے کرام کے لیے بھی ممکن ہے۔

☆☆☆

درس (۴)

انبیاے کرام علیہم السلام سے متعلق عقائد (۱)

☆ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سیدھے راستے پر چلانے کے لیے وحی بھیجی ہو۔

☆ تمام انبیا انسان اور مرد ہی تھے، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔

☆ نبی کو خواب میں جو چیزیں بتائی جائیں، وہ بھی وحی ہیں۔ ان کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

☆ اولیاے کرام کے دلوں میں سوتے یا جاگتے میں جو باتیں اِلقا ہوتی ہیں انہیں اِلہام کہتے ہیں۔

☆ وحی انبیا کے لیے خاص ہے جو اسے کسی غیر نبی کے لیے مانے کافر ہے۔

☆ نبوت محض اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملتی ہے، کوئی شخص عبادت و ریاضت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کر سکتا۔

☆ تمام انبیاے کرام کو اللہ عزوجل نے تمام بُرے اخلاق سے پاک پیدا فرمایا، تمام اچھے اخلاق کا جامع فرما کر ولایت کے تمام درجے طے کروایا۔ نسب و جسم، قول و فعل، حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ فرمایا جو نفرت کا سبب بنیں۔ انہیں عقلِ کامل عطا فرمایا جو

کہ اوروں کی عقلوں سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔ کسی حکیم اور فلسفی کی عقل کسی نبی کی عقل کے لاکھوں حصہ تک نہیں پہنچ سکتی۔

☆ تمام انبیا اور تمام فرشتے معصوم ہیں کہ اللہ عزوجل نے گناہوں سے ان کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے جس کے سبب ان سے گناہوں کا صادر ہونا محال ہے۔ انبیاے کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے علاوہ کوئی امام معصوم نہیں، یہ اور بات ہے کہ ان سے گناہ سرزد نہ ہوا ہو مگر ہو تو شرعاً محال نہیں۔

☆ انبیاے کرام اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد ہر اس کام سے جو مخلوق کے لیے نفرت کا سبب بنے، جیسے جھوٹ، جہل، ظلم، خیانت نیز ہر ایسے کام سے جو کہ مروّت اور انسانیت کے خلاف ہیں، اسی طرح تمام صغائر و کبائر گناہوں اور شرک و کفر سے منزہ اور پاک رہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب بندوں تک پہنچا دیے۔

☆ بندوں تک احکامِ خدا کے پہنچانے میں انبیاے کرام سے سہو اور کسی قسم کی بھول محال ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے انبیاے کرام علیہم السلام کو علم غیب عطا فرمایا۔ یعنی زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے۔ اللہ عزوجل کے علم غیب اور انبیا علیہم السلام کے علم غیب میں فرق یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہے اور انبیا علیہم السلام کو اللہ کے دیے سے حاصل ہے۔

☆☆☆

درس (۵)

انبیاے کرام علیہم السلام سے متعلق عقائد (۲)

☆ اولیاے کرام کو بھی انبیاے کرام کے واسطہ سے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

☆ انبیاے کرام تمام مخلوق، یہاں تک کہ تمام فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی

بڑے مرتبہ والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

☆ تمام انبیاے کرام کی تعظیم فرضِ عین بلکہ تمام فرائض سے بڑھ کر ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ سی توہین بھی کفر ہے۔

☆ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے پہلے رسول جو کفار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔

☆ انبیا علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، لہٰذا ان کی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ تعدادِ معین پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہوگا اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ عزوجل کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

☆ نبیوں کے مختلف درجے ہیں، ان میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور تمام انبیا میں افضل ہمارے آقا و مولا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا۔ یہ پانچوں حضرات دیگر تمام انبیا و مرسلین، فرشتے، انسان و جن اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔

☆ تمام انبیا اللہ عزوجل کے حضور عظیم مقام و مرتبہ والے ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ (معاذ اللہ) وہ حضرات اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار کی مثل ہیں، کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

☆ نبی اپنی نبوت کے دعویٰ کے ثبوت میں عام طور پر محال باتوں کے ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور منکرینِ نبوت کو ان کے مثل پیش کرنے کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اس نبی کے دعوے مطابق اس امر کو ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں، اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔

☆ جو شخص نبی نہ ہو اور نبوت کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ کر کے کوئی محال عادی اپنے دعویٰ کے

مطابق ظاہر نہیں کرسکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

☆ تمام انبیاے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح وہ دنیا میں زندہ تھے۔ ان کی زندگی شہدا کی زندگی سے بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں جاتے آتے ہیں۔ اللہ کے وعدہ کے سچے ہونے کے لیے انہیں صرف ایک آن کے لیے موت آتی ہے۔

☆☆☆

درس (۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق عقائد (۱)

☆ دیگر انبیاے کرام علیہم السلام کو اللہ عزوجل نے کسی خاص قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انسانوں، جن، فرشتوں، حیوانات، جمادات سب کے لیے نبی بنا کر بھیجا۔

☆ صرف انسانوں ہی پر نہیں بلکہ تمام مخلوق پر حضور ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت کو ختم فرما دیا ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے وہ کافر ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں۔

☆ دوسروں کو علیحدہ علیحدہ جو کمالات عطا ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اللہ عزوجل نے ان تمام کمالات کو جمع فرما دیا اور ان کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کمالات عطا فرمائے جن میں اور کسی کا حصہ نہیں۔

☆کسی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل ہونا محال ہے۔ جو کسی خاص صفت میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل بتائے، گمراہ یا کافر ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اپنا محبوبِ اکبر بنایا کہ تمام مخلوق اللہ کی رضا چاہتی ہے اور اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے معراج بھی ہے۔

☆رات کے ایک بہت ہی کم وقفہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے ساتوں آسمان اور عرش وکرسی بلکہ عرش سے بھی اوپر اپنے حقیقی جسم کے ساتھ تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل کا وہ قرب آپ کو حاصل ہوا کہ کسی انسان یا فرشتے کو نہ کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

☆معراج کی رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حقیقی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے جمال کو دیکھا اور اللہ عزوجل کے کلام کو بلا واسطہ سنا۔

☆☆☆

درس (۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق عقائد (۲)

☆قیامت کے دن شفاعت کبریٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ یعنی جب تک آپ شفاعت کا دروازہ نہ کھولیں گے کوئی شخص شفاعت نہ کر سکے گا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دیگر لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شفاعت لے جائیں گے۔

☆یہ شفاعت کبریٰ مومن، کافر، نیک، گنہگار سب کیلئے ہے کہ میدان محشر میں جب سب لوگ حساب کے انتظار میں ہوں گے اور وہ وقت بہت ہی سختی کا ہوگا، لوگ تمنا کریں گے کہ حساب جلد ہو جائے خواہ جنت ملے یا جہنم، سب لوگوں کو اس بلا سے نجات حضور ﷺ کے صدقے میں ملے گی۔

☆اس شفاعت پر تمام اولین وآخرین، موافقین ومخالفین، مومنین وکافرین سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد کریں گے، اسی کا نام مقام محمود ہے۔

☆شفاعت کی اور بھی قسمیں ہیں۔ مثلاً بہت سے لوگ ایسے ہوں گے، جنہیں بے حساب جنت میں داخل فرمائیں گے۔ جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ بہت سے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہوگا اور جہنم کے مستحق ہوں گے، ان کو جہنم سے بچائیں گے۔ بہت سوں کو شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے۔ بہت سارے لوگوں کے درجات بلند فرمائیں گے اور بہت سوں کے عذاب میں تخفیف کروائیں گے۔

☆حضور ﷺ کی محبت ایمان کی اصل ہے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے جب تک حضور ﷺ کی محبت ماں، باپ، اولاد اور تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو، آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے یاد فرمائیں، تو فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو جائے اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا رہے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ وہ اسی طرح نماز ہی میں ہے۔

☆☆☆

درس (۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق عقائد (۳)

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ایمان کا جز ہے۔ آپ کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت فرض تھی جب آپ دنیا میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اسی طرح فرضِ اعظم ہے۔

☆جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو مکمل خشوع وخضوع اور انکساری کے ساتھ باادب

ہوکر سنیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

☆ بعض لوگ اختصار کے لیے ''صلعم'' یا ''ص'' لکھتے ہیں یہ محض ناجائز وحرام ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول، فعل، عمل یا حالت کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کفر ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائبِ مُطلق ہیں، ساری دنیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصرف میں ہے۔ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔

☆ احکام تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضے میں ہیں کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام نبیوں کے نبی ہیں اور تمام انبیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُمّتی ہیں، سب نے اپنے زمانے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں کام کیا۔

☆ انبیاے کرام علیہم السلام سے جو لغزشیں واقع ہوئی ہیں، ان میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی لغزشِ پیغمبرانہ ہی کی برکت ہے کہ اگر وہ صادر نہ ہوتی، تو آپ جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں نازل ہوتیں، نہ رسول آتے۔ لہٰذا تلاوتِ قرآن اور روایتِ حدیث کے سوا انبیاے کرام علیہم السلام کی لغزشوں کا ذکر سخت حرام ہے۔

☆ انبیاے کرام علیہم السلام کی لغزشیں صِدّیقین کی نیکیوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔

☆☆☆

درس (۹)

کُتُب سَمَاوی سے متعلق عقائد

☆ بہت سے نبیوں پر اللہ عزوجل نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔

☆ چار کتابیں بہت مشہور ہیں (۱) توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۲) زبور

جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۳) انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور (۴) قرآن مقدس جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

☆ اللہ کی کتابوں میں سب سے افضل قرآن مقدس ہے کہ وہ سب سے افضل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔

☆ اللہ کی کتابوں میں افضل ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارے لیے اس کا ثواب زیادہ ہے، ورنہ اللہ عزوجل ایک، اس کا کلام ایک، اس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔

☆ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب اللہ کے کلام ہیں، ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔

☆ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ عزوجل نے اُمت کے سپرد کی تھی، ان سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی بلکہ ان کے شریروں نے ان میں اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔

☆ ان کتابوں کی کوئی بات ہمارے سامنے پیش ہو، تو یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ قرآنِ مقدس کے احکام کے موافق ہے، تو اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو اس بات کا یقین کریں گے کہ یہ ان کی تحریفات میں سے ہے۔

☆ قرآن مقدس کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمۂ کرم پر رکھا ہے، لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے۔

☆ قرآن مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے یوں ہی قرآن مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا۔

☆ منسوخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے، تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے۔

☆☆☆

درس (۱۰)

ملائکہ سے متعلق عقائد

☆ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں، اختیار کرلیں۔ کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔

☆ فرشتے اللہ کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔

☆ اللہ عزوجل انہیں جو حکم فرماتا ہے وہ وہی کرتے ہیں۔ اس کے حکم کے خلاف نہ جان بوجھ کر نہ ہی بھولے سے کبھی کچھ نہیں کرتے۔ فرشتے نہ مرد ہوتے ہیں نہ عورت۔

☆ ان کی تعداد اللہ عزوجل اور اس کے بتائے سے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

☆ چار فرشتے بہت مشہور ہیں (۱) حضرت جبریل علیہ السلام جو انبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں اللہ عزوجل کے پیغام پہنچاتے تھے۔ (۲) حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ (۳) حضرت میکائیل علیہ السلام جو پانی برسانے اور روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔ (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام جنہیں ملک الموت کہتے ہیں، وہ روح نکالنے پر مقرر ہیں۔

☆ کسی فرشتے کی ادنی گستاخی بھی کفر ہے، اسی طرح کسی دشمن یا برے شخص کو دیکھ کر یہ کہنا کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ بھی کفر سے قریب ہے۔

☆ فرشتوں کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کا نام ہے، یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

جِنوں سے متعلق عقائد

☆ جِن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں، ان میں سے بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔

☆ ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں، شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔

☆ انسانوں کی طرح یہ بھی عقل والے، روح وجسم والے ہوتے ہیں، ان میں بھی توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔

☆ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی مگر ان کے کفار انسانوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور ان میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سنی بھی ہیں اور بد مذہب بھی۔ انسانوں کی بہ نسبت ان میں فاسقوں کی تعداد زیادہ ہے۔

☆ ان کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان ہے، کفر ہے۔

☆☆☆

درس (۱۱)

عالَمِ بَرزَخ سے متعلق عقائد (۱)

☆ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس وجن کو اس میں رہنا ہوتا ہے۔

☆ برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

☆ ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے، اس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے، نہ کمی۔ جب زندگی کا وقت پورا ہوجاتا ہے، اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرلیتے ہیں۔

☆ مرنے کے بعد بھی روح اور بدن کا تعلق باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا رہتی ہے۔

☆ جس طرح دنیا میں آسائشیں بدن پر وارد ہوتی ہیں مگر راحت ولذت روح کو پہنچتی ہے، تکلیف بدن پر وارد ہوتی ہے مگر اذیت روح کو بھی پہنچتی ہے، اُسی طرح عالم برزخ میں بھی ہوگا۔

☆ مرنے کے بعد مسلمانوں کی روح اپنے مرتبہ کے مطابق مختلف مقاموں میں رہتی ہے۔

بعض کی قبر پر، بعض کی زمزم شریف کے کنویں میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے یا دوسرے یا ساتویں آسمانوں پر، بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں میں اور بعض کی اَعلٰی عِلِیّین میں۔

☆روح کہیں بھی ہو اپنے جسم سے اس کا بدستور تعلق رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی، پہچانتی اور اس کی بات سنتی ہے۔

☆ کافروں کی روحیں اپنے مرتبوں کے مطابق ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہوت میں جو کہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اس کے بھی نیچے سِجّین میں۔

☆ کافروں کی روحیں کہیں بھی ہوں جو اس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اسے دیکھتی، پہچانتی اور بات سنتی ہیں۔ مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں کہ قید ہیں۔

☆ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

☆موت کا معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، روح مرتی نہیں ہے جو روح کو فنا مانے بد مذہب ہے۔

☆ جب لوگ مردے کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں، اس وقت اس کے پاس نہایت ہی ہیبت ناک دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔ مردے کو جِھڑک کر نہایت ہی سختی کے ساتھ اُٹھاتے ہیں اور کڑک آواز میں تین سوالات کرتے ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۲)

عالم برزخ سے متعلق عقائد (۲)

☆ پہلا سوال مَنْ رَّبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟) دوسرا سوال مَا دِیْنُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

تیسرا سوال مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ (ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟)

☆ مردہ اگر مسلمان ہے، تو پہلے سوال کا جواب دے گا رَبِّیَ اللّٰهُ۔ (میرا رب اللہ ہے۔) اور دوسرے کا جواب دے گا: دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ۔ (میرا دین اسلام ہے۔) اور تیسرے سوال کے جواب میں کہے گا: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔)

☆اس وقت آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ جنت کی ہوا اور خوشبو اس کی طرف آتی رہے گی اور جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے گی وہاں تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا سو جا جس طرح دولہا سوتا ہے۔

☆ کافر سوالوں کے جواب نہ دے سکے گا اور کہے گا: هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا فَاَقُوْلُ۔ (افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا)

☆اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو اور پھر اس پر طرح طرح کا عذاب ہوگا۔

☆ قبر کا عذاب جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے۔ جسم اگر چہ جل جائے، گل جائے مگر اس کے اصلی اجزا (جو کہ ریڑھ کی ہڈی میں نہایت ہی باریک ہوتے ہیں، جنہیں خوردبین سے بھی نہیں دیکھا جا سکتا ہے) قیامت تک باقی رہیں گے، انہیں پر عذاب وثواب مرتب ہوں گے اور قیامت کے دن انہیں کے ذریعہ دوبارہ اللہ عزوجل اپنی قدرتِ کاملہ سے پہلے کی طرح جسم بنائے گا اور اس میں دوبارہ روح لوٹائی جائے گی۔

☆ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو، اس سے

وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پہنچے گا۔

☆ انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام، علماے دین، شہدا، حافظِ قرآن جو کہ قرآن کے احکام پر عمل کرتے ہوں جو منصب محبت پر فائز ہیں، وہ جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی ہو اور وہ لوگ جو کہ درود شریف کی کثرت کرتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

☆ جو شخص انبیاے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ (معاذ اللہ) وہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

☆☆☆

درس (۱۳)

قیامت اور حشر کا بیان (۱)

☆ زمین، آسمان، جن، انسان اور فرشتے سب ایک دن فنا ہو جائیں گے، صرف اللہ عزوجل کی ذات باقی رہے گی۔ اسی دن کو قیامت کہتے ہیں۔

☆ قیامت سے پہلے اس کی چند نشانیاں ظاہر ہوں گی:

(۱) تین جگہ آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔

(۲) علم اٹھ جائے گا یعنی علما اٹھا لیے جائیں گے۔

(۳) جہالت کی کثرت ہوگی۔

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی۔

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

(۶) بڑے دجال کے علاوہ تیس اور دجال ہوں گے کہ وہ سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ ان میں سے بعض گزر چکے ہیں جیسے مُسَیلَمہ کَذّاب، طَلِیحَہ بن خُوَیلَد، اَسوَد

عَنسی، سَجَاح عورت کہ بعد میں اسلام لے آئی اور غلام احمد قادیانی وغیرہم۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

(۸) ملک عرب میں کھیتی، باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا، جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مہینے کی طرح، مہینہ ہفتہ کی طرح، ہفتہ دن کی طرح اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی۔

☆☆☆

درس (۱۴)

قیامت اور حشر کا بیان (۲)

(۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا اور اس کو تاوان سمجھیں گے۔

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔

(۱۳) مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

(۱۴) مسجد میں لوگ چلائیں گے۔

(۱۵) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

(۱۶) اگلوں پر لعن طعن کریں گے اور ان کو برا کہیں گے۔

(۱۷) درندے، جانور انسانوں سے بات چیت کریں گے بلکہ چابک کا سرا اور جوتے کا تسمہ بھی کلام کرے گا، اس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا بلکہ خود انسان کی ران اسے خبر دے گی۔

(۱۸) کم درجے کے لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔

(۱۹) دَجّال ظاہر ہوگا، چالیس دن میں حرمین طیبین کے علاوہ پوری دنیا کی سیر کرے گا، اس

کا فتنہ بہت سخت ہوگا، اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا جس کو وہ دوزخ کہے گا اور ایک آگ ہوگی جس کو وہ جنت کہے گا۔ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو اس پر ایمان لائے گا، اسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا، اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ مردے جلائے گا، زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا، جادو کے زور سے اسی قسم کے بہت سے کرشمے دکھائے گا۔ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر یعنی کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔

(۲۰) امام مہدی کا ظہور۔ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا غلبہ ہوگا، اس وقت تمام ابدال بلکہ ساری دنیا کے اولیائے کرام سمٹ کر حرمین شریفین کی طرف ہجرت کر جائیں گے، صرف انہیں دو جگہوں پر اسلام ہوگا۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، ابدال کعبہ شریف کا طواف کرتے ہوں گے، حضرت امام مہدی وہیں ظاہر ہوں گے، تمام اولیائے کرام ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے پھر وہ تمام لوگوں کو لے کر ملک شام تشریف لے جائیں گے۔

☆☆☆

درس (۱۵)

قیامت اور حشر کا بیان (۳)

(۲۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارہ پر اتریں گے۔ صبح کا وقت ہوگا فجر کی نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مہدی کو امامت کا حکم دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے دجال لعین پگھلنا شروع ہوگا، وہ بھاگے گا، آپ پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، وہ جہنم رسید ہو جائے گا۔ آپ کے زمانے میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا۔ اس زمانے میں دشمنی، بغض وحسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔ پوری دنیا میں صرف دین اسلام

ہوگا اور صرف مذہب اہل سنت ہوگا۔ آپ کے زمانے میں بچے سانپ کے ساتھ کھیلیں گے، شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ آپ چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی۔ وفات کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو قتل کر کے مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جائیں گے، اس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے، دنیا میں فساد اور قتل وغارت مچائیں گے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ عزوجل ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا جس سے وہ سب کے سب مر جائیں گے۔ پھر ایک قسم کے پرندے ظاہر ہوں گے جو ان کی لاشوں کو پھینک آئیں گے۔

(۲۳) اس وقت بہت برکت ہوگی، یہاں تک کہ ایک انار کو ایک جماعت مل کر کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں دس آدمی بیٹھیں گے، دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک جماعت پیئے گی، ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ اور ایک بکری کا دودھ خاندان بھر کو کافی ہوگا۔

(۲۴) ایک دھواں ظاہر ہوگا جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہوگا۔

(۲۵) دَابَۃُ الاَرض نکلے گا، یہ ایک قسم کا جانور ہے۔ اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان اور انگوٹھی سے کافروں کی پیشانی پر سخت کالا دھبا لگائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان اور کافر علانیہ طور پر پہچانے جائیں گے۔ یہ علامت کبھی بدلے گی نہیں جو کافر ہے وہ کبھی ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے وہ ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

(۲۶) سورج پچھّم سے نکلے گا۔ اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس کے بعد کسی کا مسلمان ہونا یا توبہ کرنا معتبر نہ ہوگا۔

(۲۷) قیامت سے چالیس سال پہلے ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں

کے نیچے سے گزرے گی۔ اس سے مسلمانوں کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے پھر انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

☆☆☆

درس (۱۶)

قیامت اور حشر کا بیان (۴)

☆ قیامت کی سب نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد چالیس سال تک کسی کی کوئی اولاد نہ ہوگی۔ یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا جس میں دنیا میں صرف کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔

☆ ایک دن سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ شروع شروع میں اس کی آواز باریک ہوگی، پھر دھیرے دھیرے تیز ہوگی۔ لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے، بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے۔ آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور تمام فرشتے بھی فنا ہو جائیں گے۔ اللہ عزوجل کی ذات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔

☆ پھر اللہ عزوجل جب چاہے گا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرما کر حکم دے گا، وہ دوبارہ صور پھونکیں گے۔ صور پھونکتے ہی تمام اگلے پچھلے، فرشتے، انسان، جن، حیوان سب موجود ہو جائیں گے۔

☆ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر انور سے اس طرح باہر نکلیں گے کہ آپ کے داہنے ہاتھ میں حضرت صدیق اکبر اور بائیں ہاتھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ ہوگا، پھر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے قبرستانوں میں جتنے مسلمان ہیں سب کو ساتھ لے کر آپ میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

☆ حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح وجسم دونوں کا ہوگا۔

☆ دنیا میں جو روح جس جسم میں تھی، اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

☆ جسم کے اعضا اگرچہ مرنے کے بعد بکھر گئے تھے یا مختلف جانوروں نے کھا لیا تھا، اللہ عزوجل اپنی قدرت سے سب کو جمع فرما کر اٹھائے گا۔

☆☆☆

درس (۱۷)

قیامت اور حشر کا بیان (۵)

☆ قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، غیر ختنہ شدہ اٹھیں گے۔

☆ میدان حشر ملک شام کی زمین پر قائم ہوگا۔

☆ زمین تانبے کی ہوگی اور سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ بھیجے کھولتے ہوں گے اور پسینہ اتنا زیادہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا، پھر جو زمین جذب نہ کر سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر تک، کسی کے گلے تک اور کافروں کے منہ تک چڑھ کر لگام کی طرح جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائیں گے۔

☆ پیاس اتنی شدید ہوگی کہ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ بعض لوگوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔

☆ ہر شخص اپنے گناہوں کے مطابق تکلیف میں مبتلا ہوگا۔

☆ جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی، اس مال کو خوب گرم کر کے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔

☆ جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی، اس کو لٹایا جائے گا، اس کے جانور قیامت کے دن خوب موٹے تازے ہو کر آئیں گے اور اپنی سینگوں سے مارتے ہوئے اور پیروں سے

روندتے ہوئے اس کے اوپر سے گزریں گے۔ یہ حال اس وقت تک رہے گا جب تک لوگوں کا حساب نہ ہوجائے۔

☆ کوئی شخص کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، ہر کوئی اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا، کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔

☆ یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں بلکہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا۔

☆☆☆

درس (۱۸)

قیامت اور حشر کا بیان (۶)

☆ اہل محشر آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے۔ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اپنی فریاد لے کر پہنچیں گے اور آپ سے سفارش کے لیے عرض کریں گے۔ آپ فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ بھی فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، وہ بھی فرمائیں گے: کسی اور کے پاس جاؤ۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی حاضر ہوں گے، وہ حضرات بھی یہی فرمائیں گے۔ پھر لوگ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں گے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے: اَنَا لَهَا (میں اسی کام کے لیے ہوں) یہ فرما کر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ (اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔ مانگو جو کچھ مانگو گے، ملے گا۔ شفاعت کرو،

تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

☆ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اسے جہنم سے نکالیں گے۔ اب تمام انبیا اپنی اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

☆ اولیاے کرام، شہدا، علما، حفاظ، حجاج بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔

☆ حساب کے مختلف درجے ہوں گے۔ کسی سے نہایت ہی آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا، پھر اللہ عزوجل اپنے کرم یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے اس کے گناہوں کو معاف فرما کر اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ کچھ لوگوں سے سختی کے ساتھ حساب لیا جائے گا، یہاں تک کہ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور ان کے اعضا ان کے گناہوں کی گواہی دیں گے، پھر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

☆☆☆

درس (۱۹)

قیامت اور حشر کا بیان (۷)

☆ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں، گنہ گاروں کے بائیں ہاتھ میں اور کافروں کا سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے نکال کر اس میں دیا جائے گا۔

☆ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا۔ اس حوض کی لمبائی، چوڑائی ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ ہوگا۔ اس پر گنتی میں ستاروں سے بھی زیادہ برتن ہوں گے۔ جو

اس کا پانی ایک مرتبہ پیے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

☆ میزان ایک ترازو ہے جس پر لوگوں کے اچھے اور برے اعمال وزن کیے جائیں گے مگر یہ دنیاوی ترازو کے برخلاف ہوگا کہ اس کا جو پلہ بھاری ہوگا وہ اوپر کی طرف اٹھے گا۔

☆ قیامت کے دن اللہ عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا، جہاں تمام اگلے پچھلے لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔

☆ قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک جھنڈا عطا ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام مومنین اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

☆ جنت میں جانے کا جو راستہ ہے اسے ''پل صراط'' کہتے ہیں، یہ جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

☆ لوگ پل صراط پر اپنے اعمال کے اعتبار سے گزریں گے۔ جس کے اعمال بہت اچھے ہوں گے، وہ نہایت ہی تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔ جس کے اعمال برے ہوں گے وہ نہایت ہی دھیمی رفتار کے ساتھ۔ جو جہنمی ہوں گے وہ گزر نہ سکیں گے بلکہ جہنم میں گر جائیں گے۔

☆ قیامت کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے لیے پریشان ہوں گے۔ کبھی میزان پر تشریف لائیں گے، وہاں جس کی نیکیوں میں کمی ہوگی، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے۔ کبھی حوضِ کوثر پر آئیں گے، پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ کبھی پل صراط کے پاس آئیں گے اور گرتوں کو بچائیں گے۔

☆ سب سے بڑی جو نعمت قیامت کے دن مسلمانوں کو ملے گی، وہ یہ کہ انہیں اللہ عزوجل کا دیدار نصیب ہوگا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

☆ جنت و دوزخ بنائے جا چکے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ قیامت کے دن بنائے جائیں گے۔

☆☆☆

درس (۲۰)

جنت سے متعلق عقائد

☆ جنت ایک گھر ہے جسے اللہ عزوجل قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد ایمان والوں کو رہنے کے لیے عطا فرمائے گا۔

☆ جنت میں ایسی نعمتیں اور راحت کے ایسے ایسے سامان ہوں گے، جن کے بارے میں کوئی دنیا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

☆ جنت میں سو درجے ہیں، ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے، جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور ہر درجہ اتنا وسیع ہے کہ اگر تمام عالم کو ایک ہی درجہ میں جمع کر دیا جائے تو آسانی کے ساتھ سما جائیں۔

☆ جنت میں سونے، چاندی، ہیرے اور قسم قسم کے جواہرات سے بنے ہوئے محل ہیں۔

☆ جنت میں چار دریا جاری ہیں۔ ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا اور چوتھا شرابِ طہور کا اور اس میں سے نہریں نکل کر ہر گھر میں جاری ہیں۔

☆ جنت میں جنتیوں کو ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے دیے جائیں گے۔ جب کچھ کھانے یا پینے کو ان کا جی چاہے گا، فوراً وہ چیزیں ان کے پاس حاضر کر دی جائیں گی۔

☆ وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل وغیرہا چیزیں بالکل نہ ہوں گی۔ ایک خوشبودار ڈکار آئے گی اور سب کھانا ہضم ہو جائے گا۔

☆ ہر شخص کو سو آدمیوں کے برابر کھانے، پینے اور جماع کرنے کی طاقت دی جائے گی۔

☆ جنتیوں کی زبانوں پر ہر وقت سانس کی طرح تسبیح جاری ہوگی۔

☆ سب جنتیوں میں آپس میں اتفاق ہوگا۔ کسی قسم کا اختلاف، بغض، حسد اور کینہ نہ ہوگا۔

☆ جنتیوں کے سر کے بالوں، پلکوں اور بھوؤں کے علاوہ بدن پر کہیں بال نہ ہوگا، تیس سال

کےنظر آئیں گے،کبھی اس سے زیادہ نہ دکھائی دیں گے۔نہ ان کے لباس پرانے ہوں گے اور نہ ہی کبھی ان کی جوانی فنا ہوگی۔

☆اللہ عزوجل جنت کے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا، تمام جنتی اس طرح صاف صاف خدائے تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جیسے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔

☆جنتی جب ایک دوسرے سے ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

☆جنت میں صرف نعمتیں اور آرام ملے گا، تکلیف نام کی کوئی چیز نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی رنج وغم ہوگا۔

☆☆☆

درس (۲۱)

دوزخ سے متعلق عقائد (۱)

☆جہنم بھی ایک گھر ہے جو کافروں، گنہ گاروں بدکاروں کے لیے بنایا گیا ہے۔

☆اس میں قسم قسم کے عذاب اور سزائیں دی جائیں گی۔سب سے کم درجے کا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی جس سے دماغ اس طرح کھولے گا، جیسے تانبے کی پتیلی میں پانی اُبالا جائے۔

☆دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستر گنا ٹھنڈی ہے۔جہنم کی آگ کو ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا تو سفید ہوگئی، پھر ہزار سالوں تک بھڑکایا گیا تو سیاہ ہوگئی۔اب بالکل کالی ہے۔

☆دوزخ کتنی گہری ہے، اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔حدیث شریف میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر سال میں بھی تہ تک نہیں پہنچے گی۔جب کہ اگر انسان کے سر کے برابر سیسے کا گولہ

صبح کو آسمان سے زمین پر پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا جب کہ زمین و آسمان پانچ سو برس کے فاصلے پر ہیں۔

☆جہنم میں مختلف طبقات، وادی اور کنویں ہیں۔بعض وادی ایسی ہیں، جن سے جہنم بھی دن میں ستر مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔

☆بڑے بڑے سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔بڑے بڑے گرزوں سے جہنمیوں کو مارا جائے گا۔تلچھٹ کی طرح کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ اس کے منہ سے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی کی وجہ سے چہرے کی چمڑی گر جائے گی۔سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ اسے پلایا جائے گا۔

☆☆☆

درس (۲۲)

دوزخ سے متعلق عقائد (۲)

☆کانٹے دار تھوہڑ (ایک زہریلا پھل) کھانے کو دیا جائے گا، وہ گلے میں جا کر پھنس جائے گا، اس کو اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، ان کو وہی کھولتا پانی دیا جائے گا جس کے پیٹ میں جاتے ہی ساری آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔

☆پیاس بھی نہایت شدت کی ہوگی کہ کھولتے ہوئے پانیوں پر بھی جہنمی بہت زیادہ پیاسے اونٹ کی طرح ٹوٹیں گے۔

☆جہنمی اپنی جان سے عاجز آکر جہنم کے داروغہ سے کہیں گے: اپنے رب سے کہو کہ ہمارا کام تمام کردے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار سال کے بعد کہیں گے کہ مجھ سے کیا کہتے ہو، اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے۔پھر سب مل کر اللہ عزوجل کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار سال تک جواب نہ دے گا، ہزار سال کے بعد فرمائے گا دور ہو جاؤ، جہنم میں پڑے رہو، مجھ سے بات نہ کرو۔

☆اس وقت سب جہنمی ہر قسم کی خیر سے نا امید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے۔ پہلے آنسو نکلے گا جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون روئیں گے۔ روتے روتے گالوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔

☆جب سب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم میں صرف وہ رہ جائیں گے، جنہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے، اس وقت جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کر کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ایک منادی جنتیوں اور دوزخیوں کو پکارے گا، دونوں جھانکیں گے، پھر ان سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ کہیں گے ہاں، یہ موت ہے۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور وہ منادی کہے گا: اے اہل جنت! ہمیشگی ہے، اب مرنا نہیں ہے اور اے اہل دوزخ! ہمیشگی ہے، اب موت نہیں آئے گی۔

☆☆☆

درس (۲۳)

ایمان وکفر (۱)

☆جو باتیں ضروریات دین میں سے ہیں سچے دل سے ان کی تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔

☆ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کفر ہے۔

☆ضروریات دین وہ دینی مسائل ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں۔ جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت، دوزخ، حشر ونشر، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور ان کے بعد کسی نئے نبی کا پیدا نہ ہونا وغیرہا۔

☆عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو علما کے طبقے میں شمار نہ کیے جاتے ہوں مگر علما کی صحبت میں رہتے ہوں اور دینی مسائل کی طرف ذوق رکھتے ہوں۔

☆اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ضروریاتِ دین کیا ہیں تو اسے اجمالی طور پر اس طرح ایمان

رکھنا ضروری ہے کہ اسلام میں جو باتیں ہیں سب حق ہیں۔

☆اصل ایمان صرف دل سے تصدیق کرنا ہے، البتہ زبان سے اقرار کا موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا مگر اس نے اقرار نہ کیا تو کافر ہی شمار کیا جائے گا۔

☆اعمال کا ایمان میں کوئی دخل نہیں، یعنی نماز پڑھنے، روزہ رکھنے یا صدقات و خیرات کرنے کو ایمان نہیں کہا جائے گا جب تک دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار نہ کرے۔

☆ایسے کام جو ایمان کے منافی ہوں، ان کے کرنے سے کفر لازم آئے گا۔ مثلاً بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا، قرآن شریف یا کعبہ شریف کی توہین کرنا، کسی سنت کو ہلکا بتانا، زُنّار (وہ ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں) باندھنا، سر پر چُرکی رکھنا، پیشانی پر تِلَک (صندل یا زعفران کا نشان) لگانا جس چیز کا حلال ہونا قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہو اسے حرام کہنا جس چیز کا حرام ہونا قرآن وحدیث سے صراحۃً ثابت ہو اسے حلال کہنا وغیرہ۔

☆☆☆

درس (۲۴)

ایمان وکفر (۲)

☆ایمان اور کفر کی کوئی درمیانی صورت نہیں یعنی آدمی یا تو ایمان والا ہوگا یا کافر تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان ہو نہ کافر۔

☆صرف زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے اور دل میں اسلام کا انکار کرنے کو نفاق کہتے ہیں، یہ بھی خالص کفر ہے۔

☆اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی واجب الوجود ماننے یا عبادت کے لائق جاننے یا کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں شریک ٹھہرانے کو شرک کہتے ہیں۔ شرک، کفر کی بدترین قسم ہے۔

☆ کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرنا یا کسی مردہ کافر کو مرحوم یا مغفور یا بیکُنٹھ باشی کہنا بھی صریح کفر ہے۔

☆ کسی مسلمان کے بارے میں جب تک بالکل یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے کفر کیا، اس کو مسلمان جاننا اور کسی کافر کے بارے میں جب تک بالکل یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ایمان لایا، اسے کافر جاننا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اس کے خلاف کرنا بھی کفر ہے۔

☆ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک فرقہ جنتی ہوگا، باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: وہ لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں (یعنی سنت کے پیروکار)۔

☆ جو فرقہ ناجی ہے اس کا نام ''اہل سنت و جماعت'' ہے، اس کے علاوہ بہت سے فرقے پیدا ہوئے ان کا ذکر کرنا مناسب ہے تاکہ کوئی شخص ان کے فریب میں نہ پڑے۔

☆☆☆

درس (۲۵)

فرقہ ہائے باطلہ

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق متعدد فرقے وجود میں آئے، جن کی معلومات رکھنا بھی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے تاکہ ان کے شر سے اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ اب ہم ان میں سے چند فرقوں کے بارے میں تحریر کر رہے ہیں، بہ غور مطالعہ کریں اور ان سے مکمل احتراز کریں۔

قادیانی (۱)

یہ فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہے۔ اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور

انبیائے کرام، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہایت ہی بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کی۔ خود نبوت کا دعویٰ کرنا کافر اور جہنمی ہونے کے لیے کافی تھا مگر اس نے اس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و توہین کا وبال بھی اپنے سر پر لیا جو کہ سیکڑوں کفر کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کی کتابیں مثلاً ازالۂ اوہام، انجام آتھم، انجام، دافع البلا، براہین احمدیہ، اربعین، معیار، کشتیِ نوح، اِعجازِ احمدی، دافع الوساوس وغیرہا ان کے کفریہ عقائد اور اللہ عزوجل اور اس کے محبوب بندوں کی شانوں میں گستاخیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے چند کفریہ عقائد پیش کرتے ہیں۔

ازالۂ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ پر ہے ''خدائے تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی''۔

انجام آتھم کے صفحہ ۵۲ پر ہے ''اے احمد! تیرا نام پورا ہو جائے گا، قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو''۔

دافع البلا کے صفحہ ۶ پر ہے ''مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ۔'' (یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)

ازالۂ اوہام کے صفحہ ۶۸۸ پر ہے ''انبیا سے بھی اجتہاد کے وقت امکان سہو و خطا ہے، مثلاً اس خواب کی بنا پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لیے موجب ابتلا کا ہوئی تھی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل در منزل طے کر کے اس بلدہ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اس وقت رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسر آجائے گا اور بلاشبہ رسول

اللہ صلعم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا، تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائبِ سفر اٹھا کر مکہ معظّمہ میں پہنچے''۔

اس عبارت سے مرزا صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الہام و وحی کی تعبیر سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی تھی۔ جب کہ ہر اہل خرد یہ جانتا ہے کہ یہ سفر بے شمار حکمتوں اور منفعتوں سے پر تھا اور اس کے فوائد تادم حال اسلام اور اسلام کے ماننے والوں کو میسر آرہے ہیں۔ ☆☆☆

درس (۲۶)

قادیانی (۲)

اسی مفہوم کی ایک عبارت ازالۂ اوہام کے صفحہ ۸ پر موجود ہے، ملاحظہ ہو ''حضرت موسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں''۔

اسی طرح ازالۂ اوہام صفحہ ۶۲۹ پر ہے ''ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا''۔

قرآن مقدس کے تعلق سے اسی ازالۂ اوہام کے صفحہ ۲۶-۲۸ کے درمیان لکھا کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ عبارت یہ ہے ''ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجے کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں، استعمال کیے ہیں''۔ ایک دوسرے مقام پر ہے ''قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجے کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانۂ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر

لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے''۔

اپنے آپ کو خدا کہلوانے کی بھی ناپاک کوشش کی، وہ بھی عیسائیوں سے جیسا کہ اپنی کتاب معیار کے صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے ''اے عیسائی مشنریو! اب رَبُّنَا الْمَسِیْحُ مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے''۔ اس عبارت میں اللہ عزوجل اور حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی شانوں میں کھلی گستاخی موجود ہے۔

اسی کتاب معیار کے صفحہ ۱۳-۱۴ پر ہے ''خدا نے اس امت میں سے مسیح مدعو بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تاکہ یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبے میں احمد کے غلام سے بھی کم تر ہے''۔ ☆☆☆

درس (۲۷)

قادیانی (۳)

اسی طرح اپنی کتاب کشتیِ نوح کے صفحہ ۵۶ پر ابن مریم علیہ السلام کی شان اقدس میں کھلی گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے ''اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا''۔

اسی طرح اپنی کتاب اعجاز احمد کے صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے ''اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں''۔

دافع البلا کے صفحہ ۴ پر لکھتا ہے ''مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیوں کہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حَصُور'' رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیوں کہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے''۔

قادیانیوں کے درج بالا عقائد کے علاوہ اور بھی ان کے متعدد کفریہ عقائد ذکر کرنے کے بعد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ فرماتے ہیں ''غرض اس دجال قادیانی کے مزخرفات کہاں تک گنائے جائیں اس کے لیے دفتر چاہیے مسلمان ان چند خرافات سے اس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس نبی اولوالعزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں ان پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے۔ تعجب ہے ان سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجال کے متبع ہو رہے ہیں یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں اور سب سے زیادہ تعجب ان پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں۔ کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حَاشَا لِلّٰہِ!''

☆☆☆

درس (۲۷)

رافضی

یہ فرقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں کھلی گستاخیاں کرتا ہے یہاں تک کہ ان پر لعن طعن کو یہ لوگ اپنا اصل شیوہ سمجھتے ہیں بلکہ چند صحابۂ کرام کو چھوڑ کر باقی سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت ہائے راشدہ کو خلافت غاصبہ کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو ان حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے فضائل وغیرہ بیان کیے ان کو بزدلی پر محمول کرتے ہیں۔ اس فرقے کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''جو کام بندے کے حق میں فائدہ مند ہو اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اسے کرنا پڑے گا''۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں'' اور یہ بالاجماع کفر ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں بلکہ اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے''۔ یہ عقیدہ بھی بالاجماع کفر ہے کہ قرآن عظیم کی صریح آیت کا انکار ہے۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کر کے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچھتاتا ہے''۔ یہ بھی یقینی کفر ہے کہ خدا کو جاہل بتانا ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے عقائد ہیں جن کی بنیاد پر یہ فرقہ کافر گردانا جاتا ہے اور اس کے متبعین حدودِ اسلام سے خارج مانے جاتے ہیں۔

وہابی (۱)

اس فرقے کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔ چنانچہ یہ فرقہ ۱۲۰۹ھ میں ظاہر ہوا۔ اس کا بانی محمد بن عبد الوہاب نجدی تھا جس نے پورے عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت سے فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا، صحابۂ کرام، ائمہ، علما اور شہدا کی قبریں کھود ڈالیں، حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کا نام ''صنم اکبر'' (یعنی سب سے بڑا بت) رکھا۔ اسی خبیث محمد بن عبد الوہاب نے ''کتاب التوحید'' نام سے ایک کتاب لکھی پھر اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' نام سے اس کا اردو ترجمہ کر کے ہندوستان میں شائع کیا۔ ہندوستان میں وہابیت پھیلانے والا اسماعیل دہلوی ہی ہے۔ ☆☆☆

درس (۲۹)

وہابی (۲)

وہابیوں کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر ومشرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بات بات پر بلاوجہ مسلمانوں پر کفروشرک کا حکم لگایا کرتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۴۵ پر یہ حدیث نقل کیا'' آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی'' اس کے بعد یہ لکھا کہ'' سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا'' یعنی وہ ہوا چل گئی اور اب پوری دنیا میں کوئی مسلمان نہ رہا مگر اس کو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس صورت میں وہ اور اس کے ماننے والے بھی تو کافر ہی مانے جائیں گے۔

اس مذہب کا رکن اعظم اللہ عزوجل کی توہین اور اللہ کی بارگاہ کے مقرب بندوں کو حقیر بتانا ہے، لہٰذا ہر معاملے میں یہ وہی پہلو اختیار کرتے ہیں جس میں کسی نہ کسی طور پر ان کی شانوں میں نقص وعیب ظاہر ہوتا ہو۔

اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں'' ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔''

ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی عطا سے اس کے انبیا اور اولیا (علیہم الصلوٰۃ و السلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) مشکل کشائی اور حاجت برآری فرماتے ہیں۔ تقویۃ الایمان میں ایک تو اس مسلمہ عقیدے کا انکار کیا دوسرے ان حضرات طیبین و طاہرین کی شانوں میں ''چوہڑے چمار'' جیسے گھناؤنے الفاظ استعمال کیے۔ کیا یہ کسی مسلمان کی شان ہوسکتی ہے؟

صراط مستقیم صفحہ ۹۵ پر لکھتے ہیں ''بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ست وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین

گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است''۔

(ترجمہ) تاریکیاں تو بہت ہیں لیکن سب برابر نہیں بلکہ ایک تاریکی دوسری تاریکی سے بڑھ کر ہے۔ اسی بنا پر نماز میں زنا کے خیال سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال بہتر ہے اور اپنے پیر یا کسی اور بزرگ کی طرف خواہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف خیال لے جانا، اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بدرجہا زیادہ بُرا ہے۔

☆☆☆

درس (۳۰)

وہابی (۳)

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں'' روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کردینا، اقبال وادبار دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں۔ جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے''۔

ان وہابیوں کے نزدیک لفظ ''شرک'' بہت سستا ہے جب چاہتے ہیں جس جگہ چاہتے ہیں چسپاں کردیتے ہیں۔ درج بالا عبارت اولاً تو کئی زاویوں سے اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ ثانیاً انبیا، اولیا (علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو بھوت، پری کی کٹیگری میں رکھنا ان حضرات کی کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ ثالثاً قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اور واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے مقرب بندے اپنی حیات طیبہ میں

بھی اور بعد وصال بھی اللہ کے فضل اور اس کی عطا کردہ طاقت سے مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں ''گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہے یا یوں کہ ان کی اس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے''۔

ان کا یہ عقیدہ حدیث مبارکہ کے بالکل مخالف ہے کیوں کہ متعدد حدیثوں میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا، اس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ کیا جائے''۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں ''پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہ جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے''۔

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ مانے کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں گے تو (معاذ اللہ) وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے۔ جب کہ عقیدۂ شفاعت قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور مختلف احادیث مبارکہ سے ثابت بھی ہے، صحابۂ کرام، تابعین وائمۂ دین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اعتقاد بھی ہے تو گویا ان وہابیوں نے ان حضرات گرامی کو بھی ابوجہل کے برابر مشرک قرار دیا۔

☆☆☆

درس (۳۱)

وہابی (۴)

اس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے چنانچہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں، اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یکروزہ'' میں اللہ عزوجل کیلئے جھوٹ بولنا ثابت مانا ہے بلکہ ان کے ایک سرغنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ ''وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔ اس عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل جھوٹ بول سکتا ہے اور جھوٹ بول چکا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص یہ (صریح کلمۂ کفر) بکے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا تو ان کے عقیدے کے مطابق وہ کافر تو بہت دور کی بات ہے فاسق بھی نہیں کہلائے گا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وہابیہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی نہیں مانتے جب کہ یہ صریح کفر ہے کہ بکثرت احادیث مبارکہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کا معنی ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' یا اس قسم کے الفاظ فرما کر یہ واضح فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ جب کہ وہابیہ کا یہ کہنا ہے کہ خاتم النبیین سے آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے تو گویا (معاذ اللہ) انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عوام میں شمار کیا، یہ بھی کھلی ہوئی گستاخی ہے۔ چنانچہ تحذیر الناس صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کوئی فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے''۔ ☆☆☆

درس (۳۲)

وَہَابی (۵)

خاتم النبیین کا معنی ان وہابیوں کے نزدیک نہ جانے کون سی چیز ہے اور نہ جانے اہل فہم سے ان کے نزدیک کون لوگ مراد ہیں جو اس معنی کو سمجھتے ہیں۔ اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں ”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے“۔ پھر صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں ”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی میں بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے مُعاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“۔

مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح (عورت) کہ بعد میں اسلام لے آئی اور غلام احمد قادیانی وغیرہم جنھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا یوں ہی جیسا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ قیامت تک کل تیس مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے، وہابیوں کے اس عقیدے کے مطابق ان کا دعویِ نبوت کرنا درست ہوگا اور معاذ اللہ ان کی سرکوبی کرنے والے صحابہ، ائمہ، علما اور مومنین سب کے سب حق کے خلاف محاذ آرائی کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔ جب کہ بکثرت احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہابیوں کا یہ عقیدہ حدیث رسول اور عقائد اہل سنت کے بالکل خلاف ہونے کی وجہ سے صریح کفر ہے۔

اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۵ پر ہے کہ ”انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں“۔

☆☆☆

درس (۳۳)

وہابی (۶)

ان وہابیوں کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم تو وسیع ہے مگر (معاذ اللہ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وُسعتِ علم ماننا شرک ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں ”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے، بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وُسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“۔

درج بالا عبارت میں اولاً تو شیطان اور ملک الموت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں بڑا بتایا ثانیاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب محیط ماننا نص قطعی کے خلاف اور شرک مانا جب کہ ملک الموت اور شیطان کے لیے اسے نص سے ثابت بتاتے ہیں تو گویا ان کے نزدیک شیطان اور ملک الموت علم میں خدا کے شریک ہوئے اور یہ نص قطعی سے ثابت بھی ہوا کہ وہ خدا کے شریک ہیں۔ ثالثاً یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب نہ ہونے پر نص قطعی ہے۔ (معاذ اللہ) یہ عقائد ہر اعتبار سے عقائد اہل سنت کے خلاف ہیں اور ان میں شان رسالت میں کھلی ہوئی توہین اور گستاخی ہے۔

اسی طرح حفظ الایمان صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے“۔

درج بالا عبارت میں تو ان وہابیوں نے حد ہی کر دی کہ ہرا یرے غیرے، ہر بچے

اور پاگل بلکہ ہر جانور کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا علم ثابت مانتے ہیں جس سے صاف طور پر شان رسالت کی تنقیص ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆

درس (۳۴)

وہابی (۷)

اس فرقے کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) نے منع نہیں فرمایا بلکہ قرآن وحدیث سے ان کا جواز بھی ثابت ہے ان کو ممنوع کہنا تو درکنار ان پر شرک و بدعت کا حکم لگا دیتے ہیں۔ مثلاً مجلس میلاد شریف، قیام، ایصالِ ثواب، زیارتِ قبور، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منور پر حاضری دینا، بزرگوں کا عرس کرنا وغیرہا۔ میلاد شریف کے تعلق سے براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸ پر تو یہ ناپاک الفاظ لکھ دیے:

''پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکت قبیحہ، قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بتاتے ہیں''۔

☆☆☆

درس (۳۵)

غیر مقلدین

یہ فرقہ بھی فرقۂ وہابیہ کی ایک شاخ ہے۔ وہابیوں کے چند عقائد کے علاوہ باقی تمام عقائد میں غیر مقلدین بھی شریک ہیں بلکہ ان چند عقائد میں بھی بایں طور شریک ہیں کہ وہ انہیں کافر و مرتد نہیں

جانتے۔ جب کہ ان وہابیوں کے بارے میں حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ غیر مقلدین کے چند عقائد وہابیوں سے مختلف ہیں کہ یہ چاروں مذہبوں سے جدا تمام مسلمانوں سے الگ ایک راہ نکالتے ہیں کہ تقلید کو حرام اور بدعت کہتے ہیں۔ ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شانوں میں گستاخیاں کرتے اور ان حضرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ لوگ قیاس کا انکار کرتے ہیں حالاں کہ قیاس کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح تقلید کا بھی انکار کرتے ہیں جب کہ تقلید کا مطلقاً انکار کرنا بھی کفر ہے۔ اس لیے کہ مطلق تقلید فرض اور تقلید شخصی واجب ہے۔

☆☆☆

درس (۳۶)

امامت کا بیان (۱)

☆ امامت کی دو قسمیں ہیں (۱) امامت صُغریٰ (۲) امامت کُبریٰ۔

☆ امامت صغریٰ نماز کی امامت کو کہتے ہیں۔

☆ امامت کبریٰ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مطلق نیابت کو کہتے ہیں۔ یعنی جسے امامت کبریٰ حاصل ہوگی، اسے شریعت کے مطابق تمام مسلمانوں کے دینی و دنیوی معاملات میں عام تصرف کرنے کا اختیار ہوگا۔

☆ اس امامت کی چھ شرائط ہیں، مسلمان ہونا، آزاد ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا، قادر ہونا، قرشی ہونا۔

☆ روافض نے جو ہاشمی، علوی اور معصوم ہونے کو شرط قرار دیا ہے، اس سے ان کا مقصد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت سے انکار کرنا ہے۔ حالاں کہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔

☆ حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ان کی خلافتیں تسلیم کی ہیں۔

☆امام کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے جب کہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو کہ خلاف شرع کاموں میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

☆امام ایسا شخص مقرر کیا جائے جو شجاع (طاقت ور) اور عالم ہو یا علما کی مدد سے کام کرے۔

☆عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں۔ اگر نابالغ کو امام سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بالغ ہونے تک ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا، حقیقت میں اس وقت تک وہ والی امام ہے۔

☆ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے۔

☆ان حضرات کو خُلَفاے رَاشِدِین اور ان کی خلافت کو خلافتِ رَاشِدہ کہتے ہیں کیوں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

☆☆☆

درس (۳۷)

امامت کا بیان (۲)

☆ تمام انبیا و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات، انسانوں اور جنوں اور فرشتوں سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں، پھر حضرت عمر فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

☆ جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ و بدمذہب ہے۔

☆ان کی خلافت کی ترتیب ان کی فضیلت کے اعتبار سے ہے، یعنی جو پہلے ہی سے اللہ کے

نزدیک سب سے افضل تھا، اسے اللہ عزوجل نے سب سے پہلے خلافت عطا فرمایا۔

☆ تمام صحابۂ کرام اہل خیر اور عادل ہیں، ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

☆کسی بھی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا گمراہی اور بدمذہبی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوسفیان (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ بہت ساری جنگیں لڑیں)، ان کی بیوی حضرت ہند (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کو شہید کروا کر ان کا کلیجہ کھایا تھا)، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جن حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ جنگ کی)، حتی کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے حضرت سیدالشہد احمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا) کی شانوں میں بھی برا بھلا کہنا تَبَرَّا اور کھلی گستاخی ہے۔ کہنے والا رافضی ہے، اگرچہ اپنے آپ کو سُنّی بتائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سے محض انکار کرنا ہی فقہا کے نزدیک صریح کفر ہے۔

☆ کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبے کا ہو، کسی صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

☆ تمام صحابۂ کرام جنتی ہیں، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ بھی انہیں غمگین نہ کر سکے گی۔

☆☆☆

درس (۳۸)

امامت کا بیان (۳)

☆ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ انبیا تھے اور نہ ہی فرشتے کہ معصوم ہوں، ان میں بعض سے لغزشیں ہوئیں مگر یہ اللہ عزوجل کا اپنے پیارے رسول ﷺ سے وعدہ ہے کہ ان پر ان حضرات کی گرفت نہیں فرمائے گا جیسا کہ قرآن مقدس کی آیتوں سے ظاہر ہے۔

☆ جب اللہ عزوجل جو کہ علیم وخبیر ہے، اس نے ان سے بے عذاب جنت وثواب کا وعدہ فرمایا تو دوسرے کو کیا حق ہے کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے؟

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقے کے عین مطابق خلافتِ حقّہ راشدہ تیس سال رہی، امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی۔ پھر امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

☆ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے سب سے پہلے بادشاہ ہیں۔ پانچویں خلیفۂ راشد حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فسق وغیرہ کا طعن کرنا کسی صورت سے صحیح نہیں ہوسکتا۔

☆ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں خطائے اجتہادی واقع ہوئی مگر ان حضرات نے بالآخر رجوع فرمایا۔ لہٰذا ان پر بھی کسی قسم کی لعن طعن کسی صورت میں درست نہیں۔

☆ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعلیٰ درجے کے شہدا میں سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ اور بددین ہے۔

☆ یزید پلید فاسق وفاجر اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب تھا۔ البتہ اس کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے سے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سکوت فرمایا ہے۔ یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت ہمارے لیے لائق اقتدا واطاعت ہیں، ان کی محبت ہم پر ضروری ہے جو ان سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون ہے۔

☆ اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ودیگر تمام ازواج مطہرات وبنات طیبات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جنتی ہیں اور انہیں تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

☆ ازواج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی کی گواہی قرآن مقدس نے دی ہے۔

☆☆☆

درس (۳۹)

ولایت کا بیان (۱)

☆ ولایت اللہ عزوجل کے ایک قرب خاص کو کہتے ہیں جسے اللہ عزوجل اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

☆ ولایت محض اللہ عزوجل کی عطا سے ملتی ہے، نیک اعمال اکثر اللہ عزوجل کی اس عطا کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے کہ کوئی شخص عبادتیں اور نیکیاں کرکے اس قرب خاص کو حاصل ہی کرلے گا۔ بعض بندوں کو اللہ عزوجل شروع ہی سے ولی بنا کر پیدا فرماتا ہے۔

☆ بے علم کو ولایت نہیں ملتی، اب علم چاہے بطور ظاہر اسے حاصل ہو یا یہ مرتبہ عطا کرنے سے پہلے اللہ عزوجل اسے علم لَدُنّی سے نواز دے۔

☆ جتنے ولی پچھلی امتوں میں گزر چکے، ان تمام سے افضل امت محمدیہ کے اولیائے کرام ہیں۔ پھر اس امت کے اولیا میں بھی معرفت اور قرب الٰہی میں خلفائے اربعہ سب سے افضل ہیں۔

☆ طریقت اور شریعت الگ الگ نہیں بلکہ طریقت شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل مُتَصَوِّف (بناوٹی صوفی) جو یہ کہتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، یہ محض گمراہی ہے۔ اس گمان سے اپنے آپ کو شریعت کے احکام سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد ہے۔

☆ کوئی ولی کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو، شرعی احکام اس پر بہر حال نافذ ہوں گے۔ البتہ جو مجذوبیت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے تو چوں کہ وہ غشی کی حالت میں رہتا ہے اور اس کی عقل

ظاہری زائل ہوجاتی ہے، اس وجہ سے شرعی احکام سے وہ غیر مکلف ہوتا ہے مگر ایسے شخص کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا۔

☆اولیاے کرام کو اللہ عزوجل بہت بڑی طاقت عطا فرماتا ہے، ان حضرات کو اختیارات و تصرفات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت میں ملتے ہیں۔

☆ان کو علم غیب بھی عطا کیا جاتا ہے بلکہ بعض حضرات کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ کا علم عطا ہوجاتا ہے مگر سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اور توسل ہی سے ملتا ہے۔

☆اولیاے کرام سے جو کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ حق ہیں، ان کا انکار گمراہی ہے۔

☆مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کرلینا وغیرہا کرامتیں اولیاے کرام سے ممکن ہیں۔ سوائے ان معجزوں کے جن کے بارے میں ممانعت ثابت ہوچکی ہے، جیسے قرآن کے مثل کوئی دوسری سورت لانا، دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا وغیرہا۔ جو شخص اپنے یا کسی ولی کے لیے ایسا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔

☆☆☆

درس (۴۰)

ولایت کا بیان (۲)

☆اولیاے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد بھی فرماتے ہیں۔

☆اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لیے نیک بختی و برکت کا باعث ہے۔

☆اولیاے کرام کو دور و نزدیک سے مدد کے لیے پکارنا ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا طریقہ ہے۔

☆اولیاے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ بعد وفات ان کا علم، ادراک، سننا، دیکھنا وغیرہ

حیات ظاہری کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوجاتا ہے۔

☆انہیں ایصال ثواب اور نذر و نیاز کرنا مستحب اور بہت ساری برکتوں کا باعث ہے۔

☆اولیاے کرام کا عرس منانا، یعنی قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، نعت خوانی، وعظ و ایصال ثواب کرنا اچھی چیز ہے۔

☆جو چیزیں شرعاً ناجائز ہیں، وہ تو بہرحال ناجائز ہی ہیں، مزارات اولیا کے پاس اور زیادہ مذموم ہیں۔

☆عام طور پر مسلمانوں کو اولیاے کرام اور مشائخ عظام سے عقیدت ہوتی ہے اور ان سے مرید ہونے میں اپنے لیے فلاح دارین سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج کل کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے پیری مریدی کا جال بھی پھیلا رکھا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ جب مرید ہونا ہو تو پہلے اچھی طرح تحقیق کرلیں، ورنہ اگر کوئی بدمذہب رہا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

☆پیر کے لیے چار باتیں شرط ہیں، بیعت ہونے سے پہلے ان کا لحاظ ضرور کریں:

(۱) سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

(۳) فاسقِ مُعلِن نہ ہو۔

(۴) اس کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ملتا ہو۔

☆☆☆

فقہی مسائل

اللہ عزوجل کی عبادت ہم پر فرض ہے اور ہم حتی المقدور اللہ عزوجل کی عبادت کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن عبادات کے لیے اربابِ شرع نے قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ اصول اور ضابطے مرتب کیے ہیں جن سے آشنائی ضروری ہے تاکہ ان کی روشنی میں ہم صحیح طور پر عبادت کر کے اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرسکیں۔ اسی سلسلے میں فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ ہر صاحب ایمان پر علم دین حاصل کرنا فرض ہے اور فقہانے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اس قدر علم دین حاصل کرنا فرض ہے جس کی روشنی میں بندۂ مومن فرائض کی صحیح طور پر ادائیگی کرسکے۔ اگلے صفحات میں فقہی مسائل درج کیے جارہے ہیں، انہیں اچھی طرح سمجھ کر یاد کریں۔

درس (۱)

شرعی اصطلاحات

فرضِ اِعْتِقادی: اس کو کہتے ہیں جو دلیل قطعی (ایسی دلیل جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) سے ثابت ہو۔ اس کا انکار کرنے والا احناف کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کا فرض ہونا عوام وخواص میں مشہور ہو، تو اس کے انکار کرنے والے کے کافر ہونے پر اجماع قطعی ہے۔ اس منکر کے کفر میں جو شک وشبہہ کرے، وہ خود کافر ہوجائے گا۔ جو شخص کسی فرض اعتقادی کو بغیر کسی شرعی عذر کے جان بوجھ کر ایک بار بھی چھوڑے، فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب اور جہنم کا مستحق ہے۔ جیسے نماز، روزہ، رکوع، سجدہ، وغیرہ۔

فرضِ عَمَلی: اس کو کہتے ہیں جس کی دلیل ایسی قطعی تو نہ ہو مگر مجتہدین کی نظر میں ان دلیلوں کا اس قدر یقین ہو کہ اس کے کیے بغیر انسان بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔ فرض عملی اگر کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو بغیر اس کے وہ عبادت باطل ہوگی، بلا وجہ اس کا انکار فسق وگمراہی ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص شرعی دلیلوں میں غور وفکر کا اہل ہو اور شرعی دلیل کے ذریعہ اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے۔ جیسے ائمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں۔ مثلاً احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شوافع کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔

واجبِ اِعْتِقَادی: اس کو کہتے ہیں جس کا ضروری ہونا ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ فرض عملی اور واجب عملی، واجب اعتقادی ہی کی دو قسمیں ہیں۔

واجبِ عَمَلی: اس واجب اعتقادی کو کہتے ہیں کہ بغیر اس کے کیے بھی بریٔ الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب گمان اس کے ضروری ہونے پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا ادا کرنا ضروری ہو تو عبادت بغیر اس کے ناقص رہے گی مگر ادا ہوجائے گی۔ کسی واجب کا ایک بار بھی

قصداً چھوڑ نا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار چھوڑ نا گناہ کبیرہ۔

سُنّتِ مُؤَکّدہ: اسے کہتے ہیں جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو مگر بیان جواز کے لیے کبھی کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔اس کا کرنا ثواب کا باعث اور ترک کرنے پر عتاب اور ترک کرنے کی عادت بنانے والا عذاب کا مستحق ہوگا۔

سنت غیر مؤکدہ: اسے کہتے ہیں جس کا ترک کرنا شریعت کی نظر میں ناپسند ہو مگر اس حد تک نہیں کہ اس کے ترک پر عذاب کی وعید ہو۔اس کا کرنا ثواب کا باعث اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو عتاب کا موجب نہیں۔

مُستَحب: وہ ہے جو شریعت کی نظر میں پسند ہو مگر اس کا چھوڑ نا ناپسند نہ ہو، چاہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماے کرام نے پسند فرمایا، اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کوئی عتاب نہیں۔

مباح: جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہو، نہ کرنے پر ثواب اور نہ ہی نہ کرنے پر کوئی عتاب۔

حرام قطعی: یہ فرض کے مقابل ہے، اس کا ایک بار بھی جان بوجھ کر کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے اور بچنا فرض اور ثواب۔

مکروہ تحریمی: یہ واجب کے مقابل ہے، اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہوجاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے۔چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

اِساءَت: یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے، اس کا کرنا برا ہے، کبھی کبھی کرنے والا عتاب کا مستحق اور عادت بنانے والا عذاب کا مستحق ہے۔

مکروہ تَنزِیہی: یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے، اس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر کرنے پر عذاب بھی نہیں۔

خِلافِ اَولیٰ: یہ مستحب کے مقابل ہے، اس کا نہ کرنا بہتر مگر کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

فرائضِ وضو

☆ وضو میں چار باتیں فرض ہیں۔(۱) منہ دھونا (۲) کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

☆ کسی عضو کے دھونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عضو کے ہر حصے پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے اور نہ ہی اس سے وضو اور غسل ادا ہوگا۔

☆ کسی جگہ پر گیلا ہاتھ پھیرنے کو مسح کہتے ہیں۔

☆ بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک جلد کے ہر حصے پر کم از کم ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔

☆ مونچھوں یا بھوؤں کے بال یا ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بال گھنے ہوں کہ چمڑی بالکل نہ دکھائی دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں، بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا بھی فرض ہے۔

☆ داڑھی کے بال اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے حصے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے۔ان بالوں کی جڑوں کا دھونا، اسی طرح جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضروری نہیں۔

☆ ہونٹ کا وہ حصہ جو عام طور پر منہ بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے، اس کا دھونا فرض ہے۔

☆ کنپٹی (گالوں اور کانوں کے بیچ کی جگہ) کا دھونا فرض ہے، البتہ اس حصہ میں جتنی جگہ داڑھی کے گھنے بال ہوں وہاں بالوں کا دھلنا اور جہاں بال نہ ہوں وہاں جلد کا دھونا فرض ہے۔

☆ آنکھ کے کُویے (ناک کی طرف آنکھ کا کونہ) پر پانی بہانا فرض ہے مگر سرمہ کا جرم کُویے یا

پلک میں رہ گیا، ویسے ہی وضو کرلیا اور خبر نہ ہوئی، پھر اسی طرح نماز پڑھ لی، تو حرج نہیں، نماز ہوگئی اور وضو بھی ہوگیا۔ اگر معلوم ہے تو اسے چھڑا کر پانی بہانا ضروری ہے۔

☆ پلک کا ہر بال پورا دھونا فرض ہے، اگر اس میں کیچڑ وغیرہ کوئی سخت چیز جم گئی ہو تو چھڑانا فرض ہے۔

☆ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھونا، اس طرح کہ ہر ہر حصے پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے اور کوئی حصہ ایک بال کے برابر بھی خشک نہ رہے، فرض ہے۔

☆ ہر قسم کے گہنے (خواہ جائز ہوں یا ناجائز)، انگوٹھیاں، کنگن، لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہہ جائے تو ہلانا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔

☆ ہاتھوں کی انگلیوں کے بیچ میں جو جگہیں ہیں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک، ان سب پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔

☆ ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔

☆ چھ انگلیاں ہیں تو سب کا دھونا فرض ہے، ایک مونڈھے پر دو ہاتھ نکلے ہیں تو جو پورا ہے اس کا دھونا فرض ہے، دوسرے کا دھونا مستحب ہے مگر اس کا وہ حصہ جو پہلے ہاتھ کی اس جگہ سے ملا ہوا ہے جس کا دھلنا فرض ہے، اس کو بھی دھلا جائے گا۔

☆ سر کے ایک چوتھائی حصہ کا مسح کرنا فرض ہے۔

☆ مسح کرنے کے لیے ہاتھ کا گیلا ہونا ضروری ہے۔ اب چاہے دوسرے اعضا کے دھونے کے بعد جو تری باقی رہ گئی ہے، وہ ہو یا نئے پانی سے ہاتھ کو تر کیا ہو۔

☆ کسی عضو کے مسح کرنے کے بعد جو تری ہاتھ میں باقی رہے گی، وہ دوسرے اعضا کے مسح کے لیے کافی نہیں ہوگی۔

☆ سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی کا مسح فرض ہے۔

☆ عمامے، ٹوپی، دوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ سر سے جو بال لٹک رہے ہوں، ان پر مسح کرنا بھی کافی نہ ہوگا۔

☆ دونوں پیروں کو گٹوں سمیت ایک مرتبہ دھونا فرض ہے۔

☆ پیر کی دو انگلیوں کی بیچ کی جگہوں، انگلیوں کی کروٹوں، ایڑیوں، ایڑیوں کے اوپر کے موٹے پٹھوں کا دھونا فرض ہے۔

☆ جن اعضا کا دھونا فرض ہے، محض ان پر پانی کا بہہ جانا فرض ہے، یہ ضروری نہیں کہ قصداً ان پر پانی بہائے۔ اگر بارش ہوئی اور اعضائے وضو کے ہر ہر حصے پر دو دو قطرے بہہ گئے اور سر کا چوتھائی حصہ تر ہوگیا یا کسی تالاب میں گر پڑا اور اعضائے وضو پر پانی گزر گیا تو وضو ہو جائے گا۔

☆ جس چیز کی آدمی کو عام طور پر ضرورت پڑتی رہتی ہے اور وضو کرتے وقت اس جانب احتیاط کرنے میں حرج ہو، خواہ ناخنوں کے اندر ہو یا اوپر کسی دھونے کی جگہ پر، اگرچہ جِرم والی ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سخت چیز ہو، وضو ہو جائے گا۔ جیسے گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگ ریزوں کے لیے رنگ کا جِرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جِرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جِرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے آنکھ کے کنارے یا پلک میں سرمے کا جِرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی اور مچھر کی بیٹ وغیرہ۔

☆☆☆

درس (۲)

وضو کی سنتیں

(۱) نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ سے شروع کرنا۔ (۳) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھلنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) داہنے ہاتھ سے تین کلیاں کرنا۔ (۶) داہنے ہاتھ سے تین

مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔ (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (۸) ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۹) ہر عضو کو تین تین بار دھلنا۔ (۱۰) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ (۱۱) کانوں کا مسح کرنا۔ (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا۔ (۱۳) اعضائے وضو کو پے در پے دھلنا۔ (۱۴) سارے مکروہات سے بچنا۔

☆ کم از کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کریں اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولیں۔

☆ مسواک نہ بہت نرم ہو، نہ سخت۔ پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔

☆ مسواک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو، اتنی چھوٹی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔

☆ مسواک داہنے ہاتھ سے استعمال کریں اور اس طرح ہاتھ میں لیں کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مٹھی نہ باندھیں۔

☆ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کریں، لمبائی میں نہ کریں کہ مسوڑے زخمی ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت صاف کریں، پھر بائیں جانب کے اوپر کے، پھر دائیں جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔

☆ جب مسواک کرنا ہو، اسی طرح جب مسواک کرلیں تو اسے دھولیں، زمین پر پڑی نہ چھوڑیں بلکہ کھڑی رکھیں اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔

☆ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت مانجھ لیں، اگر دانت نہ ہوں تو مسوڑوں پر انگلی پھیرلیں۔

خِلال کا طریقہ

☆ منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کریں، بہ شرطے کہ احرام نہ باندھے ہوں۔ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داڑھی میں داخل کر کے سامنے کی طرف نکالیں۔

☆ ہاتھ، پیر کی انگلیوں کا بھی خلال کریں۔

☆ ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اس طرح کریں کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے بیچ میں داخل کریں۔

☆ پیروں کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کریں، اس طرح کہ داہنے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کریں اور بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔

☆ اگر خلال کیے بغیر پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال فرض ہے۔

☆ جو اعضا دھونے کے ہیں، ان کو تین تین مرتبہ دھوئیں، ہر ہر مرتبہ اس طرح دھوئیں کہ کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے ورنہ سنت ادا نہ ہوگی۔

☆ پورے سر کا ایک بار مسح کرنا، کانوں کے اندر اور باہر کا مسح کرنا بھی مسنون ہے۔

☆ ترتیب سنت مؤکدہ ہے کہ پہلے منہ، پھر ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پیر دھلیں۔

☆ اگر ترتیب سے نہیں دھلا یا کوئی اور سنت چھوڑ دیا تو وضو ہو جائے گا، اگر ایک آدھ دفعہ ایسا ہو گیا تو برا ہے، اگر عادت بنالی تو گنہگار رہے۔

☆ داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں، ان کا مسح سنت ہے اور دھونا مستحب ہے۔

☆ اعضا کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے، یہ بھی مسنون ہے۔

وضو کے مستحبات

(۱) دونوں گالوں کو دھلنے اور دونوں کانوں کے مسح کے علاوہ تمام اعضائے وضو کو دائیں جانب سے شروع کرنا۔ (۲) اگر کسی کا ایک ہی ہاتھ ہو تو منہ دھونے اور مسح کرنے میں بھی داہنے کو مقدم کرے۔ (۳) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا۔ (۴) قبلہ رو بیٹھنا۔ (۵) اونچی جگہ بیٹھنا۔ (۶) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔ (۷) پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ

پھیرنا۔(۸)وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔(۹)ڈھیلی انگوٹھی (جس
کے نیچے پانی بہہ جاتا ہو) کو حرکت دینا۔ (۱۰) نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا۔
(۱۱)اطمینان سے وضو کرنا کہ ساری سنتیں اور مستحبات ادا ہو جائیں۔(۱۲)وضو کے قطروں
سے کپڑوں کو محفوظ رکھنا۔(۱۳) کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی ہوئی چھوٹی انگلی کو کانوں کے
سوراخوں میں داخل کرنا۔(۱۴)مٹی کے برتن سے وضو کرنا۔(۱۵)لوٹے کے اوپر ہاتھ نہ
رکھنا۔(۱۶)داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔(۱۷)بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی
سے ناک صاف کرنا۔(۱۸)بائیں ہاتھ سے پیر دھونا۔(۱۹)منہ دھلتے وقت پیشانی کے
سرے پر اس طرح پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔(بہت سارے
لوگ ناک یا آنکھ یا بھووں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ
منہ دھل گیا، اس طرح دھونے میں منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا)(۲۰)دونوں ہاتھوں
سے منہ دھونا۔(۲۱)ہاتھ، پیر دھونے میں انگلیوں سے شروع کرنا۔(۲۲)چہرے، ہاتھ اور
پیر دھونے میں ان کے اطراف میں کچھ بڑھانا، مثلاً نصف بازو تک ہاتھ دھونا۔(۲۳)سر کا
مسح اس طرح کرنا کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے علاوہ ایک ہاتھ کی باقی تینوں انگلیوں کا سرا
دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے سے ملائیں اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک
اس طرح لے جائیں کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں، وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائیں
اور(۲۴)کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کا مسح کریں اور(۲۵)انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے
باہری حصہ کا اور(۲۶)انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کریں۔(۲۷)ہر عضو کو دھو کر اس پر
ہاتھ پھیر دینا کہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں۔(یا کسی کپڑے سے خشک کر لینا، خصوصاً
جب مسجد میں جانا ہو کہ مسجد میں پانی کے قطرے ٹپکانا مکروہ تحریمی ہے)(۲۸)بے ضرورت
اعضائے وضو نہ پوچھنا اور اگر پوچھیں تو بالکل خشک نہ کریں بلکہ کچھ نم رہنے دیں۔(۳۰)زبان

سے وضو کی نیت کے الفاظ دہرانا۔(۳۱)ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت وضو کی نیت کا
حاضر رہنا۔(۳۲)اگر لوٹے سے وضو کیا تو وضو کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لینا۔(۳۳)
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔(۳۴)درود شریف پڑھنا۔(۳۵)کلمۂ شہادت
(اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ) پڑھنا۔(۳۶)وضو
کے بعد میانی پر پانی چھڑکنا۔(۳۷)مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل (تحیۃ الوضو) پڑھنا۔

وضو کی دعائیں

☆کلی کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَ ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ
عِبَادَتِکَ۔(ترجمہ)اے اللہ! قرآن مقدس کی تلاوت، تیرے ذکر، تیرے شکر اور تیری
اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔

☆ناک میں پانی ڈالتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَ لَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ
النَّارِ۔(ترجمہ)اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بد بو سے بچا۔

☆منہ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔
(ترجمہ)اے اللہ! جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہو جائیں گے، اس دن
میرے چہرے کو سفید فرما۔

☆داہنا ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔
(ترجمہ)اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور مجھ سے آسان حساب لے۔

☆بایاں ہاتھ دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَ لَا مِنْ وَّرَآءِ
ظَھْرِیْ۔(ترجمہ)اے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دے اور نہ ہی میری
پیٹھ کے پیچھے سے۔

☆سر کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ

عَرْشِکَ ۔(ترجمہ) اے اللہ! مجھے اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ عطا فرما جس دن تیرے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔

☆ کانوں کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔ (ترجمہ) اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کردے جو اچھی باتیں سن کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

☆ گردن کا مسح کرتے وقت: اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ۔(ترجمہ) اے اللہ! میری گردن آگ سے آزاد فرما۔

☆ داہنا پاؤں دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔ (ترجمہ) اے اللہ! پل صراط پر مجھے اس دن ثابت قدم فرما جس دن لوگوں کے پیر پھسل جائیں گے۔

☆ بایاں پاؤں دھوتے وقت: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّ تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔(ترجمہ) اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما، میری کوششوں میں مجھے کامیاب فرما اور میری تجارت کو میرے لیے نفع بخش فرما۔

☆ سب جگہوں پر درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں۔

☆ وضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھیں: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔(ترجمہ) اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور ستھروں میں سے کردے۔

☆ وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ پڑھیں۔

(ترجمہ) اے اللہ! تو پاک ہے اور تیرے لیے حمد ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

☆ کلمۂ شہادت پڑھیں۔

☆ سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھیں۔

☆☆☆

درس (۳)

وضو کے مکروہات

(۱) عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ (۲) وضو کے لیے نجس جگہ بیٹھنا۔ (۳) نجس جگہ کا پانی ٹپکانا۔ (۴) مسجد (کے اندرونی حصے) میں وضو کرنا۔ (۵) وضو کے اعضا سے برتن میں پانی کے قطرے ٹپکانا۔ (۶) پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔ (۷) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا (۸) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ (۹) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۱۰) پانی اس قدر کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ (۱۱) منہ پر پانی مارنا۔ (۱۲) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔ (۱۳) صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ (۱۴) گلے کا مسح کرنا۔ (۱۵) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔ (۱۶) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ (۱۷) تین نئے پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔ (۱۸) وضو کے قطروں کو مسجد یا کپڑوں میں ٹپکنے دینا۔ (۱۹) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا۔ (۲۰) کسی سنت کو چھوڑ دینا۔

وضو کب فرض، کب واجب، کب سنت، کب مستحب

☆ اگر وضو نہ ہو تو نماز پڑھنے، سجدۂ تلاوت کرنے، نماز جنازہ پڑھنے اور قرآن عظیم چھونے کے لیے وضو کرنا فرض ہے۔

☆ طواف کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔

☆ اذان، اقامت، خطبۂ جمعہ، خطبۂ عیدین، روضۂ منورہ کی زیارت، وقوف عرفہ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے لیے، جنبی کے لیے غسل جنابت سے پہلے، جنبی کو کھانے، پینے، سونے سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔

☆ سونے کے لیے، سو کر اٹھنے کے بعد، میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد، جماع سے پہلے جب غصہ آجائے، زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لیے، حدیث اور علم دین پڑھنے، پڑھانے کے لیے، جمعہ و عیدین کے علاوہ باقی خطبوں (نکاح وغیرہ کے) کے لیے، دینی کتابیں چھونے

کے لیے، ستر غلیظ چھونے کے بعد، جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بت چھونے، کوڑھی یا سفید داغ والے سے بدن مس ہو جانے، بغل کھجانے (جب کہ اس میں بد بو ہو)، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو اشعار پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بلا حائل مس ہو جانے سے اور باوضو شخص کو نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔

شیطان کے وسوسے سے بچنے کے لیے

☆ وَلھان ایک شیطان کا نام ہے جو وضو میں وسوسہ ڈالتا ہے، اس کے وسوسہ سے بچنے کے لیے (۱) اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا (۲) لَا حَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلاَّ بِاللہِ پڑھنا (۳) سورۂ ناس پڑھنا (۴) اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھنا (۵) ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ پڑھنا (۶) سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْخَلاَّقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَّ مَا ذٰلِکَ عَلَی اللہِ بِعَزِیْزٍ پڑھنا، دافع وسوسہ ہے۔ اسی طرح (۷) وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف کرنا بھی دافع وسوسہ ہے۔

وضو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

☆ پاخانہ، پیشاب، ودی، مذی، منی، کیڑا، پتھری مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے کے مقام سے نکلنا۔ ☆ مرد یا عورت کے پیچھے کے مقام سے ہوا نکلنا۔ ☆ حقنہ لیا اور دوا باہر آ گئی یا کوئی چیز پاخانے کے مقام میں ڈالی اور باہر نکل آئی، تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ مرد نے عضو تناسل کے سوراخ میں روئی رکھی اور وہ اوپر سے خشک ہے مگر جب نکالی تو گیلی ہو کر باہر نکلی، تو نکالتے ہی وضو ٹوٹ گیا۔

☆ عورت نے پیشاب کے مقام میں کپڑا رکھا اور کپڑے کے اوپری حصے پر کوئی اثر نہیں مگر

جب نکالا تو خون یا کسی اور نجاست سے تر نکلا، تو وضو ٹوٹ گیا۔

☆ خون، پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وضو جاتا رہا۔

☆ زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی، یا مٹی یا راکھ ڈال کر سکھاتا رہا تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو بہہ جاتا یا نہیں، اگر بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔

☆ پھوڑا یا پھنسی نچوڑنے سے خون بہا، اگرچہ ایسا ہو کہ نہ نچوڑتا تو نہ بہتا جب بھی وضو جاتا رہا۔

☆ آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہا میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو، ان کی وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ منہ سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے، وضو توڑ دے گا۔ (تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے گا اور اگر زرد ہو تو تھوک غالب ہے)

☆ نارُو ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے بدن سے دھاگہ کی طرح گوشت نکلتا ہے، اگر اس میں سے رطوبت نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ اندھے کی آنکھ سے جو رطوبت مرض کی وجہ سے نکلتی ہے، وضو توڑ دے گی۔

☆ کھانے، پانی یا صفرا کی منہ بھر قے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (منہ بھر کا یہ معنی ہے کہ اس کو بے تکلف نہ روک سکتا ہو)

☆ بہتے خون کی قے (جب کہ تھوک سے مغلوب نہ ہو) سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ پانی پیا اور معدے میں اتر گیا، اب وہی پانی صاف وشفاف قے میں آیا، اگر منہ بھر ہے وضو ٹوٹ گیا اور وہ پانی نجس ہے۔ ☆ ایک ہی متلی سے تھوڑی تھوڑی کئی بار قے ہوئی، اگر سب کو جمع کرنے پر منہ بھر ہو جائے تو وضو ٹوٹ گیا۔

☆اس طرح سویا کہ دونوں سرینیں خوب جمی ہوئی نہیں ہیں یا ایسی ہیئت پر سویا جس پر غفلت کے ساتھ نیند آجاتی ہے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

☆اُکڑوں بیٹھ کر سویا، چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر سویا، ایک کُہنی پر ٹیک لگا کر سویا، اس طرح بیٹھ کر سویا کہ ایک کروٹ کو جھکا ہوا ہے جس سے ایک یا دونوں سرینیں اٹھی ہوئی ہیں تو وضوٹوٹ گیا۔

☆اگر اس ہیئت پر سویا جس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نیند کے اندر وہ ہیئت پیدا ہوگئی جس سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور اسی حالت پر کچھ دیر پڑا رہا تو وضوٹوٹ جائے گا۔

☆نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض اوقات نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ دور کرنا چاہتا ہے تو بعض اوقات ایسا غافل ہوجاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ سویا نہ تھا، اس کے اس خیال کا اعتبار نہیں، اگر معتبر شخص کہے کہ تو غافل تھا، پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وضو لازم ہے۔

☆بیہوش ہوجانا، جنون طاری ہونا، غشی آجانا اور اتنا نشہ طاری ہوجانا جس میں چلنے میں پیر لڑکھڑائیں ناقض وضو ہیں۔

☆بالغ شخص نے رکوع سجدے والی نماز میں اتنی آواز سے قہقہہ لگایا کہ آس پاس والے سن لیں، تو وضوٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہوجائے گی۔

☆مرد نے اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت یا مرد کی شرم گاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں اور کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو تو وضو جاتا رہا۔

☆اگر مرد نے اپنے آلہ سے عورت کی شرمگاہ کو چھوا اور آلہ منتشر نہ تھا، عورت کا وضو اس وقت بھی جاتا رہے گا، اگرچہ مرد کا وضو نہ جائے گا۔

☆☆☆

درس (۴)

وضو نہ توڑنے والی چیزیں

درج ذیل باتوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

☆مرد یا عورت کے آگے کے مقام سے ہوا نکلی تو وضو نہیں جائے گا۔

☆اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی پھر وہ اس میں سے لوٹ آئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☆خون اگر صرف چمکا یا اُبھرا اور بہا نہیں، جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھر یا چمک جاتا ہے، یا خلال یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سرخی آگئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

☆خون اگر ایسی جگہ بہا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض نہیں ہے، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ جیسے آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر آنکھ کے اندر ہی پھیل گیا، باہر نہیں نکلا یا کان کے اندر دانہ ٹوٹا اور اس کا پانی سوراخ سے باہر نہ نکلا، تو ان صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☆زخم میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کوئی رطوبت چمکی مگر بہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔

☆زخم یا ناک یا کان یا منہ سے کیڑا یا زخم سے کوئی گوشت کا ٹکڑا (جس پر خون یا پیپ یا کوئی نجس رطوبت بہنے کے قابل نہ تھی) کٹ کر گرا تو وضو نہ ٹوٹا۔

☆کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک یا منہ سے نکلا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (منہ سے نکلنے کی صورت میں اگر یہ معلوم ہے کہ دماغ سے اتر کر معدہ میں گیا اور معدہ سے آیا ہے تو وضوٹوٹ جائے گا)

☆ناک صاف کی، اس میں سے جما ہوا خون نکلا، تو وضو نہیں ٹوٹا۔

☆ نارُوا ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے بدن سے دھاگہ کی طرح گوشت نکلتا ہے، اگر اس پر رطوبت نہیں لگی ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☆ بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹے گا خواہ کتنی ہی ہو۔

☆ بہتے خون کی قے جب کہ تھوک پر غالب نہ ہو، اسی طرح جمے ہوئے خون کی قے، یہ دونوں جب تک منہ بھر نہ ہوں، ناقضِ وضو نہیں۔

☆ پانی پیا اور سینے تک پہنچا تھا کہ کھانسی آئی اور پانی نکل گیا تو نہ وہ پانی ناپاک ہے اور نہ اس سے وضو ٹوٹے گا۔

☆ تھوڑی قے ہوئی، پھر متلی کا اثر جاتا رہا، پھر دوسری متلی سے دوبارہ تھوڑی قے ہوئی، اگر دونوں جمع کرنے کے بعد بھی منہ بھر ہو جائیں تب بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔

☆ قے میں صرف کیڑے نکلے اور اس کے ساتھ کچھ رطوبت نہیں، تو ناقضِ وضو نہیں اور اگر رطوبت بھی ہے مگر منہ بھر نہیں تب بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔

☆ اس طرح سویا کہ دونوں سرینیں زمین، کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پیر ایک طرف پھیلے ہوئے ہیں یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ پنڈلیوں کو گھیرے ہوئے ہیں، یا دوزانو سیدھا بیٹھ کر سو گیا، یا چارزانو پالتی مار کر بیٹھا اور سو گیا تو وضو نہ ٹوٹا۔

☆ کھڑے کھڑے سو گیا، یا رکوع کی حالت میں یا مردوں کے سجدے کی طرح سو گیا تو وضو نہ ٹوٹا۔ اگر نماز میں ایسا ہوا تو نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ ہی وضو ٹوٹے گا۔ البتہ اگر پورا رُکن سوتے ہی میں ادا کیا، تو اس کا دہرانا ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا تھا، پھر سو گیا، تو اگر جاگتے میں کچھ حد تک ادا کر چکا تھا، تو وہی کافی ہے۔

☆ اگر اس ہیئت پر سویا جس میں وضو نہیں ٹوٹتا مگر نیند میں ایسی ہیئت پر ہو گیا جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو اگر فوراً بلا وقفہ جاگ اٹھا، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☆ اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔

☆ نیند کی وجہ سے جھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو نہ ٹوٹا۔

☆ اگر نماز میں سوتے میں یا نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت کرتے وقت قہقہہ لگایا، تو وضو نہیں جائے گا۔ البتہ نماز یا سجدہ فاسد ہو جائے گا۔

☆ رکوع، سجدے والی نماز میں اتنی آواز سے ہنسا کہ خود سنا مگر پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں ٹوٹا، نماز جاتی رہی۔

☆ اگر مسکرایا کہ صرف دانت ظاہر ہوئے، آواز بالکل نہ نکلی، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی، نہ ہی وضو ٹوٹے گا۔

☆ پھوڑیا بالکل اچھی ہو گئی، اس کا مردہ پوست باقی ہے جس میں اوپر منہ اور اندر خلا ہے، اگر اس میں پانی بھر گیا، پھر دبا کر نکالا، تو نہ وضو جائے، نہ وہ پانی ناپاک۔ ہاں اگر اس کے اندر خون وغیرہ کی کچھ تری باقی ہے، تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور وہ پانی بھی نجس ہے۔

☆ عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنا یا کسی اور کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجا کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کہ بلا ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کا وضو نہیں ٹوٹتا

یہ بھی انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ ان کا سونا ان کے وضو کو نہیں توڑتا، اس لیے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتے ہیں۔ سونے کے علاوہ وضو کو توڑنے والی دوسری باتوں سے ان کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ وضو کا ٹوٹنا نجاست کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان کی عظمت شان کی وجہ سے ہے۔ اس

لیے کہ ان کے فضلات شریفہ طیب وطاہر ہیں، جن کا کھانا پینا ہمیں حلال اور باعث برکت ہے۔

وضو کے متفرق مسائل

☆انسان کے بدن سے جو رطوبت نکلے اور اس سے وضو نہ ٹوٹے وہ نجس نہیں۔ جیسے خون کہ بہہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ منہ بھر نہ ہو، پاک ہے۔

☆کھجلی یا پھوڑیوں میں جب کہ بہنے والی رطوبت نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو، کپڑے وغیرہ میں اس سے بار بار چھونے کی وجہ سے کتنی ہی تری لگ جائے، پاک ہے۔

☆سوتے میں منہ سے جو رال نکلے، اگرچہ پیٹ سے آئے اور بدبودار ہو، پاک ہے۔ البتہ مردے کے منہ سے جو پانی بہے وہ نجس ہے۔

☆دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی نکلتا ہے، اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اور وہ نجس بھی ہے۔ بہت سے لوگ غافل ہونے کی وجہ سے کرتے وغیرہ سے دکھتی ہوئی آنکھوں کو پوچھ لیا کرتے ہیں اور اسے آنسو سمجھتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے اور ایسا کیا تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

☆دودھ پیتے بچے کے منہ سے دودھ واپس نکل گیا، اگر وہ منہ بھر ہے تو نجس ہے۔ درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینے تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔

☆وضو کرنے کے دوران اگر ہوا خارج ہوئی، یا کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو نئے سرے سے وضو کرے، وہ پہلے دھلے ہوئے اعضائے وضو بے دھلے ہو گئے۔

☆چُلّو میں پانی لینے کے بعد حَدَث لاحق ہوا، تو وہ پانی بے کار ہو گیا، کسی عضو کے دھلنے میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

☆منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا، اگر لوٹے یا کٹورے سے منہ لگا کر کلی کے لیے پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور پورا پانی نجس ہو گیا۔ چلو سے پانی لے کر کلی کرے، پھر ہاتھ دھو کر کلی

کے لیے پانی لے۔

☆اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا، تو اگر زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہو تو اس کو دھو لے اور اگر اکثر ایسا ہوا کرتا ہے، تو اس کو شیطان کا وسوسہ سمجھے اور اس کی طرف توجہ نہ دے۔ اسی طرح اگر وضو کے بعد شک ہو تب بھی اس کا کچھ خیال نہ کرے۔

☆باوضو شخص کو اگر شک ہو کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا، تو اسے وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شبہہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو۔ اگر وسوسہ کے طور پر ہوتا ہے، تو احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ شیطان کی پیروی کرنا ہے۔

☆اگر بے وضو تھا اور اب شک ہوا کہ وضو کیا یا نہیں، تو بلا وضو ہے، اس کو وضو کرنا ضروری ہے۔

☆یہ معلوم ہے کہ وضو کے لیے بیٹھا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ وضو کر کے اٹھا یا ایسے ہی اٹھ گیا، تو وضو کرنا ضروری نہیں۔ یہ یاد ہے کہ کوئی عضو دھونے میں چھوٹ گیا مگر یہ یاد نہیں کہ کون سا عضو ہے، تو بایاں پاؤں دھو لے۔

☆میانی میں تری دیکھی مگر یہ معلوم نہیں کہ پانی ہے یا پیشاب، تو اگر زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا ہے تو اس جگہ کو دھو لے اور وضو کر لے اور اگر بار بار ایسا ہوتا ہے، تو اسے شیطان کا وسوسہ سمجھے اور اس کی طرف توجہ نہ دے۔

☆☆☆

درس (۵)

اعضائے وضو دھلتے وقت پچیس باتوں میں احتیاط ضروری ہے

(۱) مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پانی پڑے۔ بہت سے لوگ چلو میں پانی لے کر ناک یا ابرو یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں، پانی تو بہہ کر نیچے آیا، وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گیا جس کی وجہ سے پورا ماتھا نہ دھل سکا بلکہ کچھ حصوں پر گیلا ہاتھ پھرا، اس سے وضو نہیں ہوگا۔

(۲) عمامے وغیرہ کی پٹیاں اگر ماتھے کے کچھ حصے پر ہوں تو ان کو ہٹا کر چہرہ دھلنا ضروری ہے کہ کہیں دھلنے میں وہ حصے چھوٹ نہ جائیں۔

(۳) بھووں کے بال چھِدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو، تو کھال پر پانی بہانا فرض ہے، صرف بالوں پر کافی نہیں۔

(۴) دونوں آنکھوں کے دونوں کناروں پر کوئی سخت چیز جمی ہو تو چھڑالے۔

(۵) کبھی کبھی پلکوں کے بالوں پر کیچڑ وغیرہ سخت ہوکر جم جانے کی وجہ سے ان کے نیچے پانی نہیں پہنچ پاتا، اس کا چھڑانا ضروری ہے۔

(۶) ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر آئے اور کنپٹی پر صرف گیلا ہاتھ پھرے بلکہ کنپٹی پر بھی پانی بہانا ضروری ہے۔

(۷) ناک کے سوراخ میں اگر کوئی گہنا یا تنکا وغیرہ ہو تو اسے پھرا پھرا کر، ورنہ یوں ہی اس کے اندر تک پانی پہنچائے۔ البتہ ناک کا سوراخ اگر بالکل بند ہو گیا ہو تو ضرورت نہیں۔

(۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں ہونٹ مل کر کچھ حصہ چھپ جاتا ہے، کچھ ظاہر رہتا ہے، یہ ظاہر رہنے والا حصہ اگر کلی کرنے میں دھل گیا تو کوئی حرج نہیں ورنہ اس حصے تک پانی پہنچانے میں بھی احتیاط ضروری ہے۔ اگر منہ دھلنے میں سختی سے منہ بند کر لے گا تو اس جگہ تک پانی نہ پہنچ سکے گا۔

(۹) ٹھوڑی کی ہڈی کے نچلے حصے پر اس جگہ تک پانی پہنچانا ضروری ہے جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔

(۱۰) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان جو خلائیں ہیں، ان تک پانی پہنچانے میں بھی احتیاط کرنا ضروری ہے۔

(۱۱) انگلیاں ملا لینے پر انگلیوں کی کروٹیں چھپ جاتی ہیں، لہٰذا کشادہ کر کے ان تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۲) دسوں ناخنوں کے درمیان جو جگہیں خالی ہیں، ان تک بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔ البتہ اگر ان میں میل ہو تو معاف ہے۔

(۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہر ہر حصے پر پانی اچھی طرح بہہ جائے، یہ ضروری ہے۔ چُلّو میں پانی لے کر کلائیوں پر اُلٹ لینا کافی نہیں۔

(۱۴) ہاتھ کے جتنے حصے کا دھلنا فرض ہے، اتنے حصے کے ہر ہر بال کی جڑ سے نوک تک پانی پہنچنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بالوں کی جڑوں سے ہوکر پانی گزر جائے اور ناک سوکھی رہ جائے۔

(۱۵) ہاتھ پاؤں کے چھلے، کلائی کے گہنے اور چوڑیوں وغیرہ کو ہلا کر ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۶) عورتیں اگر تنگ چوڑیاں پہنی ہوں، تو انہیں ہٹا ہٹا کر ان کے نیچے تک پانی پہنچائیں۔

(۱۷) سر کے ایک چوتھائی حصے کا مسح فرض ہے۔ صرف انگلیوں کے سروں کو سر سے گزار دینا، اکثر اوقات چوتھائی سر کو کافی نہیں ہوتا، لہٰذا مسح بھی اس احتیاط سے کرنا ضروری ہے کہ چوتھائی سر پر ترَ ہاتھ پھر جائے۔

(۱۸) دونوں پیروں کی دسوں انگلیوں کے درمیانی خلا میں احتیاط کے ساتھ پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۹) پیر کی انگلیوں کی کروٹوں کا لحاظ رکھنا زیادہ ضروری ہے کہ یہ قدرتی طور پر ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

(۲۰) پیر کے ناخنوں میں کوئی سخت چیز ہو، تو اسے زائل کر کے اندر تک پانی پہنچانا ہوگا۔

(۲۱) پیر کی انگلیوں میں جو چھلے پہن رکھے ہو یا ٹخنوں پر یا ٹخنوں سے نیچے کوئی زیور پہن

رکھے ہو، تو ان کے نیچے تک پانی پہنچانا لازم ہوگا۔

(۲۲) گٹوں کو اچھی طرح دھلنا۔

(۲۳) تلووں تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔

(۲۴) ایڑیاں خشک نہ رہنی پائیں، اس کا خاص خیال رکھنا۔

(۲۵) کونچوں (ٹخنوں اور ایڑیوں کے درمیان کا حصہ) تک اچھی طرح پانی پہنچانا بھی لازم ہے۔

وہ پانچ اعضا جن میں مردوں کو اِحتیاط ضروری ہے

(۲۶) مُونچھوں کے دھلنے میں احتیاط کرنا۔

(۲۷) داڑھی کا جتنا حصہ چہرے کی حد میں ہے، اس کا دھلنا فرض ہے، البتہ داڑھی کے لٹکے ہوئے وہ بال جو ہاتھ سے دبائے جائیں تو ٹھوڑی کے اس حصے سے نکل جائیں جس پر دانت جمے ہوتے ہیں اس کا صرف مسح سنت ہے، دھونا مستحب ہے۔

(۲۸) مونچھیں چھدری ہوں کہ ان کے نیچے کی جلد چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے۔

(۲۹) داڑھی کے بال بھی اگر چھِدرے ہوں، تو وہاں تک پانی پہنچانا بھی ضروری ہے۔

(۳۰) مونچھیں بڑھ کر ہونٹوں کو چھپالیں، تو انہیں ہٹا ہٹا کر ہونٹوں کی کھال دھلنا فرض ہے، اگرچہ کیسی ہی گھنی ہوں۔

غُسل کے فرائض

غسل کے تین فرائض ہیں، ان میں سے ایک میں بھی کمی ہوئی تو غسل نہ ہوگا:

(۱) **کُلّی کرنا:** اس طرح کہ منہ کے ہر پرزے، ہر گوشے، ہونٹ سے حلق تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کلی

کہتے ہیں، اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے اس طرح غسل نہ ہوگا بلکہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حلق کے کنارے تک پانی پہنچانا فرض ہے۔

☆ دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو جو پانی بہنے سے روکے، تو اس کا چھڑانا ضروری ہے۔ اگر چھڑانے میں کوئی تکلیف یا حرج نہ ہو، جیسے گوشت کے ریشے وغیرہ۔ اگر چھڑانے میں حرج ہو، دانتوں یا مسوڑوں میں تکلیف پہنچنے کا خوف ہو تو معاف ہے۔ جیسے بہت پان کھانے کی وجہ سے دانتوں کی جڑوں میں جو چونا وغیرہ جم جاتا ہے، وغیرہ۔

☆ ہِلتا ہوا دانت تار سے یا اُکھڑا ہوا دانت کسی مسالے وغیرہ سے جمایا گیا اور پانی، تار یا مسالے کے نیچے نہ پہنچے تو معاف ہے۔

(۲) **ناک میں پانی ڈالنا:** دونوں نتھنوں کی نرم جگہ تک پانی چڑھانا ضروری ہے، بال برابر بھی جگہ دھلنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے، تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ اسی طرح ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

☆ بُلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اگر تنگ ہے تو ہلانا ضروری ہے، ورنہ نہیں۔

(۳) **تمام ظاہِر بدن پر پانی بَہَانا:** سر کے بالوں سے پیر کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے، ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا فرض ہے۔ اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے بھی سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہوگیا، حالاں کہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کے دُھلنے میں خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے، نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔

☆☆☆

درس (۶)

وضو اور غسل میں احتیاط

(۱) مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پانی پڑے۔ بہت سے لوگ چلو میں پانی لے کر ناک یا ابرو یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں، پانی تو بہہ کر نیچے آیا، وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گیا جس کی وجہ سے پورا ماتھا نہ دھل سکا بلکہ کچھ حصوں پر گیلا ہاتھ پھرا، اس سے وضو نہیں ہوگا۔

(۲) عمامے وغیرہ کی پٹیاں اگر ماتھے کے کچھ حصے پر ہوں تو ان کو ہٹا کر چہرہ دھلنا ضروری ہے کہ کہیں دھلنے میں وہ حصے چھوٹ نہ جائیں۔

(۳) بھووں کے بال چھِدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو، تو کھال پر پانی بہانا فرض ہے، صرف بالوں پر کافی نہیں۔

(۴) دونوں آنکھوں کے دونوں کناروں پر کوئی سخت چیز جمی ہو تو چھڑالے۔

(۵) کبھی کبھی پلکوں کے بالوں پر کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جانے کی وجہ سے ان کے نیچے پانی نہیں پہنچ پاتا، اس کا چھڑانا ضروری ہے۔

(۶) ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر آئے اور کنپٹی پر صرف گیلا ہاتھ پھرے بلکہ کنپٹی پر بھی پانی بہانا ضروری ہے۔

(۷) ناک کے سوراخ میں اگر کوئی گہنا یا تنکا وغیرہ ہو تو اسے پھرا پھرا کر، ورنہ یوں ہی اس کے اندر تک پانی پہنچائے۔ البتہ ناک کا سوراخ اگر بالکل بند ہو گیا ہو تو ضرورت نہیں۔

(۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں ہونٹ مل کر کچھ حصہ چھپ جاتا ہے، کچھ ظاہر رہتا ہے، یہ ظاہر رہنے والا حصہ اگر کلی کرنے میں دھل گیا تو کوئی حرج نہیں ورنہ اس حصے تک پانی پہنچانے میں بھی احتیاط ضروری ہے۔ اگر منہ دھلنے میں سختی سے منہ بند کر

لے گا تو اس جگہ تک پانی نہ پہنچ سکے گا۔

(۹) ٹھوڑی کی ہڈی کے نچلے حصے پر اس جگہ تک پانی پہنچانا ضروری ہے جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔

(۱۰) دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان جو خلائیں ہیں، ان تک پانی پہنچانے میں بھی احتیاط کرنا ضروری ہے۔

(۱۱) انگلیاں ملا لینے پر انگلیوں کی کروٹیں چھپ جاتی ہیں، لہٰذا کشادہ کر کے ان تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۲) دسوں ناخنوں کے درمیان جو جگہیں خالی ہیں، ان تک بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔ البتہ اگر ان میں میل ہو تو معاف ہے۔

(۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہر ہر حصے پر پانی اچھی طرح بہہ جائے یہ ضروری ہے۔ چُلّو میں پانی لے کر کلائیوں پر اُلٹ لینا کافی نہیں۔

(۱۴) ہاتھ کے جتنے حصے کا دھلنا فرض ہے، اتنے حصے کے ہر ہر بال کی جڑ سے نوک تک پانی پہنچنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بالوں کی جڑوں سے ہو کر پانی گزر جائے اور نوک سوکھی رہ جائے۔

(۱۵) ہاتھ پاؤں کے چھلے، کلائی کے گہنے اور چوڑیوں وغیرہ کو ہلا کر ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۶) عورتیں اگر تنگ چوڑیاں پہنی ہوں، تو انہیں ہٹا ہٹا کر ان کے نیچے تک پانی پہنچائیں۔

(۱۷) سر کے ایک چوتھائی حصے کا مسح فرض ہے۔ صرف انگلیوں کے سروں کو سر سے گزار دینا، اکثر اوقات چوتھائی سر کو کافی نہیں ہوتا، لہٰذا مسح بھی اس احتیاط سے کرنا ضروری ہے کہ چوتھائی سر پر تر ہاتھ پھر جائے۔

(۱۸) دونوں پیروں کی دسوں انگلیوں کے درمیانی خلا میں احتیاط کے ساتھ پانی پہنچانا ضروری ہے۔

(۱۹) پیر کی انگلیوں کی کروٹوں کا لحاظ رکھنا زیادہ ضروری ہے کہ یہ قدرتی طور پر ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

(۲۰) پیر کے ناخنوں میں کوئی سخت چیز ہو، تو اسے زائل کر کے اندر تک پانی پہنچانا ہوگا۔

(۲۱) پیر کی انگلیوں میں جو چھلے پہن رکھے ہو یا ٹخنوں پر یا ٹخنوں سے نیچے کوئی زیور پہن رکھے ہو، تو ان کے نیچے تک پانی پہنچانا لازم ہوگا۔

(۲۲) گٹوں کو اچھی طرح دھلنا۔

(۲۳) تلووں تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔

(۲۴) ایڑیاں خشک نہ رہنی پائیں، اس کا خاص خیال رکھنا۔

(۲۵) کونچوں (ٹخنوں اور ایڑیوں کے درمیان کا حصہ) تک اچھی طرح پانی پہنچانا بھی لازم ہے۔

ان پانچ جگہوں میں خاص مردوں کو احتیاط ضروری ہے

(۲۶) مُونچھوں کے دھلنے میں احتیاط کرنا۔

(۲۷) داڑھی کا جتنا حصہ چہرے کی حد میں ہے، اس کا دھلنا فرض ہے، البتہ داڑھی کے لٹکے ہوئے وہ بال جو ہاتھ سے دبائے جائیں تو ٹھوڑی کے اس حصے سے نکل جائیں جس پر دانت جمے ہوتے ہیں اس کا صرف مسح سنت ہے، دھونا مستحب ہے۔

(۲۸) مونچھیں چھدری ہوں کہ ان کے نیچے کی جلد چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے۔

(۲۹) داڑھی کے بال بھی اگر چھِدرے ہوں، تو وہاں تک پانی پہنچانا بھی ضروری ہے۔

(۳۰) مونچھیں بڑھ کر ہونٹوں کو چھپالیں، تو انہیں ہٹا ہٹا کر ہونٹوں کی کھال دھلنا فرض ہے، اگر چہ کیسی ہی گھنی ہوں۔

ان جگہوں میں مردوں، عورتوں کو غسل میں احتیاط ضروری ہے

(۳۱) سر کے بال جو کہ گُندھے ہوئے ہوں، ہر بال کی جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

(۳۲) کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں بُلاق وغیرہ کے چھید کا غسل اور وضو دونوں میں تھا۔

(۳۳) بھوؤں کے نیچے کی کھال، اگر چہ بال کیسے ہی گھنے ہوں۔

(۳۴) کان کا ہر پرزہ، اس کے سوراخ کا منہ۔

(۳۵) کانوں کے پیچھے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۳۶) ناک میں پانی چڑھانا، اسی طرح جیسا پیچھے ذکر ہوا۔

(۳۷) کلی کرنا، جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا۔

(۳۸) داڑھوں کے پیچھے کوئی سخت چیز ہو، تو پہلے اس کو چھڑالیں۔

(۳۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز ہو پہلے اسے جدا کرلیں۔

(۴۰) چونا، ریخیں، وغیرہ جو کسی تکلیف کے بغیر چھوٹ سکیں، چھڑالیں۔

(۴۱) ٹھوڑی اور گلے کے جوڑ تک بے منہ اٹھائے پانی نہیں پہنچ پائے گا۔

(۴۲) بغیر ہاتھ اٹھائے بغلوں تک پانی نہیں پہنچ پائے گا۔

(۴۳) بازو کا ہر پہلو۔

(۴۴) پیٹھ کا ہر درہ۔

(۴۵) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

(۴۶) ناف میں انگلی ڈال کر دھوئیں جب کہ بغیر اس کے پانی پہنچنے میں شک ہو۔

(۴۷) جسم کا کوئی رونگٹا دھلنے سے نہ رہ جائے۔

(۴۸) ران اور پیروں کا جوڑ کھول کر دھوئیں۔

(۴۹) دونوں سرین ملنے کی جگہ، خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔

(۵۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب کہ بیٹھ کر نہائیں۔

(۵۱) رانوں کی گولائی۔

(۵۲) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

☆☆☆

درس (۷)

خاص کر مردوں کو احتیاط ضروری ہے

(۵۳) گندھے ہوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دھونا۔

(۵۴) مونچھوں کے نیچے کی کھال، اگرچہ گھنی ہو۔

(۵۵) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔

(۵۶) عضو تناسل اور خُصْیَتَین (دونوں فوطوں) کے بیچ کا حصہ کہ جب تک دونوں کو الگ کر کے پانی نہ پہنچائیں گے، پانی نہیں پہنچ سکتا۔

(۵۷) خصیتین کا نچلا حصہ جوڑ تک۔

(۵۸) خصیتین کے نیچے کی جگہ تک۔

(۵۹) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ (سپاری) کھول کر دھوئے۔

(۶۰) اس کھال کے اندر بھی پانی پہنچانا فرض ہوگا، بے چڑھائے اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائے گی۔

خاص کر عورتوں کو احتیاط ضروری ہے

(۶۱) گندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنا۔ چوٹی کھولنا ضروری نہیں مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کھولنا بھی ضروری ہوگا۔

(۶۲) ڈھلکی ہوئی پستان اٹھا کر دھونا۔

(۶۳) پستان اور پیٹ کے جوڑ تک پانی پہنچانا۔

(۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷) فرج خارج کے چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک۔

(۶۸) شرمگاہ کے اوپری حصہ کے گوشت کا ہر پرت جو کھولنے سے کھل سکے۔

(۶۹) شرمگاہ کے نچلے حصہ کے گوشت کا ہر پرت کا نچلا حصہ۔

(۷۰) اس حصے کے نیچے کی خالی جگہ۔ غرض کہ فرج خارج کے ہر گوشے، پرزے، کونے کا خیال لازم ہے، ہاں فرج داخل کے اندر انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں، بہتر ہے۔

غسل کی سنتیں

(۱) غسل کی نیت کرنا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھونا۔ (۳) استنجا کی جگہ دھونا، خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ (۴) بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو، اسے دور کرنا۔ (۵) نماز کی طرح وضو کرنا۔ (۶) بدن پر تیل کی طرح پانی ملنا، خاص کر جاڑے کے موسم میں۔ (۷) داہنے مونڈھے پر، پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر اور تمام بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا۔ (۸) نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ ہونا۔ (۹) تمام بدن پر ہاتھ پھیرنا اور ملنا۔ (۱۰) ایسی جگہ نہانا کہ کوئی نہ دیکھے۔ (اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا چھپانا ضروری ہے) (۱۱) نہاتے وقت کسی قسم کا کلام نہ کرنا۔ (۱۲) نہاتے وقت کوئی دعا وغیرہ نہ پڑھنا۔ (۱۳) نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لینا۔

☆اگر غسل خانے کی چھت نہ ہو اور ننگے بدن نہا رہا ہو، تو اگر احتیاط کی جگہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆عورتوں کو بہت احتیاط کی جگہ پر نہانا چاہیے اور ان کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔

☆وضو کے سنن و مستحبات، غسل کے لیے بھی سنن و مستحبات ہیں مگر ستر کھلا ہو تو قبلہ کو منہ نہیں کرنا چاہیے، البتہ تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں۔

☆اگر بہتے پانی میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وضو یہ سب سنتیں ادا ہو گئیں، اعضا کو تین مرتبہ حرکت دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

☆تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضا کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار دھونے کی سنت ادا ہو جائے گی۔

☆بارش میں کھڑے ہو جانا، بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔

☆عوام میں جو مشہور ہے کہ سب کے لیے پانی کی ایک مقدار متعین ہے، بے اصل ہے۔ جتنے پانی سے فرائض، سنن اور مستحبات ادا ہو جائیں اتنا پانی استعمال کرنا ضروری ہوگا۔

☆چند مرد ایک جگہ نہا سکتے ہیں، بہ شرطے کہ ستر کا لحاظ رکھیں مگر چند عورتیں کسی صورت میں ایک جگہ نہیں نہا سکتی ہیں۔

جن باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے (۱)

موجباتِ غسل سمجھنے سے پہلے درج ذیل باتوں کو سمجھنا ضرورت ہے:

☆شہوت کے وقت پیشاب کی جگہ سے دَفق (آلہ تناسل کے اچھل کود) کے بغیر جو سفید پتلا پانی نکلتا ہے، اس کو مذی کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے کے بعد کمزوری نہیں ہوتی۔

☆دفق اور شہوت کے ساتھ جو گاڑھا سفید پانی پیشاب کی جگہ سے نکلتا ہے، اس کو منی کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے کے بعد آلۂ تناسل ٹوٹ جاتا ہے اور کمزوری آجاتی ہے۔

☆پیشاب کے بعد یا کبھی کبھی بھاری چیز اٹھانے کے وقت پیشاب کے مقام سے پتلا پانی

نکلتا ہے، اس کو ودی کہتے ہیں۔

درج ذیل باتوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے:

(۱) مَنی کا نکلنا۔

☆منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

☆منی اگر شہوت سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غسل واجب نہیں، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس نے اپنے آلہ کو زور سے پکڑ لیا کہ شہوت کی حالت میں باہر نہ نکل سکی، پھر جب شہوت جاتی رہی تو چھوڑ دیا، اب منی باہر ہوئی تب بھی غسل واجب ہے کہ منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا پایا گیا۔

☆اگر تھوڑی منی نکلی اور پیشاب کرنے، سونے یا چالیس قدم چلنے سے پہلے نہا لیا اور نماز پڑھ لی، اب بقیہ منی نکلی تو غسل واجب ہے کہ یہ اسی منی کا حصہ ہے جو اپنے محل سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی۔ پہلے جو نماز پڑھی تھی ہو گئی، اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

☆تھوڑی منی نکلی، پھر پیشاب کرنے یا چالیس قدم چلنے یا سونے کے بعد غسل کیا، پھر منی بلا شہوت نکلی تو غسل ضروری نہیں کہ یہ پہلی کا بقیہ نہیں کہی جائے گی۔

☆اگر منی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بغیر شہوت کے نکل آئیں تو غسل واجب نہیں، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اِحتِلام۔

☆احتلام یعنی سو کر اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے، اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔

☆اگر یقین ہے کہ یہ نہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ

احتلام یاد ہو اور انزال (منی نکلنے) کی لذت خیال میں ہو، غسل واجب نہیں۔

☆ اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں، تو غسل واجب نہیں، ورنہ واجب ہے۔

☆ اگر احتلام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں تو غسل واجب نہیں۔

☆ اگر سونے سے پہلے شہوت تھی، آلہ تناسل منتشر تھا، سو کر اٹھنے کے بعد اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور احتلام یاد نہیں تو غسل واجب نہیں جب تک کہ اس کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو۔

☆ اگر سونے سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی مگر سونے سے پہلے دب چکی تھی اور جو نکلا تھا صاف کر چکا تو منی کے غالب گمان کی ضرورت نہیں بلکہ صرف منی کے احتمال سے غسل واجب ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ بہت زیادہ درپیش ہوتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں، اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

☆ بیماری وغیرہ کی وجہ سے یا نشہ میں بیہوش ہو گیا، ہوش آنے کے بعد کپڑے یا بدن پر مذی ملی تو وضو ٹوٹ جائے گا، غسل فرض نہ ہوگا۔

☆ کسی نے خواب دیکھا اور منی باہر نہ نکلی تھی کہ آنکھ کھل گئی اور آلہ کو پکڑ لیا کہ منی باہر نہ ہو، پھر جب شہوت ختم ہو گئی تو چھوڑ دیا، اب نکلی تب بھی غسل واجب ہوگا۔

☆ نماز میں شہوت تھی اور منی اترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہ نکلی تھی کہ نماز پوری کر لی، اب خارج ہوئی تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہو گئی۔

☆ کھڑے یا بیٹھے یا چلتے ہوئے سو گیا، آنکھ کھلی تو تری پائی، غسل واجب ہے۔

☆ عورت کو خواب ہوا، تو جب تک منی فرج داخل سے نہ نکلے، غسل واجب نہیں۔

☆ لڑکا احتلام کے ذریعہ بالغ ہوا، تو اس پر غسل واجب ہے۔

☆☆☆

درس (۸)

جن باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے (۲)

(۳) دخول۔

☆ حشفہ (عضو تناسل کا سرا) کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے کے مقام میں داخل ہونا، اس سے دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا۔ چاہے شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے، انزال ہو یا نہ ہو۔

☆ عورت کی ران میں جماع کیا اور انزال کے بعد منی شرم گاہ میں گئی، یا کنواری سے جماع کیا اور انزال بھی ہو گیا مگر بکارت زائل نہ ہوئی تو مرد پر غسل واجب ہے مگر عورت پر واجب نہیں۔

☆ عورت نے اپنی شرم گاہ میں انگلی داخل کی یا جانور یا مردے کا عضو تناسل یا ربڑ یا مٹی وغیرہ کی کوئی چیز عضو تناسل کی طرح بنا کر داخل کی تو جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں۔

☆ جماع کے بعد عورت نے غسل کیا پھر اس کی شرم گاہ سے مرد کی بقیہ منی نکلی تو اس سے غسل واجب نہ ہوگا، البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔

☆ منی نکلنے، احتلام ہونے اور حشفہ کے غائب ہونے کی وجہ سے جس پر غسل فرض ہوتا ہے، اس کو جُنُبی کہتے ہیں اور ان اسباب کو جَنابت کہتے ہیں۔

(۴) حیض سے فارغ ہونا۔ (۵) نفاس کا ختم ہونا۔

☆ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون ہر مہینہ عادی طور پر نکلتا ہے، اس کو حَیض کہتے ہیں۔ اس کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

☆ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون نکلتا ہے، اس کو نِفاس کہتے ہیں، اس کی اَقلِّ مدت کچھ بھی نہیں اور اکثر مُدت چالیس دن ہے۔

☆ بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ آیا تو صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔

☆ کافر مرد یا عورت جُنُبی ہیں یا حیض و نفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی، اگر چہ مسلمان ہونے سے پہلے حیض ونفاس سے فراغت ہو چکی، ان پر بھی غسل واجب ہے۔

☆ اگر مسلمان ہونے سے پہلے غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح پورے بدن پر پانی بہہ گیا ہو، توصرف ناک کے بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا۔ ہاں اگر غسل کرتے وقت کلی نہ کیا تھا، تو اب کرنا ضروری ہوگا۔

☆ مستحب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد پورا غسل کرے۔

غسل کب سنت، کب مستحب

☆ جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غسل کرنا سنت ہے۔

☆ وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے لیے، حرم شریف کی حاضری کے لیے، مسجد نبوی شریف کی حاضری کے لیے، طواف، منٰی میں داخل ہونے کے لیے، جمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن، شبِ برائت، شبِ قدر اور عرفہ کی رات، مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے، مُردہ نہلانے کے بعد، مجنون کو جُنون سے اِفاقہ کے بعد، غشی سے افاقہ کے بعد، نشہ ختم ہونے کے بعد، گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیے، سفر سے واپس لوٹنے کے بعد، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ ہے تو ان سب صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کے متفرق مسائل

☆ حج کرنے والے پر دسویں ذی الحجہ کو پانچ غسل مستحب ہیں۔ (١) وقوف مزدلفہ کے لیے۔ (٢) دخولِ منٰی کے لیے۔ (٣) جمرہ پر کنکریاں مارنے کے لیے۔ (۴) دخول مکہ کے لیے۔ (۵) طواف کے لیے۔ دسویں ذی الحجہ جمعہ کو ہے تو جمعہ کا غسل بھی ہوگا۔

☆ اگر عرفہ یا عید جمعہ کے دن پڑے تو یہاں والوں پر دو غسل ہوں گے۔

☆ جس پر چند غسل ہوں، سب کی نیت سے ایک غسل کر لیا، سب ادا ہو گئے، سب کا ثواب ملے گا۔

☆ عورت جنبی ہوئی اور غسل کرنے سے پہلے حیض شروع ہو گیا، تو چاہے اب غسل کرلے یا حیض ختم ہونے کے بعد کرے۔

☆ جنبی نے جمعہ یا عید کے دن غسلِ جنابت کیا اور جمعہ اور عید وغیرہ کی نیت بھی کر لی تو سب ادا ہو گئے۔

☆ جس پر غسل واجب ہے اسے نہانے میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جنبی ہو، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

☆ غسل فرض تھا اور اتنی تاخیر کر چکا کہ نماز کا آخری وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔

☆ جماع کیا اور کھانا کھانا چاہتا ہے، تو وضو کرلے یا ہاتھ منہ دھولے، کلی کرلے اور اگر ایسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے۔

☆ جس کو احتلام ہوا، اس کو بے نہائے عورت کے پاس نہیں جانا چاہیے۔

☆ رمضان میں اگر رات کو جنبی ہوا تو بہتر یہی ہے کہ طلوع فجر سے پہلے نہالے۔

☆ اگر نہ نہایا تب بھی روزہ میں کوئی نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے غرغرہ اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھا لے کہ یہ دونوں کام روزے میں نہ ہو سکیں گے۔

متفرق مسائل

☆ جس کو نہانے کی ضرورت ہو، اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگر چہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا ایسی تعویذ یا انگوٹھی چھونا جس پر قرآن مقدس کی آیت لکھی ہو، جیسے حروف مقطعات کی

انگوٹھی، یہ ساری باتیں حرام ہیں۔

☆ اگر قرآنِ عظیم جزدان میں ہو، تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں۔ اسی طرح رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے۔

☆ کرتے کی آستین، دوپٹے کا آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے، تو دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں، جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔

☆ اگر قرآن کی آیت دعا کی نیت سے یا تبرک کیلئے جیسے بسم اللہ، یا ادائے شکر کیلئے یا چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا بری خبر پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا، تو کچھ حرج نہیں۔

☆ بے وضو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ جس برتن یا گلاس پر سورت یا آیت لکھی ہو اس کا بے غسل یا بے وضو چھونا حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ ہے مگر جب کہ خاص شفا کی نیت سے ہو۔

☆ قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو، اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔

☆ قرآن مجید کی آیتوں کو دیکھنے میں کسی کے لیے کوئی حرج نہیں، اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔

☆ بے غسل یا بے وضو فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر کسی کپڑے سے چھوا، اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حرج نہیں مگر جس جگہ آیت لکھی ہو، وہاں ہاتھ لگانا حرام ہے۔

☆ بے وضو اور جنابت کی حالت میں درود شریف اور دعائیں پڑھنے میں یا اذان کے جواب

دینے میں کوئی حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔

☆ کافر کو ہرگز قرآن شریف چھونے نہ دیا جائے۔

☆ قرآن کو سب کتابوں سے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات وغیرہ۔

☆ کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے، حتی کہ قلم، دوات یہاں تک کہ وہ صندوق جس میں کتاب ہو اس پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔

☆ جس کاغذ پر مسائل یا دینیات لکھے ہوئے ہوں، ان میں پڑیا باندھنا جس دسترخوان پر اشعار وغیرہ تحریر ہوں، اس اس کو کام میں لانا، یا جس بستر پر کچھ لکھا ہو، اس کو استعمال کرنا منع ہے۔

☆☆☆

درس (۹)

تَیَمُّم کا بیان

تیمم میں تین باتیں فرض ہیں۔

(۱) نیت کرنا۔ (۲) پورے منہ پر ہاتھ پھیرنا۔ (۳) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔ ☆ اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اس کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دِل میں تیمم کی نیت کریں، یا زبان سے اس طرح کہیں: نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (میں نے اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے تیمم کی نیت کی) پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے زمین پر ماریں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں، پھر اس سے سارے منہ کا مسح کریں، پھر دوبارہ دونوں ہاتھ زمین پر مار کر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے کہنیوں سمیت ملیں۔ تیمم کا یہی طریقہ وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

نواقضِ تیمم

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے، ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
نیز پانی پر قدرت ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

کن چیزوں سے تیمم جائز اور کن چیزوں سے ناجائز ہے

☆ پاک مٹی، پتھر، ریت، مُلتانی مٹی، گیرو، کچی یا پکی اینٹ، مٹی کی دیوار، پتھر کی دیوار، اینٹ کی دیوار، چونے کی دیوار سے تیمم کرنا جائز ہے۔

☆ سونا، چاندی، تانبا، پیتل، لوہا، لکڑی، المونیم جستہ، کپڑا، راکھ اور ہر قسم کے غلے اور اناج سے تیمم کرنا جائز نہیں۔

☆ جو چیزیں آگ میں پگھل جاتی ہیں یا جل کر راکھ ہو جاتی ہیں، ان چیزوں سے تیمم کرنا جائز نہیں۔

☆ جن چیزوں سے تیمم جائز نہیں، ان پر گرد جم گئی ہو، تو اس گرد سے تیمم جائز ہے۔

تیمم کب جائز ہے

☆ جب پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

☆ ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

☆ ایسی جگہ موجود ہے جہاں سے چاروں طرف ڈیڑھ ڈیڑھ کلومیٹر تک پانی کا پتہ نہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

☆ سردی اتنی سخت ہو کہ پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا مر جانے کا قوی اندیشہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

☆ کنواں موجود ہے مگر پانی نکالنے کے لیے ڈول یا رسی موجود نہیں تو تیمم جائز ہے۔

☆ اگر غسل کی حاجت ہے اور ایسے وقت میں سو کر اٹھا کہ صرف وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، تو جسم پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو دور کرے اور وضو کر کے نماز پڑھے، پھر غسل کے بعد نماز دوبارہ پڑھے۔

متفرق مسائل

☆ تیمم کا جو طریقہ اوپر بیان ہوا وہی طریقہ وضو اور غسل دونوں کے لیے ہے۔

☆ اگر وضو اور غسل دونوں کے لیے تیمم کرنا ہو، تو ایک ہی تیمم دونوں کے لیے کافی ہوگا، دونوں کے لیے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔

اِستنجا کا بیان

☆ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد نجاست کی جگہوں کو پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔

☆ پیشاب کے بعد استنجا کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی، کنکر یا پھٹے، پرانے کپڑے سے پیشاب سکھائیں، پھر پانی سے دھو ڈالیں۔

☆ پاخانہ کے بعد استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی، کنکر یا پتھر کے تین، پانچ یا سات ٹکڑوں سے پاخانہ کی جگہ صاف کرلیں، پھر پانی سے دھو ڈالیں۔

☆ استنجا کا ڈھیلا اور پانی بائیں ہاتھ سے استعمال کریں گے۔

☆ کسی قسم کے کھانے، ہڈی، گوبر، لید، کوئلہ اور جانوروں کے چاروں سے استنجا کرنا منع ہے۔

☆ کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے، پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو، گھاٹ پر، پھل دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو، سایہ میں جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں، قبرستان میں، راستہ میں جس جگہ جانور بندھے ہوں، جہاں وضو یا غسل کیا جاتا ہو، ان سب جگہوں پر پاخانہ یا پیشاب کرنا منع ہے۔

☆ پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے، ہمارے ملک میں اتر یا دکھن کی طرف کرنا چاہیے۔

پانی اور جوٹھوں کا بیان

☆ پانی کی چار قسمیں ہیں (۱) پاک ہو پاک کرنے والا ہو اور مکروہ نہ ہو (۲) پاک ہو پاک کرنے والا ہو مگر مکروہ ہو (۳) پاک ہو مگر پاک کرنے والا نہ ہو (۴) نجس، یعنی نہ پاک ہو، نہ ہی پاک کرنے والا ہو۔

☆ برسات کا پانی، ندی، نالے اور چشمے کا پانی، سمندر، دریا اور کوئیں کا پانی، پگھلی ہوئی برف یا اولے کا پانی، تالاب یا بڑے حوض کا پانی، یہ سب پانی پاک اور پاک کرنے والے ہیں، ان سے وضو وغیرہ جائز ہیں۔

☆ گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی اور اُڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، چیل، کوا وغیرہ، وہ مرغی جو چھوٹی پھرتی ہو اور نجاست پر منہ ڈالتی ہو اور وہ گائے جس کی غلیظ کھانے کی عادت ہو، ان تمام کا جوٹھا مکروہ ہے۔

☆ پھل اور درخت کا نچوڑا ہوا پانی، وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو جس سے اس کا نام بدل گیا ہو، جیسے شربت، شوربا، چائے وغیرہ، اسی طرح وضو اور غسل کا دھوون، یہ سب پانی پاک تو ہیں مگر پاک کرنے والے نہیں۔ نہ ان سے وضو جائز ہے، نہ ہی غسل۔

☆ بڑے حوض اور تالاب کا ایسا پانی جس کا رنگ یا بو یا مزہ کسی ناپاک چیز کے مل جانے کی وجہ سے بدل گیا ہو، چھوٹے حوض یا گھڑے کا وہ پانی جس میں کوئی ناپاک چیز گر گئی ہو یا بہتے ہوئے خون والا کوئی جانور مر گیا ہو اگرچہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو، یہ سب پانی نجس ہیں۔ نہ ان سے وضو جائز نہ ہی غسل بلکہ اگر کسی جگہ پر لگ جائیں تو نجاست کے حکم میں ہوں گے۔

☆ سُوَر، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے شکاری جانوروں کا جوٹھا ناپاک ہے۔

☆ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، کبوتر، ان کا جوٹھا پاک ہے۔

☆ جن پانیوں سے وضو جائز ہے، ان سے غسل بھی جائز ہے اور جن پانیوں سے وضو ناجائز ہے، ان سے غسل بھی ناجائز ہے۔

☆☆☆

درس (۱۰)

کنویں کا بیان

☆ کنویں میں آدمی، بیل، بھینس یا بکری گر کر مر جائے یا کسی قسم کی ناپاک چیز گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔

☆ کنویں میں اگر کوئی ایسا جانور گرا جس کا جوٹھا ناپاک ہے، جیسے کتا، گیدڑ وغیرہ تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

☆ کنویں میں اگر کوئی ایسا جانور گرا جس کا جوٹھا پاک ہے، جیسے گائے، بکری وغیرہ اور ان کے بدن پر نجاست بھی نہ لگی ہو اور زندہ نکال لیے جائیں، تو جب تک ان کے پاخانہ پیشاب کرنے کا یقین نہ ہو، کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔

☆ کنواں ناپاک ہو جائے، یعنی اس میں کوئی نجاست گر جائے یا آدمی، بیل، بھینس، بکری یا اتنا ہی بڑا کوئی دوسرا جانور گر کر مر جائے یا دو بلیاں مر جائیں تو کوئیں کا پورا پانی نکالا جائے گا۔

☆ مرغی اور بطخ کی بیٹ گر جائے، یا مرغا، مرغی، بلی، چوہا، چھپکلی یا اور کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کوئیں میں مر کر پھول یا پھٹ جائے، تو کنویں کا پورا پانی نکالا جائے گا۔

☆ ایسا جانور گر جائے کہ جس کا جوٹھا ناپاک ہے، جیسے کتا، سُوَر وغیرہ، اگرچہ زندہ نکل آئے تب بھی کنویں کا پورا پانی نکالا جائے گا۔

☆ اگر چوہا، چھچھوندر، گوریا، چڑیا، چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی بہتے

ہوئے خون والا جانور کوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے، تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔

☆ بلی، کبوتر، مرغی یا اتنا ہی بڑا کوئی دوسرا جانور کوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں، تو چالیس ڈول سے ساٹھ ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔

☆ جس کوئیں پر جو ڈول ہوتا ہے، پانی نکالنے میں اسی ڈول کا اعتبار ہوگا۔

☆ اگر کوئی ڈول خاص نہ ہو تو اتنا بڑا ڈول ہونا چاہیے جس میں ایک صاع یعنی تقریباً سوا پانچ کلو پانی آجائے۔

☆ کنواں محض پانی نکالنے سے پاک ہوگا، اس کے پاک کرنے کی اور کوئی صورت نہیں۔

☆ پانی نکالنے کے بعد کنویں کی دیوار، ڈول، رسی، تر ہاتھ سب پاک ہو جائیں گے، انہیں دوبارہ پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔

نجاست کا بیان

☆ نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) نجاستِ غلیظہ (۲) نجاستِ خفیفہ۔

☆ انسان کے بدن سے نکلنے والی وہ چیزیں جن کے نکلنے سے وضو یا غسل واجب ہو جاتے ہیں وہ نجاست غلیظہ ہیں۔

☆ انسان کا پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے وغیرہ نجاست غلیظہ ہیں۔

☆ حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی اور سُوَر وغیرہ کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید نجاست غلیظہ ہیں۔

☆ ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری اور اونٹ کی مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ نجاست غلیظہ ہیں۔

☆ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت، شیر، کتے وغیرہ درندے چوپایوں کا لعاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔

☆ دودھ پیتا لڑکا ہو یا لڑکی، ان کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔

☆ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے، جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری اور بھیڑ وغیرہ ان کا پیشاب، اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی نجاست خفیفہ ہے۔

☆ جن پرندوں کا گوشت حرام ہو، جیسے کوا، چیل، شکرا، باز، بہری وغیرہ کی بیٹ بھی نجاست خفیفہ ہے۔

نجاست غلیظہ اور خفیفہ کا حکم

☆ نجاست غلیظہ اگر بدن یا کپڑے پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے کہ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

☆ نجاست غلیظہ اگر بدن یا کپڑے پر ایک درہم کے برابر لگ جائے تو اس کا پاک کرنا واجب ہے کہ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اس نماز کو دہرانا واجب ہوگا۔

☆ نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہے، تو اس کا پاک کرنا سنت ہے۔ بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی، ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

☆ نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے جس حصے پر لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے، مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم ہے یا آستین میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے تو معاف ہے اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

☆ کپڑے یا بدن پر جو نجاست لگی ہے، اگر دَلدار ہے جیسے پاخانہ، گوبر وغیرہ تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دور ہو

جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ البتہ اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہوجائے تو تین بار پورا کرنا بہتر ہے۔

☆ اگر نجاست پتلی ہو، جیسے پیشاب، منی وغیرہ تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ طاقت سے نچوڑنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا۔

حیض، نفاس اور جنابت کے احکام

☆ بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔ اس کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

☆ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ نفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ اس کا زمانہ چالیس دن ہے۔

☆ حیض میں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ خون آئے تو بیماری یعنی استحاضہ ہے۔

☆ نفاس میں چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو استحاضہ ہے۔

☆ حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا، نماز پڑھنا حرام ہے۔

☆ حیض ونفاس کے دنوں میں نمازیں معاف ہیں، ان کی قضا بھی نہیں مگر روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔

☆ حیض ونفاس والی عورت کو قرآن شریف پڑھنا حرام ہے، چاہے دیکھ کر پڑھے یا زبانی۔

☆ حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید چھونا بھی حرام ہے، اگرچہ اس کی جلد یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے۔

☆ جس کو احتلام ہوگیا ہو اور ایسے مرد وعورت کہ جن پر غسل فرض ہے، ان کو غسل کیے بغیر نماز

پڑھنا، قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا، اس کا چھونا اور مسجد میں جانا سب حرام ہے۔

☆ جس پر غسل فرض ہے اس کو مسجد کے اس حصہ میں جانا جس کو خاص نماز کے لیے بنایا گیا ہے، حرام ہے۔

☆ جو حصہ فنائے مسجد ہے، یعنی استنجا خانہ، غسل خانہ، وضوگاہ وغیرہ وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں، بہ شرطے کہ ان میں جانے کا راستہ مسجد کے اندر سے نہ ہو۔

☆ ایسے مرد وعورت جن پر غسل فرض ہے، وہ قرآن کی تعلیم بھی نہیں دے سکتے، ہاں اگر ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں یا ہجے کرائیں تو کوئی حرج نہیں۔

☆ بے وضو قرآن شریف چھونا حرام ہے، بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

☆ قرآن شریف کے پارے جو الگ الگ ہوتے ہیں، جیسے عم پارہ وغیرہ، وہ بھی قرآن شریف ہی کے حکم میں ہیں۔

☆☆☆

درس (۱۱)

نماز کا بیان

☆ ہر مسلمان عاقل، بالغ پر نماز فرضِ عین ہے، اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔

☆ جو جان بوجھ کر ایک وقت کی بھی نماز چھوڑے وہ فاسق ہے۔

☆ بچہ جب سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔

☆ نماز خالص بدنی عبادت ہے، ایک آدمی کی طرف سے دوسرا آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا۔

☆ نماز پڑھنا ہی ضروری ہے، ایسا نہیں ہوسکتا کہ نماز کے بدلے کچھ مال فدیہ دے دے۔ اگر انتقال کرتے وقت بقیہ نمازوں کے بدلے فدیہ دینے کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کر دینا چاہیے۔

بے وصیت بھی وارث میت کی طرف سے فدیہ ادا کرسکتا ہے، امید ہے کہ قبول ہوجائے۔

☆ نماز کے لیے سببِ اصلی حکمِ خداوندی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ شروع وقت سے اخیر وقت تک جب بھی ادا کرے، ادا ہوجائے گی۔

☆ اگر کوئی مجنوں یا بے ہوش، ہوش میں آیا یا حیض ونفاس والی پاک ہوئی یا بچہ بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے توان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی۔

☆ مجنون کو پانچ وقت سے زیادہ جنون طاری نہ رہا، اسی طرح کوئی شخص پانچ وقت سے زیادہ بے ہوش نہ رہا تو اگر چہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے، نماز فرض ہے، قضا پڑھے۔

☆ نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اخیر وقت میں بالغ ہوگیا تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے۔

☆ نابالغ نماز پڑھ کر سویا تھا، اس کو احتلام ہوا اور بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ وقت نکل گیا تو اس نماز کی قضا کرے۔

☆ کسی نے شروع وقت میں نماز نہ پڑھی تھی اور آخر وقت میں کوئی ایسا عذر پیدا ہوگیا جس سے نماز ساقط ہوجاتی ہے، جیسے آخر وقت میں حیض ونفاس ہوگیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس وقت کی نماز معاف ہوگئی، اس کی قضا بھی ان پر نہیں ہے۔ مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ مسلسل پانچ نماز کے وقتوں تک طاری رہیں ورنہ قضا لازم ہوگی۔

☆☆☆

نماز کے وقتوں کا بیان

فجر کا وقت

☆ فجر کا وقت صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے سورج کی کرن چمکنے سے پہلے تک ہے۔

☆ صبح صادق اس روشنی کو کہتے ہیں جو پورب کی جانب سے، جہاں سے سورج نکلنے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اُجالا ہوجاتا ہے۔

☆ صبح صادق سے پہلے آسمان کے بیچ میں ایک پھیلی ہوئی سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے اُفُق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر ہر طرف پھیلتے ہوئے اوپر بڑھتی ہے اور یہ سفیدی غائب ہوجاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

☆ فجر کی نماز کے وقت کے شروع ہونے میں صبح صادق کی سفیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو، اس کا اعتبار کیا جائے اور عشا کی نماز کے اخیر وقت کے لیے اسی طرح سحری کے وقت کے ختم ہونے میں صبح صادق کے طلوع کی شروعات کا اعتبار کیا جائے۔

☆ ہمارے ملک میں صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ۔ نہ اس سے کم ہوگا، نہ زیادہ۔

☆ فجر کا وقت کب شروع ہوتا ہے، اس کو پہچاننا دشوار ہے۔ خاص کر جب کہ گرد وغبار ہو یا چاندنی رات ہو۔ لہٰذا ہمیشہ سورج طلوع ہونے کا خیال رکھیں کہ آج جس وقت طلوع ہوا، دوسرے دن اسی حساب سے مذکورہ بالا وقت کے اندر اندر اذان اور نماز فجر ادا کی جائے۔

ظہر اور جمعہ کا وقت

☆ ظہر اور جمعہ کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ، سایۂ اصلی کے علاوہ دوگنا ہوجائے۔

☆ ہر دن کا سایۂ اصلی وہ سایہ ہے جو اس دن سورج کے بالکل نصف النہار (دن کے بیچوں بیچ والے حصے) میں پہنچنے کے وقت ہوتا ہے۔

☆ نصف النہار کی دو قسمیں ہیں (۱) نصف النہار شرعی۔ یہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک

ہوتا ہے۔ اس کو ضَحوۂ کُبریٰ بھی کہتے ہیں۔ (۲) نصف النہار عرفی۔ یہ سورج طلوع ہونے کے وقت سے غروب ہونے کے وقت تک ہوتا ہے۔ اس کو استوائے حقیقی بھی کہتے ہیں۔

☆ ضحوۂ کُبریٰ سے لے کر نصف النہار عرفی کے درمیان کم سے کم ۳۹؍منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۷؍منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے۔ یہی وقت، وقتِ مکروہ ہے جس میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ سنت، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا بلکہ اس وقت سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو بھی ناجائز ہے۔

☆ بہت سے لوگ ناواقفیت کی بنیاد پر زوال کو وقت مکروہ تحریمی کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے مکروہ وقت نصف النہار حقیقی اور نصف النہار عرفی کے درمیان کا وقت ہے۔

☆ الگ الگ شہروں میں، الگ الگ موسم کے اعتبار سے سایۂ اصلی بھی مختلف ہوتا ہے۔

☆ دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی سردی کے موسم میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم۔

☆ جو شہر بالکل خطِ استِوا کے قریب واقع ہیں، ان میں سایۂ اصلی کم ہوتا ہے۔

☆ بعض جگہ بعض موسم میں جب سورج بالکل سر کے اوپر ہوتا ہے تو سایۂ اصلی بالکل ہوتا ہی نہیں۔ جیسے مکہ معظّمہ میں ۲۷؍مئی سے ۳۰ مئی تک، اسی طرح ۱۵؍جولائی سے ۱۸؍جولائی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا۔

☆ دن بھر میں سورج کا جو سفر ہوتا ہے، اس کی تین منزلیں ہیں (۱) مشرق سے بیچ آسمان تک (۲) بیچ آسمان میں مُستویٰ یعنی ہموار ہو کر پھر ڈھلنے تک (۳) بیچ آسمان سے مغرب کی سمت تک۔

☆ جب سورج پہلی منزل کے آخری لمحات میں ہو، اس وقت ہموار زمین پر ایک بالکل سیدھی لکڑی ستون کی شکل میں نصب کر دیں اور لکڑی کا سایہ غور سے دیکھیں۔ اس وقت لکڑی کا سایہ مغرب کی طرف پڑے گا اور آہستہ آہستہ گھٹتا جائے گا۔

☆ جب تک سایہ گھٹ رہا ہے، اس وقت تک نصف النہار نہیں ہوا۔

☆ تھوڑی دیر بعد وہ سایہ گھٹنا بند ہو جائے تب نِصفُ النَّہار شرعی شروع ہوتا ہے۔ اس وقت لکڑی کا سایہ مغرب کی طرف بالکل نہ ہوگا بلکہ لکڑی کی شمال کی جانب اور مشرق کی طرف جھکا ہوا ہوگا اور یہی سایۂ اصلی ہے۔

☆ اب یہ سایہ نِصفُ النَّہار عرفی یعنی زوال کے شروع ہوتے ہی مشرق کی طرف بڑھنا شروع ہوگا اور بڑھتے بڑھتے یہ سایہ لکڑی کے سایۂ اصلی کے علاوہ لکڑی سے دوگنا ہو جائے گا۔ اس وقت تک ظہر کا وقت رہے گا۔

☆ مثال کے طور پر لکڑی کی لمبائی دو فٹ ہے، نصف النہار کے وقت سایۂ اصلی آدھے فٹ پر تھا تو سایۂ اصلی آدھے فٹ میں لکڑی کا ڈبل یعنی چار فٹ جوڑ دیں، یعنی ساڑھے چار فٹ سایہ ہونے تک ظہر کا وقت رہے گا۔

☆ جیسے ہی سایہ ساڑھے چار فٹ پر پہنچ جائے گا، ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔

عصر کا وقت

☆ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد یعنی سایۂ اصلی کے علاوہ دوگنا سایہ ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے تک عصر کا وقت ہوتا ہے۔

☆ ہمارے ملک میں عصر کا وقت کم از کم ایک گھنٹہ ۳۵؍منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶؍منٹ ہے۔

مغرب کا وقت

☆ سورج غروب ہونے کے بعد سے شَفَق کے غروب ہونے تک مغرب کا وقت ہوتا ہے۔

☆ سورج ڈوبنے کے بعد پچھّم کی طرف جو سُرخی ہوتی ہے اس کے ڈوبنے کے بعد، مغرب

سے اتر اور دکھن کی طرف ایک سفیدی پھیل جاتی ہے۔ مذہبِ اَحناف میں اُسی سفیدی کا نام شفق ہے۔

☆ ہمارے ملک میں یہ وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵/منٹ ہوتا ہے۔

☆ ہر دن فجر اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

عِشا اور وِتر کا وقت

☆ شفق کے ڈوبنے کے بعد سے صبحِ صادق تک عشا اور وتر کا وقت ہوتا ہے۔

☆ شفق کے ڈوبنے کے بعد مشرق ومغرب کی لمبائی میں پھیلی ہوئی جو سفیدی ہوتی ہے، اُس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ صبحِ کاذب کی طرح ہے۔

☆ عشا اور وتر کا وقت اگرچہ ایک ہی ہے مگر پھر بھی ان میں ترتیب فرض ہے، یعنی عشا سے پہلے وتر پڑھ لی تو نہ ہوئی۔

☆ جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق کے ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جائے (جیسے بلغار اور لندن کہ ان جگہوں پر ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں، جن میں عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشا اور وتر کی قضا پڑھیں۔

☆☆☆

درس (۱۲)

نماز کے مُستحب اوقات

☆ فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب خوب اجالا ہو جائے اور زمین روشن ہو جائے، اس وقت نماز شروع کرے۔

☆ تاخیر اس حد تک مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کرکے ترتیل کے ساتھ چالیس سے ساٹھ آیت دوبارہ پڑھ سکے۔

☆ حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں بالکل شروع وقت میں فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔

☆ عورتوں کے لیے فجر کی نماز اولِ وقت میں پڑھنا مستحب ہے، باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں جب مردوں کی جماعت ختم ہو جائے تو پڑھیں۔

☆ سردی اور بہار کے موسم میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ گرمی اور پت جھڑ کے دنوں میں تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے، چاہے تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ۔

☆ گرمیوں میں ظہر کی جماعت شروع وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت میں نماز پڑھنے کے لیے جماعت چھوڑنا جائز نہیں۔

☆ جمعہ کا مستحب وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔

☆ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے۔ زردی آنے سے مراد وہ وقت ہے کہ سورج پر بغیر کسی تکلف کے نگاہ ٹھہرنے لگے۔

☆ آج کے زمانے کے حساب سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج میں زردی اس وقت آ جاتی ہے جب غروب کو بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں۔

☆ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ مستحب وقت کے دو حصے کرکے دوسرے حصے میں پڑھی جائے۔

☆ عصر کی نماز مستحب وقت میں شروع کی مگر اتنا طول دیا کہ مکروہ وقت آ گیا تو اس میں کراہت نہیں۔

☆ بادل کے دنوں کے علاوہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنا ہمیشہ مستحب ہے۔

☆ مغرب کی نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

☆بغیر عذر (مرض وسفر وغیرہ) اتنی تاخیر سے مغرب کی نماز پڑھنا کہ تارے جھلملانے لگیں، مکروہ تحریمی ہے۔

☆عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے۔

☆عشا کی نماز سے پہلے سونا اور عشا کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے۔ ضروری باتیں اور قرآن کی تلاوت، ذکر، دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔

☆اسی طرح طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان ذکر الٰہی کے علاوہ ہر بات مکروہ ہے۔

☆جس کو بیدار ہونے پر مکمل اعتماد ہو، اس کے لیے رات کے آخری حصہ میں وِتر پڑھنا مستحب ہے۔ ورنہ سونے سے پہلے ہی پڑھ لے، پھر اگر آخری حصہ میں آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے، وتر کا اعادہ جائز نہیں۔

☆بادل کے دنوں میں عصر اور عشا میں تعجیل (جلدی پڑھنا) مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر مستحب ہے۔

☆حج کے دنوں میں عرفہ میں ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں پڑھی جائیں گی اور مزدلفہ میں مغرب اور عشا عشا کے وقت میں۔

☆عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ باقی اور کسی بھی صورت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔

☆اگر عذر یا بیماری کی وجہ سے اس طرح پڑھے کہ ایک نماز کو اس کے اخیر وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں پڑھے جب کہ حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت ہی میں ادا ہو جائیں تو درست ہے۔

نماز کے لیے مکروہ اوقات

☆طلوع، غروب اور نصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض، نہ واجب، نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا، اسی طرح سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو بھی جائز نہیں۔

☆اس روز کی فجر کی نماز نہ پڑھی ہو، تو اگرچہ سورج ڈوبتا ہو، پڑھ لے۔ مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔

☆طلوع سے مراد سورج کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نظر نہ ٹھہر سکے۔ اس کی مقدار کنارہ چمکنے سے تقریباً ۲۰ منٹ تک ہے۔

☆غروب سے مراد جب سورج پر نگاہ ٹھہرنے لگے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا وقت ہے۔ یہ وقت بھی تقریباً ۲۰ منٹ ہے۔

☆نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی اور نصف النہار حقیقی کے درمیان کا حصہ ہے۔ اس کی مقدار ۳۹ سے ۴۷ منٹ ہے۔

☆جنازہ اگر مکروہ وقتوں میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں، کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ پہلے سے جنازہ تیار رکھا ہوا ہو اور تاخیر کی یہاں تک کہ مکروہ وقت آگیا۔

☆مکروہ وقتوں میں اگر آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ مکروہ وقت ختم ہو جائے۔ اگر مکروہ وقت ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے۔

☆اگر غیر مکروہ وقت میں آیت سجدہ پڑھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ان وقتوں میں قضا نماز ناجائز ہے، اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور غیر مکروہ وقتوں میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر گنہ گار ہوگا۔

☆ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں۔ لہٰذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ کامل میں قضا کرے۔ اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوا اور اب

قضا واجب نہیں۔

☆ان وقتوں میں قرآن کی تلاوت کرنا بھی بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہے۔

نفل نماز کے لیے بارہ مکروہ وقت

☆بارہ وقتوں میں نفل نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک:

☆طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک فجر کی دو رکعت سنّت کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک اگرچہ کتنا ہی وقت باقی رہ گیا ہو، کوئی نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆فجر کی سنت اگر نہ پڑھ سکا تھا، فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک پڑھنے کی اجازت نہیں۔

☆فجر کی فرض سے پہلے فجر کی سنت شروع کر کے فاسد کر دیا، فرض نماز پڑھنے کے بعد اس کی قضا پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔

(۲) اقامت ہونے کے بعد سے نماز ختم ہونے تک:

☆نماز فجر کے علاوہ اور نمازوں کی جماعت کے لیے اقامت ہوئی تو اقامت سے لے کر جماعت کے ختم ہونے تک نفل اور سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆فجر کی نماز کے لیے اقامت ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ فجر کی سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

☆باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنے کا یقین ہو، سنت پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) عصر کی نماز کے بعد سے آفتاب زرد ہونے تک:

☆عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

☆نفل شروع کر کے توڑ دی تھی، اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے، قضا پڑھ لی تو کافی نہیں، اس کے ذمہ سے قضا ساقط نہیں ہوگی۔

(۴) غروبِ آفتاب کے بعد سے مغرب کی فرض نماز کے درمیان:

☆اس وقت بھی کسی قسم کی نفل نماز جائز نہیں۔

☆مغرب کی نماز کے بعد سُنن، نوافل اور ہر طرح کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) خطبۂ جُمعہ سے لے کر فرضِ جمعہ ختم ہونے تک:

☆جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کی نماز کے خطبہ کے لیے کھڑا ہو، اس وقت سے جمعہ کی فرض نماز ختم ہونے تک نفل نماز مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی اس وقت میں مکروہ ہیں۔

(۶) عین خطبوں کے وقت:

☆عین خطبوں کے وقت بھی نفل، سنت بلکہ اس وقت فرض، واجب، قضا، نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت بھی ناجائز ہے۔

☆صاحبِ ترتیب (بالغ ہونے سے اس وقت تک جس کی چھ یا اس سے زیادہ نمازیں فوت نہ ہوئی ہوں) کے لیے جمعہ کے خطبوں کے وقت قضا نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

☆جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کیلئے اپنی جگہ سے اٹھا، چاروں رکعتیں پوری کرلے۔

(۷) عیدین کی نمازوں سے پہلے:

☆عیدین کی نمازوں سے پہلے بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، چاہے گھر میں پڑھے یا عیدگاہ یا مسجد میں۔

☆ بعض جگہوں پر عیدین سے پہلے دو رکعت شکرانہ نماز رائج ہے یہ بھی مکروہ ہے۔

(۸) نماز عیدین کے بعد:

☆ عیدین کی نمازوں کے بعد عیدگاہ یا مسجد میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر گھر پر پڑھنا چاہے تو جائز ہے۔

(۹) عرفات میں ظہر وعصر کے درمیان:

☆ میدانِ عرفات میں جو جمع بین الصلاتین کرتے ہیں، یعنی ظہر اور عصر کو ایک ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان اور ان کے بعد بھی نفل وسنت پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰) مزدلفہ میں مغرب اور عشا کے درمیان:

☆ مزدلفہ میں جو مغرب اور عشا ایک ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان نفل اور سنت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اس کے بعد مکروہ نہیں۔

(۱۱) جب نماز کا وقت تنگ ہو:

☆ جب نماز کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ فجر اور ظہر کی سنتیں بھی مکروہ ہیں۔

(۱۲) جب دل بٹے:

☆ جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو، اسے دفع کیے بغیر ہر نماز مکروہ ہے۔ جیسے پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو لیکن اگر وقت کم ہے تو پڑھ لے۔

☆ کھانا سامنے آ گیا اور کھانے کی خواہش ہو، اس وقت بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

☆ ہر وہ چیز جو دل کو بانٹ دے اور خشوع میں خلل لاحق کر دے، اس کو دفع کیے بغیر نفل بلکہ ہر نماز مکروہ ہے۔

☆ فجر اور ظہر کے پورے وقت اول سے آخر تک بلا کراہت ہیں، یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھی جائیں، بالکل مکروہ نہ ہوں گی۔

☆☆☆

درس (۱۳)

اذان کا بیان

☆ شرعی اصطلاح میں اذان ایک خاص قسم کے اعلان کو کہتے ہیں جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں۔

☆ اذان کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ — اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ — اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ — اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ — حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ — حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ — لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ

☆ پنج وقتہ نمازیں اور جمعہ جب مستحب جماعت کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے۔

☆ اذان کا حکم واجب کے مثل ہے کہ اذان نہ کہی گئی تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

☆ مسجد میں اذان واقامت کے بغیر نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

☆ قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے۔

☆ اگر کوئی شخص گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کے لیے کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے۔

☆ اگر کوئی شخص شہر یا گاؤں سے باہر کھیت وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ گاؤں یا شہر سے اتنی قریب ہے کہ وہاں کی اذان یہاں سنائی دیتی ہو تو اس اذان پر یہاں باجماعت نماز پڑھ سکتا ہے مگر یہاں بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے۔

☆جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو اذان واقامت سے پڑھیں، اکیلے ہوں تو اذان واقامت نہ کہیں۔

☆وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ وقت سے پہلے اذان کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلی شروع ہوئی اور اذان کے دوران وقت ہو گیا تب بھی اذان کا اعادہ ضروری ہے۔

☆اذان کے لیے بھی مستحب وقت وہی ہے جو نماز کے لیے ہے۔ (ہر نماز کا مستحب وقت پیچھے ذکر ہو چکا ہے)

☆اگر شروع وقت میں اذان ہوئی اور اخیر وقت میں جماعت ہوئی تب بھی سُنّت ادا ہوگئی۔

☆فرائض کے علاوہ باقی تمام نمازوں، جیسے وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف اور دیگر نوافل میں اذان نہیں۔

☆بچے اور مغموم کے کان میں، مرگی والے، غصے والے، بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں، سخت لڑائی جھگڑے کے وقت جب آگ لگ جائے، میت کو دفن کرنے کے بعد، جن کی سرکشی کے وقت، مسافر کو رخصت کرنے کے بعد اور وبا کے زمانے میں اذان مستحب ہے۔

کس کی اذان صحیح؟

☆عورتیں اذان نہیں کہہ سکتیں، کہیں گی تو گنہ گار ہوں گی اور اذان کا اعادہ کیا جائے گا۔

☆عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان اور اقامت مکروہ ہے، اگر چہ جماعت سے پڑھیں مگر خود ان کی جماعت بھی مکروہ ہے۔

☆مُخنّث، فاسق اگر چہ عالم ہو، نشہ والے، پاگل، ناسمجھ بچے اور جُنُبی کی اذان مکروہ ہے۔ ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے گا۔

☆سمجھ دار بچے، غلام، اندھے، ولد الزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔

☆جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے، اگر چہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں، جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔

اذان کے متفرق مسائل

☆اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو نماز کے وقتوں کو پہچانتا ہو۔

☆مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، نیک، پرہیزگار، دین کی جان کاری رکھنے والا، باعزت، اذان پر مداومت کرنے والا اور ثواب کی نیت سے اذان کہنے والا ہو۔

☆اگر مؤذن نابینا ہو اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتا دے تو اس کا اور آنکھ والے کا اذان کہنا یکساں ہے۔

☆بہتر یہ ہے کہ مؤذن ہی امام ہو۔

☆اذان کے دوران مؤذن انتقال کر گیا یا اس کی زبان بند ہوگئی یا رک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہو گیا تو ان سب صورتوں میں سرے سے اذان کہی جائے، چاہے وہی کہے یا کوئی دوسرا۔

☆بیٹھ کر اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے، اگر کہہ دیا تو اذان دہرائی جائے۔

☆اذان کہتے وقت منہ قبلہ کی طرف ہو، دوسری طرف منہ کر کے اذان کہنا مکروہ ہے، اس اذان کو دہرایا جائے۔

☆اذان کے کلمات میں لحن حرام ہے، یعنی لفظ اللہ کے ہمزہ کو کھینچ کر آللہ کہنا، یا لفظ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبر کہنا، یا لفظ اکبر کی با کے بعد الف بڑھا کر اکبار پڑھنا حرام ہے۔

☆اذان کے کلموں کو موسیقی کے قواعد (تان بان) پر ڈھال کر گانا بھی حرام ہے۔

☆سنت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ پر کہی جائے کہ پڑوس والوں کو بھی سنائی دے اور بلند آواز سے کہے۔

☆طاقت سے زیادہ آواز بلند نہ کرے کہ مکروہ ہے۔
☆اذان مسجد کے باہر کہی جائے، مسجد میں اذان نہ کہے کہ مکروہ ہے۔
☆جمعہ کی اذانِ ثانی کا بھی یہی حکم ہے۔

اذان کیسی ہو؟

☆اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہیں، دونوں لفظ ''اللہ اکبر'' مل کر ایک کلمہ ہیں، لہٰذا پہلے لفظ اللہ اکبر کی را کے پیش کو دوسرے لفظ اللہ اکبر کے لام میں ملا کر پڑھیں اور ان دونوں کے بعد کچھ ٹھہریں۔
☆سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا جواب دے لے۔
☆سکتہ نہ کرنا مکروہ ہے اور ایسی اذان کا دہرانا مستحب ہے۔
☆اذان کے کلمات اوپر جس ترتیب سے لکھے گئے ہیں، اسی ترتیب سے اذان کہی جائے۔
☆اگر کچھ کلمات کو مقدم یا مؤخر کر دیے تو جتنے میں تقدیم و تاخیر ہوئی، انہیں دہرالیں، پوری اذان دہرانے کی ضرورت نہیں۔
☆تقدیم و تاخیر کی صورت میں اگر اذان نہ دہرائی اور نماز پڑھ لی تو نماز ہوگئی، اب دہرانے کی ضرورت نہیں۔
☆حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں جانب چہرہ گھمائیں، خواہ نماز کے لیے اذان دے رہے ہوں یا بچہ کے کان میں یا اور کسی وجہ سے۔ صرف چہرہ گھمائیں، پورا بدن نہ گھمائیں۔
☆فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔
☆اذان کہتے وقت دونوں کانوں کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈالنا مستحب ہے اور اگر دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیں تب بھی اچھا ہے مگر کانوں کے سوراخوں میں انگلی ڈالنا زیادہ بہتر ہے۔

اذان کے بعد مؤذن اور اذان سننے والے یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ۔
اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ۔
وَ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ۔ وَ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔
وَ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ٥

☆☆☆

درس (۱۴)

اقامت کے مسائل

☆اقامت بھی اذان ہی کی طرح ہے، یعنی اذان کے جو احکام پچھلے صفحات پر ذکر ہوئے، اقامت کے بھی وہی احکام ہیں۔
☆اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہا جائے۔
☆اقامت بھی بلند آواز سے کہی جائے گی مگر اذان کے جیسی بلند آواز نہ ہو بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے۔
☆اقامت کے کلمات جلد جلد کہے جائیں گے، بیچ میں سکتہ نہ کریں گے۔
☆اقامت کہتے وقت نہ کانوں پر ہاتھ رکھیں گے اور نہ کانوں میں انگلیاں ڈالیں گے۔
☆فجر کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی نہیں کہیں گے۔
☆اقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر نہ کہی جائے گی۔
☆اگر امام نے اقامت کہی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّٰی پر چلا جائے۔
☆اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں جانب چہرہ گھمائیں۔

☆ اقامت کی تاکید اذان سے زیادہ ہے کہ منفرد بھی فرض نماز کے لیے آہستہ اقامت کہے۔
☆ جس نے اذان کہی، اگر موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہے مگر بہتر یہ ہے کہ امام کہے۔
☆ مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے کوئی دوسرا کہہ سکتا ہے، اگر اس کی اجازت کے بغیر دوسرے نے کہا اور اس کو نا گوار ہو تو مکروہ ہے۔
☆ جنبی اور بے وضو شخص کی اقامت مکروہ ہے مگر اس کو دہرایا نہیں جائے گا، بہ خلاف اذان کے۔
☆ اقامت کے وقت اگر کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بیٹھ جائے جب اقامت کہنے والا حَیَّی عَلَی الْفَلاَحِ پر پہنچے تب کھڑا ہو۔
☆ امام اور جو لوگ مسجد میں پہلے سے موجود ہیں، وہ بھی اقامت کے وقت بیٹھے رہیں۔ جب تکبیر کہنے والا حَیَّی عَلَی الْفَلاَحِ پر پہنچے تب کھڑے ہوں۔

اذان و اقامت کے اہم مسائل

☆ مسافر نے اذان و اقامت دونوں نہ کہی یا اقامت نہ کہی تو مکروہ ہے۔
☆ اگر صرف اقامت پر اکتفا کیا تو کراہت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ اذان بھی کہے۔ اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ساتھ وہیں موجود ہوں۔
☆ شہر کے باہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اقامت نہ کہی تو مکروہ ہے۔ اذان نہ کہی تو حرج نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے۔
☆ محلہ کی مسجد جس کے لیے امام متعین ہو اور جماعت کا وقت بھی متعین کیا جاتا ہو، اس میں جب پہلی جماعت مسنون طریقے پر ہو چکی تو دوبارہ اذان کہنا مکروہ ہے۔
☆ بغیر اذان کے اگر دوسری جماعت قائم کی جائے تو امام اس جگہ نہ کھڑا ہو جہاں پہلا امام کھڑا تھا کہ یہ مکروہ ہے۔ کچھ دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو کہ امتیاز رہے۔
☆ محلہ کی مسجد کے علاوہ اور کسی جگہ مثلاً سڑک، بازار، اسٹیشن وغیرہ پر جماعت کریں تو ہر جماعت

کے لیے الگ الگ اذان اور اقامت افضل ہے اور ہر امام ایک ہی جگہ کھڑے ہو سکتا ہے۔
☆ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ دوسری جماعت کا امام پہلی جماعت کے امام کے مصلّٰی پر نہ کھڑا ہو، لہٰذا مصلّٰی ہٹا کر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، جہاں پہلا امام کھڑا ہوا تھا۔ یہ محض جہالت ہے بلکہ اس جگہ سے دائیں یا بائیں ہٹنا چاہیے، مصلّٰی اگرچہ وہی ہو۔
☆ اذان اور اقامت کے دوران گفتگو کرنا ناجائز ہے۔
☆ اذان یا اقامت کہہ رہا تھا کہ کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے، سلام ختم کرنے کے بعد بھی جواب دینا واجب نہیں۔

اذان و اقامت کے جواب کے مسائل

☆ جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔
☆ حَیَّی عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّی عَلَی الْفَلاَحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہیں بلکہ اتنا اور اضافہ کرے مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ۔
☆ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَ بِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہیں۔
☆ جنبی اور بے وضو شخص بھی اذان کا جواب دے۔
☆ حیض و نفاس والی عورت، خطبہ سننے والے، نماز جنازہ پڑھنے والے، جماع میں مشغول شخص اور قضائے حاجت میں مشغول شخص اذان کا جواب نہ دے۔
☆ جب اذان ہو یا اقامت کہی جائے تو سلام، بات چیت، سلام کا جواب اور ہر قسم کے کام موقوف کر دیں، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دیں۔
☆ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر (معاذ اللہ) خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔

☆راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے اور جواب دے۔

☆اقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اذان ہی کی طرح ہے، صرف فرق یہ ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ کہیں گے یا اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا وَ جَعَلَنَا مِنْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اَحْیَاءً وَّ اَمْوَاتًا۔

☆اگر کوئی شخص کئی اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی اذان کا جواب دینا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

☆اذان کے وقت اگر کسی وجہ سے جواب نہ دے سکا تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو اب دے لے۔

☆خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔

☆جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَ الْبَصَرِ۔

☆نماز کی اذان کے علاوہ دوسری اذانوں کا بھی جواب دیا جائے، جیسے بچہ کے کان میں دی جانی والی اذان۔

تثویب کا حکم

☆اذان کے بعد دوبارہ نماز کا اعلان کرنے کو تثویب کہتے ہیں۔

☆فقہائے کرام نے تثویب کو مُستَحسن قرار دیا ہے۔

☆اس کے لیے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں بلکہ جس جگہ جو مشہور ہو وہاں کے لیے وہی تثویب ہے۔

☆عام طور پر یہ الفاظ رائج ہیں "اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃ" یا "قَامَتْ قَامَتْ" یا "اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَ سَلَّمَ"۔

☆مغرب کی اذان کے بعد تثویب نہیں کہی جائے گی۔ اگر دو بار کہہ لیں تب بھی کوئی حرج نہیں۔

اذان و اقامت میں وقفہ

☆اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے، اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے۔

☆مغرب میں صرف تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے برابر وقفہ کیا جائے۔

☆مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر ٹھہرے کہ جو لوگ جماعت کے پابند ہیں، آجائیں۔

☆جو لوگ جماعت کے پابند ہیں، ان کے انتظار میں بھی اذان و اقامت میں اتنا وقفہ نہ کیا جائے کہ مکروہ وقت آجائے۔

☆☆☆

درس (۱۵)

نماز کی شرطیں

☆نماز صحیح ہونے کے لیے چھ باتیں شرط ہیں کہ جب تک یہ باتیں نہ پائی گئیں، نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (۱)طہارت (۲)ستر عورت (۳)اِستِقبال قبلہ (۴)وقت (۵)نیت (۶)تکبیر تحریمہ۔

☆ہر ایک کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

☆☆☆

طہارت کا بیان

☆نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) نجاستِ حقیقیہ، یعنی بدن یا کپڑے پر نجاست غلیظہ یا خفیفہ کا لگ جانا۔ (۲) نجاست حکمیہ، یعنی غسل واجب ہو جانا یا وضو ٹوٹ جانا اور اس کو حدث بھی کہتے ہیں۔

☆ حدث کی دو قسمیں ہیں (۱) حدثِ اکبر (۲) حدثِ اصغر۔

☆ جن چیزوں سے غسل واجب ہوجاتا ہے، ان کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

☆ جو چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں ان کو حدثِ اصغر کہتے ہیں۔

☆ نمازی کے بدن، کپڑے اور اس جگہ کا جہاں وہ نماز پڑھ رہا ہے، حدثِ اکبر، حدثِ اصغر اور نجاستِ حقیقیہ سے پاک ہونے کو طہارت کہتے ہیں۔

☆ جس قدر نجاست کو پاک کیے بغیر نماز نہیں ہوگی، اتنی نجاست کو دور کرنا نماز کے لیے شرط ہے۔ مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ یا نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جسم یا کپڑے پر لگی ہو تو اس کا پاک کرنا نماز کے لیے شرط کہلائے گا۔ اس سے کم میں لگی ہو تو پاک کرنا سنت ہے۔

☆ جتنی نجاست کا پاک کرنا نماز کے لیے شرط ہے، اس کو قدرِ مانع کہتے ہیں۔

☆ کسی کا غالب گمان یہ تھا کہ وہ بے وضو ہے، اسی حالت میں نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ بے وضو نہ تھا، اس کی نماز نہ ہوئی۔

☆ نمازی اگر کوئی ایسی چیز لیے ہوئے نماز پڑھ رہا ہے کہ اس کے ہلنے سے وہ چیز بھی ہلتی ہو، اس چیز پر اگر قدر مانع نجاست لگی ہو تو نماز نہ ہوگی۔ مثلاً چادر کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے ہوئے نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا کونہ اس کے بدن سے الگ ہے مگر اس میں نجاست لگی ہے تو نماز نہ ہوگی۔

☆ اگر نجاست قدرِ مانع سے کم ہے تب بھی مکروہ ہے۔ مثلاً نجاستِ غلیظہ اگر درہم کے برابر ہے تو مکروہِ تحریمی اور درہم سے کم ہے تو خلافِ سُنّت ہے۔

☆ چھت، خیمہ، سائبان وغیرہ اگر نجس ہوں اور نمازی کے کھڑے ہونے کی صورت میں وہ نجس حصہ اس کے سر سے لگے تب بھی نماز نہ ہوگی۔

☆ نماز کے دوران اگر اس کا کپڑا یا بدن بہ قدرِ مانع ناپاک ہوگیا اور تین تسبیح کے برابر وقفہ ہوگیا تو نماز نہ ہوئی۔

☆ نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں نماز شروع کرلی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جدا کیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

☆ نمازی کے بدن سے جنبی یا حیض ونفاس والی عورت کا بدن ملا رہا، یا اس کی گود میں کسی جنبی یا حیض ونفاس والی عورت نے سر رکھ دیا تو نماز ہوجائے گی۔

☆ نمازی کے بدن پر نجس کبوتر یا کوئی نجس پرندہ بیٹھا تو نماز ہوجائے گی۔

☆ جس جگہ نماز پڑھے، اس کے پاک ہونے سے مراد جس جگہ پر سجدہ کررہا ہو یا قدم پڑ رہے ہوں، ان جگہوں کا پاک ہونا ہے۔ جس چیز پر نماز پڑھ رہا ہو اس کے سب حصوں کا پاک ہونا نماز کے لیے شرط نہیں ہے۔

☆ نمازی کے ایک پیر کے نیچے درہم کے برابر نجاست ہے یا دونوں پیروں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ ملانے پر ایک درہم کے برابر ہوجاتی ہے تو نماز نہ ہوگی۔

☆ پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ تو نماز ہوجائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے مگر بلاضرورت یہ بھی مکروہ ہے۔

☆ سجدہ میں ہاتھ یا گھٹنا نجس جگہ ہونے سے نماز نہ ہوگی۔ اگر ہاتھ نجس جگہ ہو اور ہاتھ پر سجدہ کیا تب بھی نماز نہ ہوگی۔

☆ آستین کے نیچے نجاست ہے اور اسی آستین پر سجدہ کیا نماز نہ ہوگی، اگرچہ نجاست ہاتھ کے نیچے نہ ہو بلکہ چوڑی آستین کے خالی حصہ کے نیچے ہو۔

☆ آستین اگرچہ موٹے کپڑے کی ہو، فاصل نہ سمجھی جائے گی۔

☆ موٹا کپڑا نجس جگہ بچھا کر نماز پڑھی کہ نجاست کا رنگ یا بو محسوس نہ ہو تو نماز ہوجائے گی

کہ یہ کپڑا نمازی اور نجاست کے درمیان فاصل ہو جائے گا کیوں کہ یہ نمازی کے بدن کا تابع نہیں۔

☆ چوڑی آستین کا خالی حصہ سجدہ کرنے میں نجاست کی جگہ پڑے اور وہاں پر ہاتھ، پیشانی وغیرہ نہ ہوں تو نماز ہو جائے گی، اگر چہ آستین باریک ہو کہ اب نجاست کو نمازی کے بدن سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ اگر سجدہ کرنے میں دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں تو کوئی خرابی نہیں۔

☆ اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جو ستر کے کام میں نہیں آ سکتا یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو تو نماز نہ ہوئی۔

☆ اگر شیشہ پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگر چہ ظاہر ہو رہی ہو، نماز ہو جائے گی۔

سترِ عورت

☆ ''ستر'' کا معنی ہے چھُپانا اور ''عورت'' بدن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے۔ سترِ عورت کا معنی ہے بدن کے اس حصہ کو چھُپانا جس کا چھپانا شرعاً فرض ہے۔

☆ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر، تنہائی میں ہو یا کسی کے سامنے۔

☆ بلا ضرورت ستر کھولنا کسی صورت میں جائز نہیں۔

☆ ستر عورت نماز کیلئے شرط ہے، یعنی بدن کے اس حصہ کو چھپائے بغیر نماز شروع ہی نہیں ہو سکتی۔

☆ مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں مگر گھٹنے داخل ہیں۔

☆ عورت کے لیے پورا بدن چھپانا فرض ہے، سوائے پانچ اعضا کے (۱) چہرہ (۲، ۳) دونوں ہتھیلیاں (۴، ۵) دونوں پیروں کے تلوے۔

☆ عورت کے لیے لٹکے ہوئے بال، گردن اور کلائیاں بھی چھپانا ضروری ہے۔

☆ اگر کسی نے اندھیرے مکان میں ستر عورت کے بغیر نماز پڑھی، اگر چہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا کپڑا موجود ہے جو ستر کے کام آ سکتا ہے تو نماز نہ ہوگی۔

☆ عورت جب خلوت میں ہو اور نماز کی حالت میں نہ ہو تو اس کے لیے سارا بدن چھپانا واجب نہیں بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک چھپانا واجب ہے۔

☆ محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے۔

☆ نماز کی حالت میں، خواہ خلوت میں ہو یا کسی کے سامنے پڑھے، مذکورہ پانچ اعضا کے علاوہ پورا بدن چھپانا واجب ہے۔

☆ غیر محرم کے سامنے نماز کے علاوہ میں پورے بدن، چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کو بھی چھپانے کا حکم ہے۔

☆ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کیلئے کافی نہیں، اس کو پہن کر نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔

☆ دوپٹہ سے اگر عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

☆ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا نماز کے علاوہ میں بھی حرام ہے۔

☆ موٹا کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہو کہ دیکھنے سے اعضا کی ہیئت معلوم ہوتی ہو، ایسے کپڑے میں نماز تو ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو دیکھنا جائز نہیں۔

☆ جس کپڑے سے بدن کی ہیئت معلوم ہوتی ہو، جیسے آج کے زمانے میں چُست چوڑی دار پائجامہ، ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے بھی پہننا منع ہے، عورتوں کو تو بہ درجۂ اولیٰ منع ہے۔

☆ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضروری ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے۔

☆اگر پاک کپڑے ہیں، یا ناپاک کپڑے کو پاک کرنے پر قدرت ہے، اس کے باوجود ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔

☆نماز کے علاوہ نجس کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو۔

☆اگر کپڑے پر ایسی نجاست لگی ہو جو چھوٹ کر بدن پر لگ جائے گی تو پاک کپڑا ہوتے ہوئے اس کو پہننا درست نہیں۔

☆اگر پاک کپڑا نہ ہو اور پاک کرنے پر قدرت بھی نہ ہو تو نماز اور غیر نماز میں وہی نجس کپڑا پہننا واجب ہے۔

☆جن اعضا کو چھپانا فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہوگئی۔ اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا تب بھی نماز ہوگئی۔ اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا یا جان بوجھ کر کھولا، اگرچہ فوراً چھپا لیا تب بھی نماز نہیں ہوگی۔

☆نماز شروع کرتے وقت عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہا اور اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

☆چند اعضا میں کچھ کچھ حصے کھلے رہے جو ہر عضو کی چوتھائی سے کم ہیں مگر سب کو ملانے پر ان کھلے ہوئے اعضا میں سب سے چھوٹے کی چوتھائی کے برابر ہے تو نماز نہ ہوگی۔ جیسے عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو دونوں کو ملا کر کان کی چوتھائی کے برابر ہو جائے گا، اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔

☆ستر کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اپنی نظر بھی ان اعضا پر نہ پڑے، لہٰذا اگر کسی نے لمبا کرتا پہنا اور اس کا گریبان کھلا ہوا ہے کہ اگر گریبان سے جھانکے تو اعضا دکھائی دیتے ہیں تب بھی نماز ہو جائے گی، اگرچہ نماز کی حالت میں جان بوجھ کر جھانکنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆دوسروں سے اعضا کو چھپانے کا یہ مطلب ہے کہ اِدھر اُدھر سے نہ دیکھ سکیں تو اگر کسی شریر

نے نیچے سے جھک کر اعضا کو دیکھ لیا تو نماز میں کوئی خرابی نہیں۔

☆☆☆

درس (۱۶)

مرد کے نو (۹) اعضائے عورت

☆مرد کے اعضائے عورت نو ہیں۔ (۱) عضو تناسل اپنے تمام اجزا یعنی حَشفہ، قصبہ، قُلفہ کے ساتھ۔ (۲) دونوں خُصیے مل کر ایک عضو ہے۔ (۳) پاخانہ کا مقام۔ (۴، ۵) دونوں سرینیں الگ الگ عورت ہیں۔ (۶، ۷) دونوں رانیں الگ الگ عورت ہیں۔ (۸) ناف کے نیچے سے عضو تناسل کی جڑ تک اور پیٹھ کی جانب اور دونوں کروٹوں میں اسی کی سیدھائی میں سب مل کر ایک عورت ہے۔ (۹) پاخانہ کی جگہ اور دونوں خصیوں کے درمیان کی جگہ ایک مستقل عورت ہے۔

عورت کے تیس (۳۰) اعضائے عورت

☆عورت کے اعضائے عورت کل تیس ہیں۔ (۱) سر، یعنی پیشانی کے اوپر سے گردن کی شروعات تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، عام طور پر جتنے حصے میں بال جمتے ہیں۔ (۲) لٹکے ہوئے بال۔ (۳، ۴) دونوں کان الگ الگ عورت ہیں۔ (۵) گردن، اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶، ۷) دونوں شانے الگ الگ عورت ہیں۔ (۸، ۹) دونوں بازو الگ الگ عورت ہیں اور ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰، ۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک الگ الگ عورت ہیں۔ (۱۲) سینہ، یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستانوں کی نچلی حد تک، دونوں پستانوں کے درمیان کی جگہ اس میں شامل ہے۔ (۱۳، ۱۴) دونوں ہاتھوں کی پیٹھ۔ (۱۵، ۱۶) دونوں پستانیں جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا تھوڑی اٹھی ہوں کہ سینہ سے الگ ہیئت نہ پیدا ہوئی ہو تو سینہ ہی میں شمار کی جائیں گی۔ (۱۷) پیٹ، یعنی سینے کے نیچے سے ناف کی نچلی حد تک، ناف بھی

پیٹ ہی میں شمار کی جائے گی۔(۱۸)پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینے کے مقابل سے کمر تک۔ (۱۹)دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے۔(نوٹ: بغل کے نیچے سینہ کی نچلی حد تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا حصہ شانوں میں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے نیچے کا جو حصہ کمر تک ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں شامل ہے)(۲۰،۲۱)دونوں سرینیں الگ الگ عورت ہیں۔(۲۲)پیشاب کا مقام۔ (۲۳)پاخانہ کا مقام۔(۲۴،۲۵)دونوں رانیں، گھٹنے بھی ان میں شامل ہیں۔ (۲۶)ناف سے لے کر شرمگاہ تک کا حصہ اور اس کے مقابل پیٹھ کی جانب کا حصہ مل کر ایک عورت ہے۔(۲۷،۲۸)دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت الگ الگ عورت ہیں۔ (۲۹،۳۰)دونوں تلوے الگ الگ عورت ہیں۔

☆مرد وعورت کے یہ اعضائے عورت جو گنائے گئے، ان میں سے کسی کی چوتھائی کھل گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

☆عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں مگر فتنہ کی وجہ سے غیر محرموں کے سامنے منہ کھولنا منع ہے، اسی طرح غیر محرموں کا اس کی طرف دیکھنا بھی جائز نہیں اور چھونا تو اور سختی سے منع ہے۔

☆اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے۔

☆دوسرے جائز کپڑے ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

☆اگر کوئی شخص اپنا سارا جسم سر کے ساتھ کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی، اگر اس سے سر کو باہر نکال لے تو نماز ہو جائے گی۔

استقبالِ قبلہ

☆استقبال قبلہ کا معنی ہے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرنا اور دوران نماز کعبہ ہی کی طرف منہ ہونا۔

☆نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ کیا جائے، کعبہ کی طرف محض رخ ہو۔ اگر کسی نے (معاذ اللہ) کعبہ کے لیے سجدہ کیا تو حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر عبادت کی نیت کی تو کفر کیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کفر ہے۔

☆استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبہ کی طرف منہ ہو یا اس کی جہت میں منہ ہو۔

☆کعبۂ معظّمہ کے اندر نماز پڑھی تو جس طرف چاہے رخ کرے۔ کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی مگر اس کی چھت پر چڑھنا منع ہے۔

☆اگر صرف حطیم کی طرف منہ کیا کہ مقابل میں کعبۂ معظّمہ نہ آیا تو نماز نہ ہوگی۔

☆کعبہ کی طرف منہ ہونے کا یہ معنی ہے کہ چہرے کا کوئی حصہ کعبہ کی طرف ہو تو اگر قبلہ سے چہرہ کچھ پھر گیا مگر کچھ حصہ باقی ہے تو نماز ہو جائے گی۔

☆اس کی مقدار ۴۵/ڈگری ہے کہ اگر ۴۵/ڈگری سے زیادہ چہرہ قبلہ کی سمت سے پھر گیا تو نماز نہ ہوگی۔

☆کعبہ کی عمارت قبلہ نہیں بلکہ جس جگہ پر اس وقت کعبہ ہے، اس کی فضا ساتویں زمین سے لے کر عرش تک قبلہ ہی ہے۔

☆اگر کسی نے کوئیں کے اندر یا پہاڑ کی بلندی پر چڑھ کر اس فضا کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا تو ہو جائے گی۔

☆جو شخص قبلہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہے، اس کے لیے جس طرف ممکن ہو، رخ کر کے نماز پڑھ لے، نماز ہو جائے گی اور اعادہ بھی ضروری نہیں۔

☆ قبلہ سے عاجز ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ مثلاً اتنی طاقت نہیں کہ اس طرف منہ کر سکے اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو اسے گھما سکے، اس کے پاس اپنا یا دوسرے کی امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو، وغیرہ۔

☆ چلتی ہوئی کشتی یا ہوائی جہاز میں نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کہتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے، پھر جیسے جیسے وہ گھومتے جائیں، یہ بھی اپنا منہ پھیرتا رہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔

اگر قبلہ معلوم نہ ہو

☆ اگر قبلہ کی سمت معلوم نہیں، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے، نہ اس جگہ مسجد اور محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج ستارے نکلے ہوں یا نکلے تو ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تَحَرِّی کرے۔ یعنی سوچے اور اندازہ لگائے۔ پھر جس طرف قبلہ ہونے پر دل جمے، اسی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

☆ تحری کر کے نماز پڑھی پھر پتہ چلا کہ قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھی تب بھی نماز ہوگئی۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

☆ ایسا شخص اگر تحری کیے بغیر کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے نماز نہ ہوئی، اگرچہ حقیقت میں قبلہ ہی کی طرف منہ کیا ہو۔

☆ اگر بے تحری نماز پڑھ لیا اور قبلہ کی طرف منہ ہونا نماز کے بعد یقین کے ساتھ معلوم ہوا تو نماز ہوگئی۔

☆ اگر نماز کے بعد اس کے قبلہ کی سمت ہونے کا گمان ہو، یقین نہ ہو، یا نماز کے دوران اسی سمت کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ ہو، نماز نہ ہوئی۔

☆ تحری کے وقت جس طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، اس کے علاوہ کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھا تو نہ ہوگی، اگرچہ جس طرف اس نے رُخ کر کے نماز پڑھا، وہی قبلہ کی سمت ہے، اگرچہ نماز

کے بعد یقین کے ساتھ اس کو معلوم ہوا کہ یہی سمتِ قبلہ ہے۔

☆ اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے نہ پوچھا اور خود تحری کر کے کسی طرف رخ کر کے پڑھ لیا تو اگر جس طرف منہ کر کے نماز پڑھا، وہی قبلہ کی سمت ہے تو نماز ہوگئی، ورنہ نہیں۔

☆ جاننے والے سے پوچھا، اس نے نہیں بتایا، اس نے تحری کر کے پڑھ لی۔ اب نماز کے بعد اس نے بتایا تو نماز ہوگئی، اگرچہ اس نے کسی بھی سمت منہ کر کے نماز پڑھا۔

☆ اگر مسجد یا محراب موجود ہے مگر اس نے ان کا اعتبار نہ کیا، یا سورج یا چاند کو دیکھ کر اندازہ کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور تحری کر کے نماز پڑھی تو اگر درحقیقت قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھا تھا تو نماز ہوگئی، ورنہ نہ ہوئی۔

☆ ایک شخص تحری کر کے ایک طرف نماز پڑھ رہا تھا، دوسرے کو اس کی پیروی جائز نہیں بلکہ یہ بھی تحری کرے، ورنہ اس کی نماز نہ ہوگی۔

☆ تحری کر کے پڑھ رہا تھا کہ نماز کے دوران رائے بدل گئی یا دوسری سمت کا قبلہ ہونا معلوم ہو گیا تو فوراً گھوم جائے۔ اسی طرح اگر چار رکعت چار سمت منہ کر کے پڑھا تب بھی کوئی خرابی نہیں۔ اگر نہ گھما یہاں تک کہ تین تسبیح کی مقدار وقفہ ہو گیا تو نماز نہ ہوئی۔

☆ نمازی نے قبلہ سے بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف پلٹ گیا، نماز فاسد ہوگئی۔

☆ اگر بلاقصد پھرا اور تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہوا تو نماز ہوگئی۔

☆ قبلہ سے صرف منہ پھیرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے نماز فاسد نہ ہوئی مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

وقت

☆ وقت کی مکمل تفصیل پچھلے اسباق میں گزر چکی لہٰذا ہم اس کا اعادہ نہیں کر رہے ہیں۔

درس (۱۷)

نیت کے مسائل

☆ نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔صرف جاننا نیت نہیں جب تک کہ دل میں پکا ارادہ نہ کرے کہ میں یہ کام کرنے جارہا ہوں۔

☆ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں۔جیسے اگر دل میں ظہر کی نماز پڑھنے کا پکا ارادہ کیا مگر زبان سے نیت کے الفاظ دہراتے وقت لفظ عصر نکل گیا تو ظہر کی نماز میں کوئی خرابی نہیں۔

☆ نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی شخص پوچھے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے تو بغیر سوچے ہوئے، فوراً بتادے۔اگر یہ کیفیت نہیں تو اس کو نیت نہیں کہیں گے اور نماز نہ ہوگی۔

☆ زبان سے نیت کے الفاظ دہرالینا مستحب ہے اور اس میں عربی کی تخصیص نہیں، فارسی یا اردو میں بھی کہہ سکتا ہے۔

☆ زبان سے نیت کے الفاظ دہراتے وقت ماضی کا صیغہ استعمال کریں، یعنی نَوَیْتُ یا ''میں نے نیت کی'' کہیں، مضارع کے صیغے نہ استعمال کریں، یعنی اَنْوِیْ یا ''میں نیت کرتا ہوں'' نہ کہیں۔

☆ تکبیر تحریمہ یعنی لفظ اللہ اکبر کہتے وقت نیت کا دل میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

☆ نماز شروع کرنے کے بعد دل میں اس نماز کا ارادہ کیا تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ کہنے کے بعد لفظ اکبر سے پہلے نیت کی تب بھی نماز نہ ہوگی۔

☆ فرض میں فرض کی، سنت میں سنت کی، نفل میں نفل کی، تراویح میں تراویح کی اور دیگر نوافل میں ان کی نیت کرے۔

☆ نفل نماز کے لیے صرف نماز کی نیت کی تب بھی کافی ہے۔

☆ فرض نماز پڑھتے وقت ان نمازوں کا فرض ہونا جاننا بھی ضروری ہے۔

☆ جس وقت کی فرض نماز پڑھ رہا ہے، نیت میں اس وقت کی تعیین بھی ضروری ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ اگر وقت کی تعیین نہ کی اور یہ نیت کی کہ اس وقت جو نماز فرض ہے، اس کو ادا کرنے کی

میں نیت کر رہا ہوں تب بھی نماز ہوجائے گی۔مگر جمعہ میں جمعہ کی تعیین ضروری ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ نماز کا وقت ختم ہوگیا اور اس نے یہ نیت کی کہ اس وقت جو نماز فرض ہے، اس کو ادا کرنے کی میں نے نیت کی تو اس کی نماز نہ ہوگی، اگرچہ اس کو وقت کا ختم ہونا معلوم نہ ہو۔

☆ صرف یہ نیت کرنا کہ آج کی فرض نماز پڑھ رہا ہوں، کافی نہیں جب تک کہ ظہر، عصر، مغرب وغیرہا کی تعیین نہ کرے۔

☆ بہتر یہ ہے کہ نیت میں یہ کہے کہ ''میں نے آج کے دن کی فلاں نماز کی نیت کی''۔اگر اس طرح نیت کی تو اگرچہ وقت خارج ہوگیا ہو، نماز ہوجائے گی۔

☆ نیت میں رکعت کی تعداد متعین کرنا کوئی ضروری نہیں۔اگر بھول کر ظہر میں تین رکعت اور مغرب میں چار رکعت کہہ دیا تب بھی نماز ہوجائے گی۔

☆ فرض نمازیں قضا ہوئی ہوں تو ان کو ادا کرنے میں دن کی تعیین کرنا ضروری ہے کہ پیر کے دن کی ظہر یا منگل کے دن کی عصر وغیرہ۔اس صورت میں مطلق قضا کی نیت کرنا کافی نہیں۔

☆ اگر ایک ہی نماز قضا ہے تو دن معین کرنے کی بھی ضرورت نہیں، صرف نماز کی تعیین کافی ہوگی۔

☆ اگر بہت سی نمازیں قضا ہوگئی ہیں اور تاریخ وغیرہ بھی معلوم نہیں تو اس طرح نیت کریں ''میرے ذمہ جو سب سے پہلی فجر کی نماز رہ گئی ہے، میں نے اس کو ادا کرنے کی نیت کی۔'' وغیرہ۔

☆ کسی کے ذمہ اتوار کی نماز تھی مگر اس کو گمان ہوا کہ سنیچر کی ہے اور اس کی نیت سے نماز پڑھی، بعد میں معلوم ہوا کہ اتوار کی تھی تو قضا ادا نہ ہوئی۔

☆ ظہر کا وقت باقی تھا، اس نے گمان کیا کہ ختم ہوگیا ہے، اب قضا کی نیت سے پڑھا، یا

وقت تو ختم ہو گیا مگر اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور ادا کی نیت سے پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔ مگر اس میں اس دن کی تخصیص ضروری ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ مقتدی یہ نیت کرے کہ میں اس امام کی اقتدا کر رہا ہوں یا یوں کہے ”پیچھے اس امام کے“، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ امام بھی امامت کی نیت کرے، ورنہ جماعت کا ثواب نہ پائے گا مگر امام اور مقتدی دونوں کی نماز ہو جائے گی۔

☆ مقتدی نے صرف یہ نیت کی کہ ”امام جو نماز پڑھ رہا ہے، وہی میں بھی پڑھ رہا ہوں“ اور اقتدا کی نیت نہ کی تو نماز نہ ہوگی، ہاں اگر نیت یہ کی کہ ”جو نماز امام کی وہی میری نماز، پیچھے اس امام کے“ تو نماز ہو جائے گی۔

☆ جمعہ پڑھتے وقت یہ نیت کیا کہ ”جو نیت امام کی وہی نیت میری، پیچھے اس امام کے“ تو نماز ہوگئی، چاہے امام جمعہ پڑھ رہا تھا یا ظہر۔

☆ امام کی اقتدا کے ساتھ ظہر کی نیت کی اور امام جمعہ پڑھ رہا تھا یا جمعہ کی نیت کی اور امام ظہر پڑھ رہا تھا تو نماز نہ ہوگی۔

☆ امام جس وقت مصلّی پر گیا، مقتدی نے اس وقت اقتدا کی نیت کر لی، اگرچہ تکبیر کے وقت نیت حاضر نہ تھی، اس کی نماز صحیح ہے، بہ شرطے کہ اس درمیان کوئی نماز کے منافی عمل نہ پایا گیا ہو۔

☆ اقتدا کی نیت میں یہ جاننا ضروری نہیں کہ امام کون ہے۔

☆ اگر نیت کیا کہ اس امام کے پیچھے (اور وہ اس کو زید سمجھتا ہے) پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو نماز صحیح ہے۔

☆ اگر یہ نیت کی کہ میں زید کی اقتدا کی نیت کرتا ہوں، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو نماز

صحیح نہ ہوگی۔

☆ بہتر یہ ہے کہ امام کے نام کی تعیین نہ کرے بلکہ یہ کہے ”پیچھے اس امام کے“۔ اسی طرح نماز جنازہ میں بھی یہ نہ تعیین کرے کہ فلاں (نام کے ساتھ) میت کے جنازہ کی نماز بلکہ یہ نیت کرے کہ ”اس میت کے جنازہ کی نماز“۔

☆ نماز جنازہ کی نیت یہ ہے، ”نماز اللہ کے لیے اور دعا اس میت کے لیے“۔

☆ مقتدی کو شبہہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت تو یہ کہہ لے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جس پر امام نماز پڑھتا ہے۔

☆ چند جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھے تو ان کی تعداد معلوم ہونا ضروری نہیں اور اگر اس نے معین کر لی اور جو تعداد اس نے معین کی جنازے اس سے زیادہ تھے تو کسی جنازے کی نہ ہوئی۔ یہ حکم مقتدی اور امام دونوں کے لیے یکساں ہے۔

☆ واجب نمازوں میں واجب کی نیت کریں اور اس کو متعین بھی کریں، مثلاً نماز عید الفطر، عید الاضحیٰ، نذر وغیرہ۔

☆ وتر میں صرف وتر کی نیت کافی ہے، ہاں وتر میں واجب کی نیت بھی کر لے تو زیادہ بہتر ہے۔

☆ سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر اور سجدۂ سہو کرتے وقت بھی نیت کرنا اور سجدے کی تعیین کرنا بھی ضروری ہے۔

☆ نیت میں ابتدا کا اعتبار ہے۔ تو اگر فرض نماز کو فرض کی نیت سے شروع کی، پھر درمیان میں یہ گمان ہوا کہ نفل ہے تو فرض ادا ہو گیا۔ اسی طرح نفل نماز کو نفل کی نیت سے شروع کی، پھر درمیان میں یہ گمان ہوا کہ فرض ہے تب بھی نفل نماز ادا ہوگئی۔

☆ نماز کے دوران اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی، زبان سے کچھ نہ کہا یا کوئی ایسا کام نہ کیا جو نماز کو فاسد کرنے والا ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی بلکہ وہ اسی طرح نماز میں ہے۔

☆ نماز خالصاً اللہ کے لیے شروع کی، پھر (معاذ اللہ) دل میں ریا پیدا ہوگئی تو نماز ہو جائے گی، یعنی فرضیت ادا ہو جائے گی، اگرچہ ثواب سے محرومی ہے۔

☆ نماز کے لیے ریا کی دو صورتیں ہیں (۱) لوگوں کے سامنے ہے تو پڑھ لیا، ورنہ پڑھتا نہیں۔ (۲) لوگوں کے سامنے ہے تو اچھی طرح پڑھ رہا ہے، ورنہ یہ کیفیت نہیں رہتی۔ پہلی صورت میں کل ثواب سے محرومی ہے، دوسری صورت میں اصل نماز کا ثواب ملے گا مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ البتہ مگر دونوں صورتوں میں نماز ہو جائے گی۔

☆ نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہا تھا، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال آیا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتا تھا کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا تو اس کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کرے۔

☆☆☆

درس (۱۸)

تکبیر تحریمہ

☆ لفظ "اللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔

☆ نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن (فرض) ہے باقی تمام نمازوں میں شرط ہے۔

☆ تکبیر تحریمہ کہتے ہی نماز شروع ہو جاتی ہے، اگرچہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

☆ لفظ اللہ اکبر کہنے سے پہلے سے نماز ختم کرنے تک نماز کی باقی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

نماز کا طریقہ

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پیروں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح لے جائیں کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ پھر نیت کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ

نیچے لا کر ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثنا پڑھیں:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ
وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

پھر تعوذ یعنی **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ** پھر تسمیہ یعنی **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں اور آمین آہستہ کہیں۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھیں یا ایک آیت جو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو۔ اب اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور گھٹنوں کو ہاتھ سے اس طرح پکڑ لیں کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں، انگلیاں خوب پھیلی ہوں، پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو، اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** کہیں، پھر **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو اس کے بعد **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ** کہیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ناک پھر پیشانی رکھیں اس طرح کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین پر جمائیں اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھیں، دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں، ہتھیلیاں بچھی ہوں، انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم سے کم تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہیں پھر سر اٹھائیں پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جائیں اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھیں پھر **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں اور پہلے کی طرح سجدہ کر کے پھر سر اٹھائیں پھر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جائیں، اب صرف **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** پڑھ کر قراءت شروع کریں پھر پہلے کی طرح رکوع، سجدہ کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائیں اور تشہد پڑھیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوٰ اتُ وَ الطَّيِّبَاتُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

(ترجمہ) تمام تحیتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت نازل ہو اور برکتیں، ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشہد پڑھتے ہوئے جب کلمۂ لا کے قریب پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائیں اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دیں اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائیں مگر اس کو ہلائیں نہیں اور کلمۂ اِلَّا پر گرادیں اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرلیں۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑے ہوں اور اسی طرح پڑھیں مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْدُ کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ اب آخری قعدہ جس کے بعد نماز ختم کریں گے، اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

(ترجمہ) اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر

جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

پھر دعاے ماثور پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ تَوَالَدَ وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

(ترجمہ) اے اللہ! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو، ان میں سے جو زندہ ہوں اور جو مر گئے، بے شک تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے، اپنی رحمت کے صدقے میں، اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

یا یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ ارْحَمْنِيْ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

(ترجمہ) اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

یا یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ ٥

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے ہر قسم کے خیر کا سوال کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔

یا کوئی اور دوسری دعائے ماثورہ پڑھیں۔ اس کے بعد داہنے مونڈھے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہیں پھر بائیں طرف، اب نماز پوری ہوگئی۔

☆☆☆

درس (۱۹)

فرائض نماز

نماز میں سات باتیں فرض ہیں، ان کو نماز کے ارکان بھی کہتے ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجود (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) خروج بِصُنْعِہٖ۔

اب ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ کریں:

تکبیر تحریمہ: تکبیر تحریمہ درحقیقت نماز کی شرط ہے مگر چوں کہ نماز کے دوسرے افعال سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں بھی اس کا شمار ہوتا ہے۔

☆ نماز کے تمام شرائط کا تکبیر تحریمہ سے پہلے پایا جانا ضروری ہے۔ اگر اللہ اکبر کہہ چکا اور کوئی ایک شرط بھی مفقود ہے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔

☆ جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے بھی قیام فرض ہے۔ ان نمازوں میں اگر کسی نے بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہا پھر کھڑا ہوگیا تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔

☆ امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا اور تکبیر اس وقت ختم ہوئی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائیں، نماز نہ ہوگی۔

☆ مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر لفظ اکبر امام سے پہلے ختم کر دیا تو نماز نہ ہوئی۔

☆ یقین کے ساتھ یہ معلوم نہیں کہ اس نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی یا امام کے بعد تو اگر غالب گمان یہ ہے کہ امام کے بعد کہی تو نماز ہو جائے گی۔ اگر غالب گمان کسی طرف نہیں تو

احتیاط یہ ہے کہ نماز توڑ کر پھر سے تکبیر تحریمہ کہے۔

☆ جو شخص تکبیر نہ کہہ سکتا ہو، یعنی گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو تو تلفظ واجب نہیں، محض دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے۔

☆ لفظ اللہ کے ہمزہ کو کھینچ کر آللہ کہنا، اسی طرح لفظ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبر کہنا، یوں ہی لفظ اکبر کی با کے بعد الف بڑھا کر اکبار پڑھنا حرام ہے۔

☆ پہلی رکعت کا رکوع مل گیا تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔

قِیام

☆ کم سے کم قیام یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

☆ قیام قراءت کی مقدار ہے، یعنی جتنی مقدار میں قراءت کی فرضیت ادا ہو جائے، اتنی دیر کا قیام فرض، جتنی دیر میں واجب قراءت کر سکے، اتنی دیر کا قیام واجب، جتنی دیر میں سنت قراءت کر سکے، اتنی دیر کا قیام سنت۔

☆ یہ مقدار پہلی رکعت کے علاوہ اور رکعتوں کے لیے ہے۔ پہلی رکعت میں فرض کی مقدار تکبیر تحریمہ سے لے کر فرض قراءت کرنے تک اور سنت قراءت کی مقدار پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ اور تسمیہ پڑھنے کی مقدار کو بھی شامل ہے۔

☆ قیام و قراءت کا واجب و سنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے چھوڑنے سے واجب یا سنت کا چھوڑنا لازم آئے گا، ورنہ اس کے ادا کرنے میں جتنی دیر قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی، سب فرض ہی کی ادائیگی شمار کی جائے گی اور اس پر فرض ہی کا ثواب پائے گا۔

☆ فرض، وتر، عیدین اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے کہ شرعی عذر کے بغیر اگر یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گا، نہ ہوں گی۔

☆قیام کی حالت میں بغیر کسی عذر کے ایک پیر زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔

☆اگر قیام کرسکتا ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا تو بہتر ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ایسی صورت میں کھڑے ہوکر بھی اشارے سے سجدہ کرتے ہوئے پڑھ سکتا ہے۔

☆جو شخص سجدہ تو کرسکتا ہے مگر سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے، وہ بھی بیٹھ کر اشارے سے پڑھے۔کھڑے ہوکر بھی اشارے سے سجدہ کرتے ہوئے پڑھ سکتا ہے۔

☆اگر کھڑے ہونے میں پیشاب کا قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور کسی صورت سے اس کو روک نہیں سکتا مگر بیٹھنے سے نہیں آتا تو فرض ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

☆اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑے ہوکر پڑھ سکتا ہے،ایسی صورت میں گھر میں ہی نماز پڑھے۔

☆کھڑے ہونے میں اگر ہلکی پھلکی تکلیف ہو تو قیام ساقط نہ ہوگا بلکہ پیچھے جو صورتیں بیان کی گئیں،انہیں کے پائے جانے کے وقت قیام ساقط ہوگا۔

☆اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہوکر پڑھے۔

☆اگر کچھ دیر ہی کھڑا ہوسکتا ہے،اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑے ہوکر اتنا کہہ لے، پھر بیٹھ جائے۔

☆آج کل عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہلکا سا بخار آیا، یا ہلکی سی تکلیف ہوئی تو لوگ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں جب کہ وہ کھڑے ہوکر پڑھ سکتے ہیں،ان کی نمازیں نہیں ہوتیں۔اسی طرح اگر خادم یا دیوار وغیرہ کا ٹیک لے کر پڑھ سکتے تھے مگر پھر بھی بیٹھ کر پڑھے تب بھی نماز نہ ہوئی۔ایسی نمازوں کو دہرانا فرض ہے۔

☆کشتی پر سوار ہے، وہ چل رہی ہے اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں چکر آنے کا غالب گمان ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

قراءت

☆فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنت، وتر اور نفل کی ہر رکعت میں امام اور منفرد کے لیے ایک آیت کی مقدار قرآن کی تلاوت کرنا فرض ہے۔

☆چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زیادہ کلمے ہوں،اس کے پڑھنے سے فرض ادا ہوجائے گا۔

☆قراءت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں کہ ہر حرف دوسرے حرف سے ممتاز ہوجائے۔

☆جن نمازوں میں تلاوت آہستہ کی جائے،ان میں بھی اتنی آواز ہو کہ اگر کوئی مانع یعنی شور و غل نہ ہو تو خود سن سکے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆سورتوں کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ایک پوری آیت ہے مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔

رکوع

☆اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

☆کُبڑا شخص جس کی پیٹھ اتنی جھکی ہوئی ہو کہ رکوع کی حد کو پہنچ گئی ہو، وہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

سُجود

☆زمین پر پیشانی اور ناک کی ہڈی جما دینے کو سجدہ کہتے ہیں۔

☆ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

☆سجدہ میں پیر کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا سجدہ کے لیے شرط ہے۔

☆اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پیر زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی بلکہ اگر

صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی تب بھی نماز نہ ہوئی۔

☆اگر کسی عذر کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے۔ پھر بھی ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔

☆صرف گال یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ ادا نہ ہوگا، چاہے عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے۔

☆کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی، یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔

☆مجمع بہت زیادہ ہے اور جگہ بالکل نہیں تو اس صورت میں اگر اپنی ران پر سجدہ کیا تب بھی نماز درست ہے۔ گھٹنے پر سجدہ کرنا کسی صورت میں درست نہیں۔

☆باجماعت نماز ہو رہی ہے اور بھیڑ بہت زیادہ ہے کہ بالکل جگہ نہیں، ایسی صورت میں کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جو اس جماعت میں شریک ہے تو درست ہے، ورنہ درست نہیں۔

☆عمامے کی پیچ پر سجدہ کیا، اگر پیشانی خوب جم گئی تو کوئی حرج نہیں، اگر خوب جمی نہیں بلکہ صرف چھو گئی اور دبانے سے اور دبے گی یا سر کا کوئی حصہ لگا تو سجدہ نہ ہوگا۔

☆ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوگا۔

☆کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا، اگر پیشانی کا زیادہ حصہ لگ گیا تو سجدہ ہوگیا، ورنہ نہیں۔

درس (۲۰)

قعدۂ اخیرہ

☆نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

☆پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا تو بیدار ہونے کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے،

ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆قیام، قرائت، رکوع، سجود میں بھی اگر شروع سے اخیر تک سوتا ہی رہا تو بیدار ہونے کے بعد ان کو دہرانا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور ایسی نماز میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ یہ کیفیت خاص کر تراویح، شبینہ وغیرہ میں ہوتی ہے۔

☆پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆چار رکعت والی فرض نمازوں میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا، بیٹھ جائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض باطل ہوگیا۔ اب ایک رکعت اور ملالے اور یہ چھ رکعتیں نفل ہوجائیں گی۔ اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆فجر میں دوسری رکعت کے بعد نہ بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا تب بھی فرض باطل ہوکر نفل ہوگیا۔ فجر میں ایک رکعت اور ملالے اور فجر، مغرب دونوں میں اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا باقی ہے اور کرلیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر تشہد کی مقدار بیٹھے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر تشہد واجب ہے۔ یعنی اگر سجدۂ سہو کرکے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہوگیا مگر گنہگار رہا۔ نماز کا اعادہ واجب ہے۔

خروج بِصُنعِہٖ

☆قعدۂ اخیرہ کے بعد قصداً نماز کے منافی کوئی کام کرکے نماز سے باہر نکلنے کو خروج بصنعہٖ کہتے ہیں۔

☆قعدۂ اخیرہ کے بعد لفظ سلام کہہ کے نماز سے باہر نکلنا واجب ہے، لہٰذا اگر اس کے علاوہ

کسی اور کام سے نماز سے باہر نکلنا چاہا تو نماز باطل اور واجب الاعادہ ہوگی۔

☆ نماز کے منافی کوئی بات بلا قصد پائی گئی تو نماز باطل ہو جائے گی، جیسے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہو گیا، یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ پٹی گر گئی وغیرہما۔

فرائض نماز کے متفرق مسائل

☆ قیام، رکوع، سجود اور قعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے۔ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو اگر اس قیام کے بعد دوبارہ رکوع کر لے گا اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے گا تو نماز درست ہوگی، ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

☆ جو باتیں نماز میں فرض ہیں، ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے۔

☆ امام سے پہلے اگر کوئی عمل کیا تو اگر امام کے ساتھ یا امام کے بعد اس کو دوبارہ کیا تب تو نماز صحیح ہوئی، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

☆ امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلے گیا، پھر امام کے رکوع یا سجدہ میں آنے سے پہلے اس نے سر اٹھا لیا، اب اگر امام کے ساتھ یا امام کے رکوع یا سجدہ کرنے کے بعد اس نے رکوع یا سجدہ کر لیا تو اس کی نماز درست ہوئی، ورنہ نہیں۔

☆ مقتدی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو۔ اگر اپنے امام کی نماز کو باطل سمجھتا ہے تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہیں ہوگی، اگرچہ امام کی نماز درست ہو۔

نماز کے واجبات

☆ کسی بات کا نماز میں واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جان بوجھ کر چھوڑنے سے نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہوگی۔ اگر بھول کر ان میں سے ایک یا کئی چھوٹ جائیں تو قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے (سجود سہو) کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

درج ذیل باتیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔ (۲) سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھنا۔ (۳) فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت، نفل اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت یا تین چھوٹی آیتیں ملانا۔ (۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔ (۵) الحمد اور سورت کے درمیان (آمین اور بسم اللہ کے علاوہ) کسی دوسری چیز کا نہ ہونا۔ (۶) قراءت کے فوراً بعد رکوع کرنا۔ (۷) ایک سجدے کے بعد فوراً دوسرا سجدہ کرنا۔ (۸) تعدیلِ ارکان یعنی سارے ارکان کو سکون و اطمینان سے ادا کرنا۔ (۹) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ (۱۰) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (۱۱) قعدۂ اولیٰ، اگرچہ نماز نفل ہو۔ (۱۲) ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا۔ (۱۳) فرض، واجب اور سُنَن مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد کچھ نہ پڑھنا۔ (۱۴) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، ایک لفظ بھی نہ چھوٹے، ورنہ واجب کا ترک کرنا لازم آئے گا۔ (۱۵) لفظ السلام دو بار کہنا۔ (۱۶) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۷) دعائے قنوت سے پہلے اللہ اکبر کہنا۔ (۱۸) عیدین کی چھوؤں تکبیریں۔ (۱۹) عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے کی تکبیر۔ (۲۰) امام کو ہر جہری نماز میں بلند آواز سے اور امام و منفرد دونوں کو ہر سری نماز میں آہستہ قراءت کرنا۔ (۲۱) ہر واجب اور فرض کا اس کی جگہ پر ادا کرنا۔ (۲۲) ہر رکعت میں ایک ہی مرتبہ رکوع کرنا۔ (۲۳) ہر رکعت میں دو ہی مرتبہ سجدہ کرنا۔ (۲۴) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ کرنا۔ (۲۵) آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ (۲۶) اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا۔ (۲۷) امام جب قراءت کرے، چاہے بلند آواز سے، چاہے آہستہ، اس وقت مقتدی کا چُپ رہنا۔ (۲۸) سوائے قراءت کے تمام چیزوں میں امام کی پیروی کرنا۔

☆ کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ آیت سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے میں بھول کر تین آیت یا اس سے زیادہ کی تاخیر ہو گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ پہلے سورہ پڑھا، پھر الحمدللہ تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ الحمدللہ اور سورہ کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار چُپ رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ الحمدللہ کا ایک لفظ بھی چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

☆ امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا تشہد پڑھے، پھر کھڑا ہو۔

☆ کسی رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا تو جب یاد آئے کر لے، اگرچہ سلام کے بعد یاد آئے اور نماز کے منافی کوئی کام نہ کیا ہو۔

☆ ایک رکعت میں بھول کر تین سجدے کیے، یا دو رکوع کیا یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

☆ فرض، وتر، سنن مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں اگر بھول کر تشہد کے بعد **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** یا **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا** یا اس سے زیادہ کہہ لیا تو سجدۂ سہو کرے۔

☆ اگر مقتدی نے قعدۂ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ کر ختم کر لیا تو اب خاموش رہے، درود، دعا وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔

☆ مسبوق (جماعت میں جس کی ایک یا کئی رکعت چھوٹ گئی ہو) قعدۂ اخیرہ میں تشہد کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت تک اس کو مکمل کرے، اگر سلام سے پہلے مکمل کر لیا تو اب کلمۂ شہادت دہراتا رہے۔

☆☆☆

درس (۲۱)

نماز کی سنتیں (۱)

(۱) تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا۔

(۲) ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا۔ (نہ بالکل ملائیں اور نہ تکلف کے ساتھ کشادہ رکھیں)۔

(۳) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔

(۴) تکبیر کے وقت سر نہ جھکانا۔

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا۔

(۶، ۷، ۸) تکبیر قنوت اور تکبیرات عیدین میں بھی کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔ ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔

☆ بغیر ہاتھ اٹھائے پوری تکبیر کہہ لی تو اب ہاتھ نہ اٹھائیں۔

☆ اللہ اکبر پورا کہنے سے پہلے یاد آ گیا تو ہاتھ اٹھا لیں۔

☆ عورتوں کے لیے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

☆ اگر کوئی شخص ایک ہی ہاتھ اٹھا سکتا ہے تو ایک ہی اٹھائے۔

(۹، ۱۰، ۱۱) امام کا بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سلام کہنا۔ اتنی بلند آواز سے کہے، جتنی کی ضرورت ہو، بلا ضرورت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔

☆ امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔

☆ اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچ پا رہی ہے تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے تاکہ نماز شروع ہونے اور انتقال کا حال سب کو معلوم ہو جائے۔

☆ مُکَبِّر اس جگہ سے تکبیر کہے، جہاں تک امام کی آواز بلا تکلف نہیں پہنچ سکتی۔ پہلی یا دوسری

صف میں کھڑے مُکَبِّر کو تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں۔

☆مُکَبِّر امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہے، یہ انتظار نہ کرے کہ امام تکبیر کہہ لے گا تو میں کہوں گا۔

☆مُکَبِّر نے تکبیر میں مد کیا تو امام اپنی تکبیر کہہ لینے کے بعد اس کا انتظار نہ کرے بلکہ اپنی تکبیر ختم کر کے امام تشہد وغیرہ شروع کر دے۔ انتظار میں اگر امام نے تین تسبیح کے برابر وقفہ کر دیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

☆بلاضرورت مقتدی کو بلند آواز سے تکبیر کہنا مکروہ اور بدعت ہے۔

☆تکبیر تحریمہ سے اگر صرف اعلان (آواز پہنچانا) مقصود ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اس طرح ہونا چاہیے کہ تکبیر تحریمہ سے تحریمہ اور بلند آواز سے اعلان مقصود ہو۔

(۱۲) تکبیر کے فوراً بعد ہاتھ باندھ لینا۔

☆مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھیں۔ چھنگلیاں اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھیں اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائیں۔

☆عورتیں بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دائیں ہتھیلی رکھیں۔

☆بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ کو سیدھا لٹکا لیتے ہیں، پھر باندھتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ تکبیر کے فورا بعد ہاتھ لٹکائے بغیر اپنی جگہ باندھ لیں۔

☆بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھیں تب بھی اسی طرح ہاتھ باندھیں۔

☆نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد سے چوتھی تکبیر تک ہاتھ باندھیں۔

☆عیدین کی تکبیرات میں ہاتھ نہ باندھیں۔

(۱۳، ۱۴، ۱۵) ثنا، تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) اور تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) پڑھنا۔ (۱۶) آمین کہنا۔ (۱۷) ان سب کا آہستہ ہونا۔

(۱۸، ۱۹، ۲۰) پہلے ثنا پڑھیں، پھر تعوذ، پھر تسمیہ۔

(۲۱) ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھیں، وقفہ نہ کریں۔

(۲۲) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھیں۔

☆امام نے بلند آواز سے قراءت شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے، اگرچہ دور ہونے کی وجہ سے امام کی آواز نہ سن پاتا ہو۔

☆امام آہستہ قراءت کرتا ہو تو مقتدی ثنا پڑھ لے۔

☆امام کو رکوع یا پہلے سجدے میں پایا تو اگر غالب گمان ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنے کے بعد بھی اس کو رکوع یا سجدے میں پالے گا تو ثنا پڑھ کر شامل ہو۔

☆اگر امام کو قعدہ یا دوسرے سجدے میں پایا تو بہتر ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔

☆نماز میں تعوذ اور تسمیہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی کے لیے قراءت نہیں، لہٰذا تعوذ و تسمیہ بھی مقتدی کے لیے مسنون نہیں۔

☆جس مقتدی کی کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرے تو تعوذ و تسمیہ بھی پڑھے۔

☆تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں مسنون ہے۔

☆سورۂ فاتحہ کے بعد اگر شروع سورت سے پڑھنا شروع کرے تو بسم اللہ مستحسن ہے۔

☆قراءت سری ہو یا جہری بہر حال بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے۔

☆اگر ثنا، تعوذ اور تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے، اس لیے کہ اب ان کا محل ہی نہیں۔

☆اگر ثنا پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثنا کا اعادہ نہیں۔

☆مسبوق (جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں) شروع میں ثنا نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعتیں پڑھنا شروع کرے، اس وقت پڑھ لے۔

☆فرض نمازوں میں نیت کے بعد اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ پڑھنا کوئی ضروری نہیں، اگر پڑھنا چاہیں تو وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کی جگہ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہیں۔

☆امام جب وَ لَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو مقتدی آہستہ سے آمین کہے۔

☆امام کی آواز اس کو نہ پہنچی مگر کسی مقتدی نے بلند آواز سے یا آہستہ آمین کہی تو یہ بھی آمین کہے۔

☆سری نماز میں امام نے آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ اس کی آواز سن لیا تو یہ بھی آمین کہے۔

(۲۳) عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا کہہ لیں اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لیں اور اعوذ باللہ چوتھی تکبیر کے بعد کہیں۔

(۲۴) رکوع میں تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا۔

☆رکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہتے وقت اگر ''ظ'' صحیح ادا نہیں کر سکتے ہیں تو سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْکَرِیْمِ کہیں۔

☆تین بار تسبیح کا ادنیٰ درجہ ہے، اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہیں تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر ہو۔

☆امام کے لیے پانچ بار تسبیح کہنا مستحب ہے۔

(۲۵، ۲۶) مردوں کو گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لینا اور انگلیاں کشادہ رکھنا۔

(۲۷، ۲۸) عورتوں کو محض گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ کرنا۔

☆آج کل اکثر مرد رکوع میں محض گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔

(۲۹) رکوع کی حالت میں دونوں پیروں کو سیدھا رکھنا۔

(۳۰) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

☆اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں، یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کریں تو اللہ اکبر سے شروع کریں اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کریں۔

☆کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت کو لمبی کرنا مکروہ تحریمی ہے جب کہ اس کو پہچانتا ہو۔

☆اگر آنے والے کو پہچانتا نہیں تو قراءت یا رکوع کو لمبا کرنا بہتر ہے کہ یہ نیکی پر مدد کرنا ہے۔

☆مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدی سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔

☆اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع یا سجدے سر اٹھالیا تو واپس لوٹنا واجب ہے، اگر نہیں لوٹے گا تو مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے گنہ گار ہوا۔

(۳۱) ہر تکبیر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی ''ر'' کو جزم کے ساتھ (اَکْبَرْ) پڑھنا۔

(۳۲) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھنا، یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

(۳۳) عورتیں رکوع میں تھوڑا جھکیں، یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں بلکہ صرف ہاتھ رکھ دیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھیں اور پاؤں جھکے ہوئے رکھیں، مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کر دیں۔

(۳۴) رکوع سے جب اٹھیں تو ہاتھ نہ باندھیں، لٹکا ہوا چھوڑ دیں۔

(۳۵) سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کی ''ہ'' کو ساکن کر کے (حَمِدَہْ) پڑھنا۔

☆☆☆

درس (۲۲)

نمازکی سنتیں (۲)

(۳۶) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا۔

(۳۷) مقتدی کو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔

(۳۸) منفرد کو دونوں کہنا۔

☆ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنا زیادہ بہتر ہے اور اس سے پہلے اَللّٰھُمَّ کا اضافہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۳۹، ۴۰) سجدے میں جانے کے لیے اور سجدے سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

(۴۱) سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔

(۴۲) سجدے میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا۔

(۴۳-۵۰) سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے رکھیں پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔

(۵۱، ۵۲) مرد کے لیے سجدے میں بازو کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا۔

(صف میں ہو تو بازو کو کروٹ سے جدا نہ کرے)

(۵۳) کلائیوں کو زمین پر نہ بچھانا۔

(۵۴) سجدے میں اعتدال کرنا۔

(۵۵-۵۸) عورتیں سمٹ کر سجدہ کریں، یعنی بازوؤں کو کروٹوں سے، پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں۔

(۵۹) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھیں، اگر کسی عذر کی وجہ سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتے ہوں تو پہلے داہنا رکھیں پھر بایاں۔

(۶۰) دونوں سجدوں کے درمیان بایاں پیر بچھا کر اور دایاں کھڑا رکھ کر تشہد کی طرح بیٹھنا۔

(۶۱) ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔

(۶۲) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا۔

(۶۳) ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

(۶۴) سجدہ میں دونوں پیروں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگے ہوئے ہونا۔

☆ ہر پیر کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب ہے۔

(۶۵، ۶۶) دونوں سجدے کرنے کے بعد اگلی رکعت کے لیے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا۔

☆ اگر کمزوری وغیرہ عذر کے سبب زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں تب بھی کوئی حرج نہیں۔

(۶۷-۷۰) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پیر بچھا کر، دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، داہنا قدم کھڑا رکھنا اور داہنے پیر کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا۔ (یہ مرد کے لیے ہے)

(۷۱، ۷۲) عورتیں دونوں پیر دائیں جانب نکال دیں اور بائیں سرین پر بیٹھیں۔

(۷۳، ۷۴) دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھنا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر۔

(۷۵، ۷۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ بالکل کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی۔ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہوں، البتہ گھٹنے نہ پکڑیں۔

(۷۷) التحیات میں جب کلمۂ شہادت پر پہنچیں تو انگلی سے اس طرح اشارہ کرنا کہ چھوٹی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لیں، انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنائیں، لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائیں، لفظ اِلَّا پر گرا دیں اور سب انگلیاں سیدھی کر لیں۔

(۷۸) قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھیں تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھیں بلکہ

گھٹنوں پر زور دے کر اٹھیں۔

☆ نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے، سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا بھی جائز ہے اور تین تسبیح کی مقدار چپ کھڑے رہے تب بھی نماز ہو جائے گی مگر خاموش نہ رہیں بلکہ کچھ نہ کچھ پڑھتے رہیں۔

(۷۹) دوسرے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا۔ افضل درود ابراہیمی ہے۔

درود ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

☆ فرض نماز میں قعدۂ اخیرہ کے علاوہ کہیں درود شریف نہیں پڑھا جائے گا۔

(۸۰) سنن غیر مؤکدہ اور نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

(۸۱) درود شریف کے بعد دعا پڑھنا۔

(۸۲) دعا عربی زبان میں پڑھیں، غیر عربی میں مکروہ ہے۔

☆ اپنے اور اپنے والدین اور اساتذہ کے لیے (جب کہ مسلمان ہوں) اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دعا مانگیں، خاص اپنے ہی لیے نہ مانگیں۔

☆ ماں، باپ اور اساتذہ جب کافر ہوں اور انتقال کر گئے ہوں تو ان کے لیے مغفرت کی دعا حرام ہے بلکہ بعض فقہا نے کفر بھی لکھا ہے۔ ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں۔

☆ وہ دعائیں جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں، ان کو دعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔

☆ نماز میں وہ دعا پڑھیں جو یاد ہو اور غیر نماز میں بہتر یہ ہے کہ وہ دعا کریں جو دل میں موجود ہو۔

(۸۳) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ہونا۔

(۸۴، ۸۵) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ دو بار کہنا۔

(۸۶، ۸۷) پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

☆ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت منہ اتنا پھیریں کہ اگر کوئی شخص پیچھے بیٹھا ہو تو اس کو دایاں اور بایاں رخسار دکھائی دے۔

☆ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنا مکروہ ہے، اسی طرح آخر میں وَبَرَکَاتُہٗ بھی نہیں ملانا چاہیے۔

(۸۸، ۸۹) امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے، دوسرے سلام میں پہلے کی بہ نسبت آواز کچھ پست رکھے۔

☆ امام نے سلام پھیرا تو مقتدی بھی فوراً سلام پھیر دے۔

☆ امام کے سلام پھیرنے تک اگر مقتدی تشہد پورا نہ کر سکا تھا تو واجب ہے کہ پہلے تشہد پورا کرے پھر سلام پھیرے۔

☆ جس کی ایک یا کئی رکعت چھوٹ گئی ہو، وہ شخص امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ امام کے سلام پھیرتے ہی اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

☆ امام کے سلام پھیرنے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہوا جب تک یہ خود بھی سلام نہ پھیرے یہاں تک کہ اگر اس نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے سلام پھیرنے سے پہلے قہقہہ لگا دیا تو اس کا وضو جاتا رہا۔

☆ مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں۔

☆ پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا اگرچہ علیکم نہ کہا ہو، اس وقت اگر کوئی

جماعت میں شریک ہوا تو اقتدا صحیح نہ ہوئی۔

☆امام داہنے سلام میں ان مقتدیوں کی نیت کرے جو دائیں طرف ہیں اور بائیں سلام سے بائیں طرف والوں کی۔ دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت کرے، جن کو اللہ عزوجل نے حفاظت کے لیے مقرر فرمایا۔

☆مقتدی بھی ہر طرف سے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور ان فرشتوں کی نیت کرے۔ مقتدی کے جس طرف امام ہو، اس طرف سلام پھیرتے وقت امام کی بھی نیت کرے اور اگر امام کے پیچھے بالکل سیدھائی میں ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے۔

(۹۰) سلام کے بعد امام کے لیے مستحب ہے کہ دائیں طرف رخ کر کے بیٹھ جائے، اسی طرح مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے بیٹھ سکتا ہے۔

☆کوئی مقتدی امام کے بالکل پیچھے نماز میں ہو، اگر چہ کسی پچھلی صف میں ہو تو امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھے۔

☆ظہر، مغرب اور عشا کے بعد امام مختصر دعاؤں پر اکتفا کر کے سنت پڑھے، زیادہ لمبی دعائیں نہ مانگے۔

☆فجر اور عصر کے بعد اختیار ہے جس قدر ذکر اور دعائیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے جب کہ مقتدیوں پر شاق نہ گزرے۔

☆سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ کچھ دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر پڑھے۔

☆اگر گھر جا کر بھی سنتیں پڑھے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

☆جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں فرض کے بعد گفتگو نہیں کرنا چاہیے سنتیں تو ہو جائیں گی مگر ثواب میں کمی ہوگی۔

☆فرض کے بعد سنتوں میں تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے، اسی طرح فرض اور سنت کے درمیان

بڑے بڑے اوراد و وظائف بھی پڑھنا مکروہ ہے۔

☆افضل یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک وہیں بیٹھے رہیں۔

درود سے متعلق مسائل

☆پوری زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے۔

☆جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خود لیں یا دوسرے سے سنیں، اس وقت درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

☆ایک مجلس میں اگر سو بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو سو بار درود شریف پڑھنا چاہیے۔

☆اگر نام اقدس لیے یا سنے اور اس وقت درود شریف نہ پڑھ سکے تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے درود شریف پڑھیں۔

☆جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھیں تو درود شریف ضرور لکھیں بلکہ بعض علما کے نزدیک اس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے۔

☆اکثر لوگ درود شریف کے بدلے ''صلعم'' یا ''عم'' یا آدھا ص (ص) یا آدھا عین (ع) لکھتے ہیں، یہ ناجائز اور سخت حرام ہے۔

☆رضی اللہ عنہ کی جگہ (رض) رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ (رح) بھی نہیں لکھنا چاہیے۔

☆گاہک کو سودا دکھاتے وقت، تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے ناجائز ہے۔

ان جگہوں پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے

ویسے تو جہاں تک ممکن ہو درود شریف پڑھتے رہنا چاہیے مگر خصوصیت کے ساتھ ان ۲۶ رمواقع پر درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ (۱) جمعہ کے دن (۲) جمعرات اور

جمعہ کی درمیانی رات (۳، ۴) صبح اور شام کے وقت (۵) مسجد میں جاتے وقت (۶) مسجد سے نکلتے وقت (۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے وقت (۸) صفا اور مروہ پر (۹) خطبہ میں (۱۰) اذان کے جواب کے بعد (۱۱) اقامت کے وقت (۱۲) دعا کے شروع میں، بیچ میں اور آخر میں (۱۳) دعائے قنوت کے بعد (۱۴) حج میں لبیک سے فارغ ہونے کے بعد (۱۵) کسی سے ملنے اور جدا ہونے کے وقت (۱۶) وضو کرتے وقت (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائیں اور یاد نہ آئے، اس وقت (۱۸) وعظ کہتے وقت (۱۹) پڑھنے کے وقت (۲۰) پڑھانے کے وقت (خصوصاً حدیث شریف پڑھتے وقت اول و آخر) (۲۱) سوال لکھتے وقت (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت (۲۳) تصنیف کے وقت (۲۴، ۲۵، ۲۶) نکاح، منگنی یا جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔

☆☆☆

درس (۲۳)

نماز کے مستحبات

(۱) قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ دیکھنا۔

(۲) رکوع میں قدموں کی پیٹھ کی طرف دیکھنا۔

(۳) سجدہ میں ناک کی طرف دیکھنا۔

(۴) قعدہ میں گود کی طرف دیکھنا۔

(۵) پہلے سلام میں دائیں شانے کی طرف دیکھنا۔

(۶) دوسرے سلام میں بائیں شانے کی طرف دیکھنا۔

(۷) جماہی آئے تو منہ بند کیے رہنا اور نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائیں اور اس سے

بھی نہ رکے تو قیام میں ہوں تو داہنے ہاتھ کی پیٹھ سے منہ ڈھانک لیں اور قیام کے علاوہ اور حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے منہ ڈھانک لیں۔ جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیا علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۸) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۹) عورت کے لیے کپڑے کے اندر مستحب ہے۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفع کرنا۔

(۱۱) جب مُکَبِّر، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہونا۔

(۱۲) جب مُکَبِّر، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہہ لے تو نماز شروع کر سکتے ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کریں۔

(۱۳) قیام میں دونوں پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا۔

(۱۴) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔

(۱۵) سجدہ زمین پر بغیر کسی حائل کے کرنا۔

☆☆☆

مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق

☆ جس طرح بالغ مرد پر نماز فرض ہے، اسی طرح بالغ عورت پر بھی نماز فرض ہے۔

☆ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت کو نماز پڑھنا حرام ہے، ان دنوں میں عورت کو نماز معاف ہے اور ان نمازوں کی قضا بھی نہیں۔

☆ مرد اور عورت کے نماز پڑھنے کے طریقے میں کچھ فرق ہے، وہ فرق ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

موضع فرق	تعداد	مرد کے لیے کیا حکم ہے؟	عورت کے لیے کیا حکم ہے؟
تکبیر تحریمہ	۱	☆ اپنی ہتھیلیاں آستین کے باہر رکھے۔	☆ اپنی ہتھیلیاں آستین یا چادر کے اندر چھپا کر رکھے۔
	۲	☆ اپنے دونوں ہاتھ کان تک اٹھائے۔	☆ اپنے دونوں ہاتھ صرف مونڈھوں تک اٹھائے۔
قیام	۱	☆ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔	☆ پستان (چھاتی) کے نیچے ہاتھ باندھے۔
	۲	☆ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے جوڑ پر رکھے، چھوٹی انگلی اور انگوٹھا کلائی کے اردگرد حلقہ کی شکل میں رکھے اور بیچ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی کلائی کی پیٹھ پر بچھادے۔	☆ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو پستان کے نیچے رکھ کر اس کی پیٹھ پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی رکھے۔
رکوع	۱	☆ پورا جھکے، اس طرح کہ پیٹھ خوب بچھائے کہ اگر پانی کا پیالہ بھر کر پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔	☆ صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔
	۲	☆ اپنا سر پیٹھ کے برابر رکھے، نہ نیچے جھکائے اور نہ اونچا اٹھائے۔	☆ اپنا سر پیٹھ سے اونچا رکھے۔
	۳	☆ ہاتھ پر ٹیک لگائے، یعنی وزن دے۔	☆ ہاتھ پر ٹیک نہ لگائے یعنی ہاتھوں پر وزن نہ دے۔
	۴	☆ گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے۔	☆ ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھے اور گھٹنے پکڑے نہیں۔
	۵	☆ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر انگلیاں خوب کھلی اور کشادہ رکھے۔	☆ ہاتھ کی انگلیاں کشادہ نہ کرے بلکہ ملی ہوئی رکھے۔
	۶	☆ اپنی ٹانگیں بالکل نہ جھکائے بلکہ بالکل سیدھی رکھے۔	☆ اپنی ٹانگیں جھکی ہوئی رکھے، مردوں کی طرح سیدھی نہ رکھے۔

موضع فرق	تعداد	مرد کے لیے کیا حکم ہے؟	عورت کے لیے کیا حکم ہے؟
سجدہ	۱	☆ پھیل کر اور کشادہ ہو کر سجدہ کرے۔	☆ سمٹ کر سجدہ کرے۔
	۲	☆ بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے اور ران کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔	☆ بازو کو کروٹ سے، پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملادے۔
	۳	☆ کلائیاں اور کہنیاں زمین پر نہ بچھائے بلکہ ہتھیلی زمین پر رکھ کر کلائیاں اور کہنیاں اوپر کو اٹھائے رکھے۔	☆ کلائیاں اور کہنیاں زمین پر بچھائے، یعنی زمین سے لگائے۔
جلسہ اور قعدہ	۱	☆ اپنا بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح کھڑا رکھے کہ تمام انگلیاں قبلہ رو ہوں۔	☆ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور بائیں سرین کے بل زمین پر بیٹھے۔
	۲	☆ اپنی ہتھیلیاں ران پر رکھے اور انگلیاں اپنی حالت پر چھوڑ دے، یعنی انگلیاں نہ کشادہ رکھے اور نہ ملی ہوئی رکھے۔	☆ اپنی ہتھیلیاں ران پر رکھے اور انگلیاں ملی ہوئی رکھے۔
آگے سے گزرنا	۱	☆ نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص آگے سے گزرے تو سبحان اللہ کہہ کر گزرنے والے کو متنبہ کرے۔	☆ نماز پڑھ رہی ہے اور کوئی آگے سے گزرے تو ہاتھ پر ہاتھ مار کر متنبہ کرے، اس کو شرعی اصطلاح میں "تصفیق" کہتے ہیں۔

نماز فجر	۱	☆نماز فجر میں اتنا اجالا ہونے تک تاخیر کرنا مستحب ہے کہ زمین روشن ہو جائے اور لوگ ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان لیں۔	☆نماز فجر اول وقت (اندھیرے) میں پڑھے۔ فجر کی نماز عورت، مردوں کی جماعت قائم ہونے سے پہلے پڑھے، باقی نمازوں میں مردوں کی جماعت کا انتظار کرے، یعنی مردوں کی جماعت ہونے کے بعد پڑھے۔
نماز جمعہ وعیدین	۱	☆مردوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے اور عیدین کی نماز واجب۔	☆عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز نہیں ہے۔ جمعہ کی جگہ ظہر کی نماز پڑھیں اور عیدین کی مطلقاً نہیں۔

نماز کے بعد کے اذکار وادعیہ

☆احادیث میں جو طویل ذکر اور وظیفے وارد ہیں، ظہر، مغرب اور عشا میں وہ سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، ان نمازوں میں سنت سے پہلے مختصر دعا کرنی چاہیے، ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک ذکر کرنے کی بہت فضیلت ہے۔

☆احادیث میں کسی دعا کے بارے میں جو تعداد وارد ہے، اس سے کم یا زیادہ نہ کریں، اس لیے کہ کمی اور زیادتی میں وہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ ذکر کرتے وقت اگر تعداد میں شک واقع ہو گیا تو پوری کر لیں۔

ہر نماز کے بعد

☆ہر نماز کے بعد تین بار **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ** پڑھیں۔

(ترجمہ) میں اپنے پروردگار اللہ عزوجل سے سے ہر گناہ کی معافی طلب کرتا ہوں اور اس کی

بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

☆آیت الکرسی پڑھیں۔

☆سورۂ ناس، سورۂ فلق اور سورۂ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں۔

☆۳۳/ بار **سُبْحٰنَ اللّٰہِ**، ۳۳/ بار **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** اور ۳۴/ بار **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھے۔

☆ایک مرتبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ** پڑھیں، اس سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لیے حمد ہے اور وہی سب کچھ کر سکتا ہے۔

☆ہر نماز کے بعد سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھ کر یہ پڑھیں اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَ الْحُزْنَ۔

(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہی بہت مہربان رحم والا ہے۔ اے اللہ! مجھ سے رنج وغم کو دور فرما۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَ لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا رَآدَّ لِمَا قَضَیْتَ وَ لَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔**

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا ملک ہے، اسی کے لیے حمد ہے اور وہی سب کچھ کر سکتا ہے۔ اے اللہ! جو تو نے عطا فرما دیا، اس کو کوئی روک نہیں سکتا جو تو نے روک دیا، اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا جو تو نے مقدر فرما دیا اسے کوئی پھیر نہیں سکتا اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**

وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ۔ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ۔

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لیے حمد ہے اور وہی سب کچھ کرسکتا ہے۔ ساری طاقتیں اور قوتیں اللہ ہی کو ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم سب اسی کی عبادت کرتے ہیں، سب نعمتیں اسی کی ہیں، وہی فضل والا ہے اور اسی کے لیے ساری ثنائیں ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے لیے دین کو خالص کیے ہوئے، اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

☆ فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر کریں، پھر آفتاب کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں۔ ان شاء اللہ اس پر حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔

☆ فجر اور عصر کے بعد بغیر پیر بدلے، بغیر بات کیے دس بار یہ پڑھیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ بِیَدِہِ الْخَیْرُ۔ یُحْیِی وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لیے حمد ہے، اسی کے دست قدرت میں ساری بھلائیاں ہیں اور وہی سب کچھ کرسکتا ہے۔

☆ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

(ترجمہ) اے اللہ! تیرا ذکر، تیرا شکر اور بہتر طریقے پر تیری عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔

☆☆☆

درس (۲۴)

نماز میں قراءت کے مسائل

☆ نماز میں قرآن کی تلاوت کرنے میں اتنی آواز ہونا ضروری ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو، یعنی شور وغل بھی نہ ہو اور نمازی سننے پر قادر بھی ہو تو خود اپنی آواز سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔

☆ فجر، مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ، عیدین، تراویح اور وتر (جب کہ رمضان میں باجماعت پڑھی جائے) کی ہر رکعت میں امام پر جہری قراءت کرنا واجب ہے۔

☆ مغرب کی تیسری رکعت، عشا کی تیسری اور چوتھی رکعت اور ظہر وعصر کی ہر رکعت میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

☆ جہر کا معنی یہ ہے کہ دوسرے لوگ یعنی وہ لوگ جو پہلی صف میں ہیں سن سکیں، یہ جہر کا ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔

☆ آہستہ پڑھنے (سری قرائت) کا یہ معنی ہے کہ خود سن سکے۔

☆ اس طرح پڑھنا کہ صرف ایک یا دو آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں، جہری نہیں بلکہ سری قراءت کہلائے گا۔

☆ ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے پڑھنا جو کہ اس کے لیے یا دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث ہو مکروہ ہے۔

☆ آہستہ پڑھ رہا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ ضروری نہیں۔

☆ ایک بڑی آیت (جیسے آیت الکرسی یا آیت مداینہ) اگر ایک رکعت میں اس میں سے

بعض پڑھا اور دوسری میں بعض تو جائز ہے جب کہ ہر رکعت میں جتنا پڑھا، وہ تین آیت کے برابر ہو۔

☆دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

☆رات کے نوافل اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے، چاہے تو جہری قراءت کرے چاہے تو سری کرے۔

☆رات کی نفل جماعت کے ساتھ پڑھے تو جہر واجب ہے۔

☆جہری نماز (جب کہ ادا پڑھے) میں منفرد کو اختیار ہے، چاہے تو جہری قراءت کرے، چاہے تو سری کرے اور جب قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

☆جہری کی قضا میں، اگرچہ دن میں ہو، امام پر جہر واجب ہے اور سری کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔

☆چار رکعت والی فرض نمازوں کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت پڑھنا بھول گیا تو بعد کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھنا واجب ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرنا ہوگا۔

☆پہلی یا دوسری رکعت میں سورت پڑھنا بھول گیا تو تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا بھول گیا تو تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت معاف ہو جائے گی۔ اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔

☆اگر جان بوجھ کر سورت نہیں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، اعادہ کرے۔

☆سورت ملانا بھول گیا اور رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے

اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں۔ اگر رکوع سے پہلے یاد آیا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے۔

☆فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھول گیا اور رکوع میں یاد آیا تو دوبارہ قیام کرے، سورۂ فاتحہ پڑھے، سورت ملائے پھر رکوع کرے۔

☆قرآن مقدس کی ایک آیت کا یاد کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

☆پورے قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔

☆سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ واجب عین ہے۔

☆ضروری فقہی مسائل جاننا فرض عین ہے اور ضرورت سے زیادہ سیکھنا پورے قرآن کے حفظ کرنے سے افضل ہے۔

☆اگر وقت ختم ہونے کا خوف ہو تو اگر سنن و مستحبات کی رعایت کے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے تو پڑھ لے۔

☆وقت اتنا تنگ ہے کہ واجبات کی رعایت نہیں کر پائے گا تو صرف فرائض پر اکتفا کر کے نماز پڑھے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے تو یہی کرے، اس سے نماز قضا کرنے کا گناہ نہ ہوگا مگر آفتاب بلند ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

☆فجر کی سنت پڑھنے میں اگر جماعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو صرف واجبات کا اقتصار کرے، ثنا، تعوذ وغیرہ ترک کرے اور رکوع سجود میں صرف ایک بار تسبیح پر اکتفا کرے۔

☆حضر (حالت اقامت) میں جب وقت تنگ نہ ہو تو امام و منفرد دونوں کے لیے سنت یہ

ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل (سورۂ حجرات اور سورۂ بروج کے درمیان کی سورتیں) پڑھیں، عصر وعشا میں اوساط مفصل (سورۂ بروج اور سورۂ لم یکن کے درمیان کی سورتیں) پڑھیں اور مغرب میں قصار مفصل (سورۂ لم یکن سے ختم قرآن تک کی سورتیں) پڑھیں۔

☆اگر مقتدیوں پر گراں ہوتو امام قراءت مسنونہ سے زیادہ نہ پڑھے۔

☆فرض نمازوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے مگر اتنی جلدی نہ کرے کہ سمجھ میں نہ آسکے، یعنی کم سے کم مدوغیرہ کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے، اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے، اس لیے کہ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔

☆آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد ادا ہونا تو بڑی بات ہے، قرآن کے الفاظ تک صحیح سے ادا نہیں کرتے اور اس جلدی پڑھنے پر آپس میں فخر محسوس کرتے ہیں، حالاں کہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر کوئی ایسا پڑھے تو سننا بھی نہیں چاہیے۔

☆پہلی رکعت کی قراءت دوسری رکعت سے کچھ زیادہ ہو یہی حکم جمعہ اور عیدین کا بھی ہے۔

☆دوسری رکعت کی قراءت پہلی رکعت سے لمبی کرنا مکروہ ہے جب کہ فرق ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہو۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو دوسری رکعت کی قراءت میں تین آیت کی زیادتی مکروہ ہے۔

☆اگر آیتیں چھوٹی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف اور کلمات کا اعتبار ہے۔

☆سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں، ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔

☆بغیر کسی عذر کے دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے۔

☆پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھی تو اب دوسری رکعت میں بھی وہی پڑھے یا ایک ہی سورت یاد ہے تو دونوں میں وہی پڑھے۔

☆نفل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں سورت کو بار بار پڑھنا، بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔

☆ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لیا تو دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد الٓمّ سے شروع کرے۔

☆فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں اسی سورت کی دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں تو اگر دونوں کے درمیان دو یا دو سے زیادہ آیتوں کا فصل ہے تو کوئی حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے۔

☆ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں، پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔

☆فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے مگر منفرد کے لیے کوئی حرج نہیں، بہ شرطے کہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتوں کا فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔

☆پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری رکعت میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر اس کے بعد کی سورت پڑھے تو مکروہ ہے۔ اگر درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کے پڑھنے سے دوسری رکعت کی قراءت پہلی رکعت سے لمبی ہو جائے گی تو کوئی حرج نہیں۔

☆قرآن مجید کا الٹا پڑھنا کہ پہلی رکعت میں جو سورت پڑھی، دوسری رکعت میں اس سے اوپر والی سورت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ کافرون پڑھی تو دوسری رکعت میں سورۂ فیل پڑھنا مکروہ ہے۔

☆بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم ترتیب کے خلاف پڑھنا جائز ہے۔

☆ بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے، اسی کو پورا کرے، اگر چہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔ مثلاً پہلی رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں بھول کر اَلَمْ تَرَ كَيْفَ یا تَبَّتْ يَدَا شروع کر دی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے۔

☆ ایک بڑی آیت کے مقابلے میں تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

☆☆☆

درس (۲۵)

قراءت میں غلطی ہو جانے کے مسائل

☆ قراءت میں دو طرح کی غلطی ہوتی ہے۔ (۱) جس سے معنی بگڑ جاتا ہے یا لفظ مہمل (بے معنی) ہو جاتا ہے۔ (۲) جس سے معنی نہیں بگڑتا۔ پہلی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ جو لوگ عربی سے واقف ہیں، اس فرق کو وہ بہ خوبی سمجھ سکتے ہیں۔

☆ اعرابی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ مثلاً لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ کو (ت کے زیر کے ساتھ) اَصْوَاتِكُمْ پڑھا۔

☆ اگر ایسی غلطی کیا کہ جان بوجھ کر اس کا اعتقاد رکھتے ہوئے جس کا پڑھنا کفر ہو تو نماز کا اعادہ کرے۔ مثلاً عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ (اس کا معنی ہے آدم علیہ السلام سے ان کے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی) کو عَصٰۤى اٰدَمَ رَبُّهٗ (جس کا معنی ہو جائے گا آدم علیہ السلام کے رب نے آدم علیہ السلام کی نافرمانی کی) پڑھنا۔

☆ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کو اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤَا پڑھنا، فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ میں ذال کو زیر دے کر الْمُنْذِرِيْنَ پڑھنا، اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں کاف کو زیر دے کر پڑھنا، اَلْمُصَوِّرُ کے واو کو زبر دے کر پڑھنا بھی اسی حکم میں ہے، لہٰذا ان

آیتوں میں احتیاط ضروری ہے۔

☆ جس حرف پر تشدید ہو اس پر تشدید نہ پڑھا، نماز ہو گئی مگر ایسا کرنا درست نہیں۔ جیسے اِيَّاكَ کو اِيَاكَ پڑھنا۔

☆ جس حرف پر تشدید نہیں اس پر تشدید پڑھا تب بھی نماز ہو جائے گی، مثلاً مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ کے ذال کو تشدید کے ساتھ كَذَّبَ پڑھنا۔

☆ کوئی کلمہ زیادہ کر دیا تو یہ دیکھیں گے کہ معنی فاسد ہوتا ہے یا نہیں، اگر چہ قرآن مقدس میں اس جیسی آیت نہ ہو، اگر معنی بدل جاتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، ورنہ نہیں۔

☆ اگر کسی نے اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا کے آگے وَّ جَمَالًا بڑھا کر لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا وَّ جَمَالًا پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی کہ معنی بدل گیا۔ اگر کسی نے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا کے آگے بَصِيْرًا بڑھا کر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا پڑھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ معنی فاسد نہ ہوا۔

☆ کسی کلمہ کو چھوڑ دیا تب بھی یہی حکم ہے کہ اگر معنی فاسد ہو جائے تو نماز نہ ہوگی اور اگر معنی فاسد نہ ہو تو نماز ہو جائے گی۔

☆ اگر کسی نے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا میں دوسرے سَيِّئَةٌ کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی کہ معنی میں کوئی فساد پیدا نہ ہوا اور اگر فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ میں لَا نہ پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی کہ اس کی وجہ سے معنی میں فساد پیدا ہوگا۔

☆ کوئی حرف کم کر دیا جس سے معنی فاسد ہو جائے، جیسے خَلَقْنَا کو بغیر خا کے (لَقْنَا) پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ حرف کم کرنے میں اگر معنی فاسد نہ ہو، مثلاً صرفی قاعدہ (ترخیم) کے شرائط کے مطابق حذف کیا، مثلاً یَا مَالِكُ سے یَا مَالُ پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔

☆ اگر ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھا جس سے معنی فاسد نہ ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے عَلِیمٌ کی جگہ حَکِیمٌ پڑھا۔

☆ اگر حرف کو ادھر اُدھر کر کے پڑھا اور معنی فاسد نہ ہوا تو نماز ہوجائے گی، جیسے فَانْفَجَرَتْ کو فَانْفَرَجَتْ پڑھا۔ یہی حکم ایک کلمہ کو دوسرے کلمے پر مقدم کرنے کا ہے۔

☆ اگر حرف کو ادھر اُدھر کر کے پڑھا اور معنی فاسد ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے قَسْوَرَةٍ کو قَوْسَرَةٍ پڑھا۔ یہی حکم ایک کلمہ کو دوسرے کلمے پر مقدم کرنے کا ہے۔

☆ ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ پڑھا، اگر پچھلی آیت پر وقف کیا نماز ہوجائے گی۔ اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

☆ کسی کلمہ کو دوبار پڑھ دیا تو اگر مخارج کی تصحیح کے لیے پڑھا ہو، یا بلا قصد زبان سے نکل گیا ہو یا کچھ بھی قصد نہ کیا ہو اور ایسے ہی پڑھ دیا ہو تو نماز ہوجائے گی اور اگر اضافت کے قصد سے پڑھا، جیسے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (روز جزا کا مالک) کو مَالِكِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (روز جزا کے مالک کا مالک) پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

امامت کا بیان

☆ امامت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی نمازیں اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہوں۔

☆ غیر معذور مردوں کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔ (۳) عاقل ہونا۔ (۴) مرد ہونا۔ (۵) قرائت۔ (۶) معذور نہ ہونا۔

☆ اقتدا کے لیے ۱۳؍ باتیں شرط ہیں۔ (۱) اقتدا کی نیت کرنا۔ (۲) اقتدا کی نیت تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا۔ (۳) امام و مقتدی دونوں کا ایک ہی جگہ ہونا۔ (۴) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز مقتدی کی نماز سے درجے میں بلند ہو۔ مثلاً فرض کی جماعت ہو تو دونوں فرض پڑھ رہے ہوں یا امام فرض اور مقتدی نفل پڑھ رہا ہو۔ (۵) مقتدی

کے مذہب کے مطابق امام کی نماز صحیح ہونا۔ (۶) امام اور مقتدی دونوں کا اس نماز کو صحیح سمجھنا۔ (۷) برابری میں عورت کا نہ ہونا۔ (۸) مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا۔ (۹) امام کا انتقال مقتدی کو معلوم ہونا۔ (۱۰) امام کا مقیم یا مسافر ہونا مقتدی کو معلوم ہو۔ (۱۱) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔ (۱۲) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم ہو۔ (۱۳) شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

☆ امام اور مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی رہی جس سے بیل گاڑی گزر سکے تو اقتدا نہیں ہوسکتی۔

☆ میدان میں جماعت قائم ہوئی، اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہوسکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں، یہی حکم بڑی مسجد کا بھی ہے۔

☆ عیدگاہ میں امام اور مقتدی کے درمیان کتنا ہی فاصلہ ہو، اقتدا درست ہے، اگرچہ بیچ میں دو یا دو سے زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔

☆ جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو اور مقتدی مسجد کے آخری حصہ میں ہو تب بھی اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

☆ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات میں شک نہ ہو، مثلاً امام یا مُکَبِّر کی آواز سن رہا ہو یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھ رہا ہو تو اقتدا درست ہے۔

☆ جس مکان کی چھت مسجد سے متصل ہو کہ بیچ میں کوئی راستہ نہ ہو تو اس چھت پر سے اقتدا ہوسکتی ہے۔

☆ مسجد سے متصل کوئی دالان ہے اس میں مقتدی اقتدا کر سکتا ہے جب کہ امام کا حال مخفی نہ ہو۔

☆ مسجد سے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے تو اگر صفیں اس چبوترے تک متصل ہوں تو مقتدی امام کی اقتدا کر سکتا ہے۔

☆ امام کی نماز صحیح نہ ہوئی تو مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوگی، اگرچہ امام کی نماز کا صحیح نہ ہونا وقت

گزرنے کے بعد معلوم ہوا ہو۔

☆امام کی نماز اس کے مذہب کے مطابق صحیح ہو اور مقتدی کے مذہب کے مطابق صحیح نہ ہو تو اقتدا درست نہیں۔ مثلاً اگر امام، شافعی ہے اور اس کے بدن سے خون نکل کر بہہ گیا جس سے احناف کے نزدیک وضوٹوٹ جاتا ہے مگر شوافع کے نزدیک ناقض وضو نہیں تو اگر مقتدی کو یہ معلوم ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔

☆امام کی نماز اس کے مذہب کے مطابق درست نہ ہو اور مقتدی کے مذہب کے مطابق درست ہو تو اقتدا درست ہے، مثلاً امام، شافعی ہے اور عضو تناسل کو چھونے (جو کہ شوافع کے نزدیک ناقض وضو ہے مگر احناف کے نزدیک نہیں) کے بعد بھول کر نماز پڑھائی تو اگرچہ مقتدی کو یہ معلوم ہو، اس کی اقتدا درست ہے۔

☆حنفی مقتدی شافعی امام کی اس وقت اقتدا کرسکتا ہے جب کہ اس کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ وہ طہارت، نماز وغیرہ کے مسائل میں مذہب احناف کی رعایت کرتا ہے، یا یہ معلوم ہو کہ اس نماز کے لیے اس نے رعایت کی ہے۔ اگر یہ معلوم نہ ہو تو اقتدا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا ہے تو اقتدا درست نہیں۔

☆حنفی مقتدی کو حنفی امام کی اقتدا افضل ہے۔

☆مقتدی کے پیر امام سے بڑے ہوں جس کی وجہ سے اس کی انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے نکل جاتی ہیں مگر ایڑیاں برابر یا پیچھے ہیں تو نماز ہو جائے گی۔

☆☆☆

درس (۲۶)

امامت کا زیادہ حقدار کون؟

☆امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو نماز اور طہارت کے احکام کو سب سے

زیادہ جانتا ہو اور اسے قرآن مقدس اتنا یاد ہو کہ بطور مسنون تجوید کے قواعد کی رعایت کے ساتھ پڑھ سکے، اس کے عقائد درست ہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتا ہو۔

☆اس کے بعد امامت کا مستحق وہ شخص ہے جو تجوید (علم قرائت) کا زیادہ علم رکھتا ہو۔

☆اگر کئی لوگ اس میں برابر ہوں تو ان میں سے وہ زیادہ مستحق ہوگا جو زیادہ تقویٰ والا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو۔

☆اس میں بھی اگر سب برابر ہوں تو زیادہ عمر والا امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

☆اس میں بھی سب برابر ہوں تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں وہ امامت کا زیادہ مستحق ہوگا۔

☆اس میں بھی سب برابر ہوں تو ان میں سے جو زیادہ وجاہت والا اور خوبصورت ہو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

☆اس میں بھی سب برابر ہوں تو حسب ونسب میں جو زیادہ شریف ہو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہوگا۔

☆اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو زیادہ مالدار ہو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہوگا۔

☆پھر زیادہ عزت والا۔

☆پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں۔

☆اگر چند اشخاص امامت کے مستحق ہوں اور ان میں ترجیح نہ ہو تو قرعہ اندازی کی جائے جس کا نام نکلے وہ امامت کرے یا جماعت نے جس کو منتخب کیا، وہ امام ہو۔ اگر جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں، وہ امام بنے۔

امامت کے اِستحقاق کے متفرق مسائل

☆جس کو امامت کے لیے متعین کرلیا گیا ہے اور اس میں امامت کے شرائط موجود ہوں تو وہی

امامت کا زیادہ مستحق ہوگا اگر چہ دوسرے لوگ زیادہ علم والے یا زیادہ تجوید والے ہوں۔

☆کسی کے گھر میں جماعت قائم ہوئی اور گھر کے مالک میں امامت کے شرائط پائے جا رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ وہی نماز پڑھائے۔ یہ بھی بہتر ہے کہ صاحب خانہ مہمانوں میں سے جو زیادہ علم والا ہو، اس کو امامت کے لیے آگے بڑھائے۔

☆کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضگی کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے تو کراہت نہیں۔

☆امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور جتنی قراءت مسنون ہے اس سے زیادہ نہ کرے۔

☆بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی کفر کی حد کو نہ پہنچی ہو اور فاسقِ مُعلِن (جو اعلانیہ طور پر کبیرہ گناہ مثلاً شراب نوشی، جوا کھیلنا، زنا کاری، سود خوری، چغل خوری وغیرہ کرتا ہو) کو امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پڑھ لیا تو نماز کا دہرانا واجب ہے۔

☆غلام، دیہاتی، اندھے، ولدالزنا، امرد، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص والے (جس کا برص ظاہر ہو)، بے وقوف (جو بیع وشرا وغیرہ میں دھوکے کھاتا ہو) کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اس صورت میں جب کہ ان کے علاوہ کوئی امامت کا مستحق موجود ہو ورنہ ان کی امامت درست ہے۔

☆فاسق کی اقتدا نہ کی جائے لیکن جمعہ میں چوں کہ مجبوری ہوتی ہے اس لیے کرسکتا ہے۔ ہاں اگر شہر میں کئی جگہ جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو جمعہ میں بھی اس کی اقتدا نہ کرے بلکہ دوسری مسجد چلا جائے۔

☆عورت، خنثیٰ اور نابالغ لڑکے کی اقتدا بالغ مرد کسی صورت میں نہیں کرسکتا۔

☆عورت، خنثیٰ اور نابالغ لڑکے کی امامت بالغ مرد کرسکتا ہے مگر جمعہ وعیدین کے علاوہ باقی

تمام نمازوں میں اگر عورت شریکِ جماعت ہو تو مرد اس کی امامت کی نیت کرے ورنہ اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔

☆عورتوں کی امامت عورت یا خنثیٰ کر سکتے ہیں مگر عورت کی امامت مکروہ تحریمی ہے خواہ فرائض ہوں یا نوافل مگر پھر بھی اگر امامت کرے تو عورتوں کے درمیان کھڑی ہو، آگے نہ بڑھے اور خنثیٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں۔ خنثیٰ، خنثیٰ کی امامت نہیں کرسکتے۔

☆جس کو پڑھنا نہیں آتا اس کے لیے واجب ہے کہ رات دن کوشش کر کے اتنا قرآن پڑھنا سیکھ لے کہ نماز میں صحیح طور پر پڑھ سکے ورنہ عنداللہ معذور نہ ہوگا بلکہ اس کی گرفت ہوگی۔

☆جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ حروف کو صحیح کرنے میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح پڑھنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے تو جہاں تک ہو سکے اس کی اقتدا کرے اور اگر امامت کرے تو وہ آیتیں پڑھے جن کے حروف صحیح ادا کرسکتا ہو۔

☆جس زمانے میں وہ حروف کی صحیح ادائیگی سیکھے گا اس زمانے میں اس کی نماز صحیح ہوگی اور جو لوگ اس کی طرح صحیح نہ پڑھنے والے ہوں ان کی امامت بھی کرسکتا ہے۔

☆اگر کوشش بھی نہیں کر رہا ہے تو خود اس کی نماز بھی نہ ہوگی اور جس کی امامت کرے اس کی نماز بھی فاسد ہوگی۔

☆ہکلا جس سے حروف مکرر ادا ہوتے ہیں۔ اگر وہ صاف پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے پیچھے پڑھے، ورنہ اس کی اپنی نماز ہوجائے گی اور وہ اپنے مثل یا اپنے سے کمتر کی امامت بھی کرسکتا ہے۔

☆نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز اور ایک وقت کی فرض پڑھنے والے کے پیچھے دوسرے وقت کی فرض نماز نہیں ہوسکتی۔

☆ایک شخص ظہر پڑھ رہا ہے اور دوسرا عصر تو یہ دونوں ایک دوسرے کی اقتدا نہیں کر سکتے۔

☆ایک ظہر کی ادا پڑھ رہا ہے دوسرا ظہر کی قضا تب بھی یہ دونوں ایک دوسرے کی اقتدا نہیں کر سکتے۔

☆اگر دونوں کی ایک ہی دن کی ایک ہی نماز قضا ہو گئی تو ایک دوسرے کی اقتدا میں پڑھ سکتے ہیں۔

☆جس نے کسی نماز کی مِنّت مانی اس نماز کو نہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، نہ نفل پڑھنے والے کے اور نہ اس کے پیچھے جو مِنّت کی نماز پڑھ رہا ہو۔ البتہ نذر مانتے وقت اگر یہ کہا کہ اس نماز کی نذر مانتا ہوں جس کی فلاں شخص نے مانی ہے تو اب یہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

☆جس شخص نے نفل نماز پڑھنے کی قسم کھائی یہ منت والا منت کی نماز اس کے پیچھے بھی نہیں پڑھ سکتا ہے اور یہ قسم کھانے والا فرض اور نفل اور نذر اور دوسرے قسم کھانے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

☆لاحق (جس نے امام کے ساتھ نماز شروع کی پھر کسی عذر مثلاً وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے جماعت سے الگ ہوا، اب دوبارہ شامل ہو کر امام کی نماز ختم ہونے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کر رہا ہو) نہ لاحق کی اقتدا کر سکتا ہے اور نہ مسبوق کی۔

☆مسبوق (جس کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد انہیں ادا کر رہا ہو) وہ بھی نہ مسبوق کی اقتدا کر سکتا ہے اور نہ لاحق کی۔

☆جن نمازوں میں قصر ہے وقت گزرنے کے بعد ان میں مسافر، مقیم امام کی اقتدا نہیں کر سکتا البتہ اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے تحریمہ باندھ لیا اور تحریمہ کے بعد وقت ختم ہو گیا تو اقتدا صحیح ہے۔

☆جس نے وضو کیا ہے وہ تیمم والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔

☆جس نے پیر دھلا ہے وہ موزوں پر مسح کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔

☆جس نے اعضائے وضو دھلا ہے وہ پٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔

☆کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا، بیٹھنے والے اور کبڑے کی اقدا کر سکتا ہے اگر چہ کبڑے شخص کی گردن رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو۔

☆ایسا لنگڑا شخص جس کا پیر زمین پر نہیں جمتا بہتر ہے کہ اس کے بدلے کوئی اور امامت کرے اگر وہ بھی کرے تو کر سکتا ہے۔

☆نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اگر چہ فرض پڑھنے والا بعد کی دو رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔

☆امام نے طہارت کے بغیر نماز پڑھا دی، یا کوئی شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی امامت صحیح نہ ہوئی تو اس پر لازم ہے کہ اس کی خبر مقتدیوں کو دے، خواہ خود کہے یا دوسرے سے کہلوائے اور مقتدیوں کو نماز کا اعادہ کرنے کو کہے۔

☆امام نے کہا کہ میں کافر ہوں تو پہلے کے بارے میں اس کا یہ قول نہیں مانا جائے گا اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں، ان کا اعادہ ضروری نہیں البتہ اسے اب کافر مانا جائے گا۔

☆اگر امام نے کہا میں پہلے کافر تھا اور اب مسلمان ہو گیا تو جب سے اس کے پیچھے نماز پڑھی اس کا اعادہ ضروری ہے۔

☆☆☆

درس (۲۷)

جماعت کا بیان

☆عاقل، بالغ، آزاد، قادر پر جماعت واجب ہے بغیر عذر کے ایک بار بھی چھوڑنے والا

گنہگار اور سزا کا مستحق ہے اور کئی بار چھوڑے تو فاسق، مردود الشہادہ اور سخت سزا کا مستحق ہے۔اس پر پڑوس والے اگر سکوت کریں تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

☆جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے کہ بغیر جماعت کے جمعہ اور عیدین کی نمازیں ہو ہی نہیں سکتیں۔

☆تراویح میں جماعت سُنّتِ کفایہ ہے۔محلہ کے سب لوگوں نے جماعت ترک کر دی تو سب نے برا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی۔

☆رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے۔

☆نوافل اور رمضان کے علاوہ وتر میں (تداعی کے ساتھ یعنی) اگر تین سے زیادہ مقتدی جماعت میں شریک ہوں تو مکروہ ہے۔

☆سورج گہن (کسوف) کی نماز میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن (خسوف) کی نماز میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

☆جماعت میں شروع سے شریک ہونا کہ ایک بھی رکعت فوت نہ ہو وضو میں تین تین بار اعضا دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار دھونا تکبیرِ اُولیٰ پانے سے بہتر ہے۔

☆محلہ کی مسجد میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام نے اذان و اقامت کے ساتھ مسنون طریقے پر جماعت قائم کر لی ہے تو اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔دوسری جماعت اگر اذان کے بغیر صرف اقامت کے ساتھ قائم کی گئی تو حرج نہیں مگر دوسری جماعت کا امام اس جگہ سے کچھ ہٹ کر کھڑا ہو جس جگہ پر پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا۔

☆اگر ایسی مسجد ہو کہ لوگ جماعت در جماعت وہاں آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اسی طرح اسٹیشن اور سرائے کی مسجد میں بہتر یہ ہے کہ ہر جماعت نئی اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت قائم کی جائے۔

☆جس کی جماعت فوت ہوگئی اس پر دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے نماز پڑھنا واجب نہیں۔

جماعت چھوڑنے کے بیس (۲۰) اعذار

☆ان بیس (۲۰) صورتوں میں جماعت چھوڑنا جائز ہے:

(۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔(۲) اپاہج۔(۳) جس کا پیر کٹ گیا ہو۔(۴) جس پر فالج گرا ہو۔(۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔(۶) اندھا، اگر چہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔(۷) سخت بارش۔(۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔(۹) سخت سردی۔(۱۰) سخت تاریکی۔(۱۱) آندھی۔(۱۲) مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ۔(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔(۱۴) ظالم کا خوف۔(۱۵) پاخانہ کی شدید حاجت ہو۔(۱۶) پیشاب کی سخت حاجت ہو۔(۱۷) ریاح کا سخت غلبہ ہو۔(۱۸) کھانا حاضر ہو اور دل کو اس کی خواہش ہو۔(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو۔(۲۰) مریض کی تیمار داری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا۔

☆عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی نماز، وہ جوان ہوں یا بوڑھی۔

☆اکیلا مقتدی مرد اگرچہ نابالغ ہو امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

☆دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

☆دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

☆دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک نابالغ تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں۔

☆ اکیلی عورت مقتدی ہو تو پیچھے کھڑی ہو۔ زیادہ عورتیں ہیں جب بھی پیچھے کھڑی ہوں۔
☆ دو مقتدی ہوں، ایک مرد، ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے۔
☆ دو مرد ہوں، ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔
☆ امام کے برابر کھڑے ہونے میں بھی مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو۔
☆ اگر امام کے برابر کھڑا ہوا اور امام سے اس کی لمبائی زیادہ ہونے کی وجہ سے سجدے میں اس کا سر امام سے آگے ہوتا ہے مگر اس کے پیر کا گٹا امام کے پیر کے گٹے سے آگے نہیں ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔
☆ مقتدی کے پیر امام کے پیر سے بڑے ہوں جس کی وجہ سے اس کے پیر کی انگلیاں امام کے پیر کی انگلیوں سے آگے ہوں جب کہ ایڑی پیچھے ہو تو کوئی حرج نہیں۔
☆ اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو قدم کی برابری معتبر نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا قدم امام سے آگے ہو، خواہ امام رکوع و سجود سے پڑھتا ہو یا اشارے سے، بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلہ کی طرف پیر پھیلا کر۔
☆ اگر امام اور مقتدی دونوں کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھتے ہوں تو سر کی محاذات معتبر نہیں مانی جائے گی بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔
☆ ایک شخص امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ جائے۔ اگر آنے والے نے مقتدی کو تکبیر سے پہلے یا بعد میں کھینچ کر پیچھے کیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔
☆ اگر اس نیت سے مقتدی پیچھے ہٹا یا امام آگے بڑھا کہ آنے والا نمازی کہتا ہے، اس کی بات مانوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حکم شرع بجالانے کی نیت سے آگے بڑھا یا پیچھے ہٹا تو کوئی حرج نہیں۔

☆ مرد اور نابالغ بچے اور خنثیٰ اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی۔ نابالغ بچہ اگر تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔
☆ مردوں کی پہلی صف جو امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے۔ (اسی طرح اخیر تک)
☆ مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور اگر دونوں طرف نمازی برابر ہوں تو دائیں جانب کھڑا ہونا افضل ہے۔
☆ جنازوں میں آخری صف افضل ہے پھر اس سے آگے والی اسی طرح اخیر تک۔
☆ پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو۔
☆ مسجد کے صحن میں جگہ ہوتے ہوئے مسجد کے اوپری حصے پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔

☆☆☆

درس (۲۸)

مقتدی کی قسمیں

☆ مقتدی کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مُدرِک۔ (۲) لاحق۔ (۳) مسبوق۔ (۴) لاحق مسبوق۔
☆ **مُدرِک:** اس کو کہتے ہیں جس نے پہلی رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھا اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔
☆ **لاحق:** اس کو کہتے جو امام کے ساتھ پہلی رکعت سے شریک ہوا مگر بعد میں کل رکعتیں یا بعض رکعتیں فوت ہو گئیں۔ چاہے عذر کی وجہ سے جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود نہ

کرسکا یا نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی وغیرہ یا بلا عذر فوت ہوئی ہوں جیسے امام سے پہلے رکوع یا سجود کرلیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت اس کی پہلی رکعت ہوگی اور امام کی تیسری رکعت اس کی دوسری رکعت اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

☆**مسبوق:** وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

☆**لاحق مسبوق:** وہ ہے جس کو شروع کی کچھ رکعتیں نہ ملیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔

☆لاحق، مدرک کے حکم میں ہے یعنی جب اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھے تو اس میں نہ قراء ت کرے نہ سہو ہونے سے سجدۂ سہو کرے۔

☆لاحق اپنی فوت شدہ رکعتوں کو پہلے پڑھے پھر اگر امام کو پالیا تو ساتھ ہوجائے۔ مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا اور امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا بلکہ جہاں سے باقی ہے وہاں سے پڑھنا شروع کرے اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہوجائے۔

☆لاحق اگر واپس لوٹنے کے بعد امام کے ساتھ پڑھنے لگا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ کو مکمل کیا تب بھی نماز ہوگئی مگر گنہگار رہوگا۔

☆ تیسری رکعت میں سو گیا اور چوتھی میں جاگا تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری رکعت بغیر قراء ت کے مکمل کرے پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہولے ورنہ اسے بھی بغیر قراء ت کے تنہا پڑھے۔

☆مسبوق کے احکام ان معاملات میں لاحق کے خلاف ہیں۔

☆مسبوق پہلے امام کے ساتھ شامل ہوجائے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعتیں مکمل کرے۔

☆مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتوں میں قراء ت کرے گا۔

☆مسبوق کو فوت شدہ رکعتوں کے مکمل کرنے میں اگر سہو ہوا تو سجدۂ سہو کرے۔

☆مسبوق نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرتے ہوئے اقامت کی نیت کرلی تو اس کا فرض دو سے بدل کر چار رکعتیں ہوجائیں گی۔

☆مسبوق نے اگر کسی وجہ سے ثنا نہ پڑھی تھی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اپنی رکعتیں مکمل کرے اس وقت ثنا بھی پڑھے۔

☆مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی رکعتیں مکمل کرنے کے لیے کھڑا ہو اس وقت تعوذ بھی پڑھے۔

☆مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا تو سیدھے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔ رکوع یا سجود میں پائے تب بھی ایسا ہی کرے۔

☆اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور رکوع کی حد تک پہنچ گیا تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

☆مسبوق جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعتوں کو ادا کرے گا تو قراء ت کے لحاظ سے اس کی یہ رکعت پہلی ہوگی اور قعدہ کے لحاظ سے ان رکعتوں کو شمار کیا جائے گا جو اس نے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔

☆ تین یا چار رکعت والی نماز میں سے اس کو ایک رکعت ملی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اپنی فوت شدہ رکعت کو ادا کرے گا قراء ت کے لحاظ سے اس کی پہلی رکعت اور تشہد کے لحاظ سے دوسری رکعت ہوگی یعنی جب وہ امام کے ساتھ شامل ہوا تھا اس وقت اگر اس نے ثنا نہیں پڑھی تو اب ثنا پڑھے گا، تعوذ و تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورت ملا کر ایک رکعت مکمل کر کے قعدہ کرے گا۔ پھر قعدہ سے اٹھنے کے بعد جو رکعت پڑھے گا اس

میں بسم اللہ، سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورت ملائے گا پھر یہ رکعت مکمل کرنے کے بعد تین رکعت والی میں قعدۂ اخیرہ کرے گا اور اگر چار رکعت والی ہے تو چوتھی رکعت کے لیے اٹھے گا صرف سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر پھر قعدۂ اخیرہ کرے گا۔

☆ چار رکعت والی میں دو رکعتیں ملیں اور دو چھوٹ گئیں تو چھوٹی ہوئی دونوں کو ادا کرتے وقت دونوں رکعتوں میں قراءت کرے گا۔

☆ چار باتوں میں مسبوق، مقتدی کے حکم میں ہے:

(۱) اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی مگر امام اس کو اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے۔ مگر خلیفہ بننے کے بعد یہ سلام نہ پھیرے گا بلکہ سلام پھیرنے کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

(۲) تکبیراتِ تشریق کہے گا۔

(۳) اگر اس نماز کو توڑ کر نئے سرے سے نماز پڑھنے کی نیت سے تکبیر کہے تو وہ نماز قطع ہو جائے گی بخلاف منفرد کے کہ اس کی نماز قطع نہ ہوگی۔

(۴) اپنی فوت شدہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور امام کو سجدۂ سہو کرنا ہے اگر چہ اس کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے امام سے سہو ہوا ہو اگر اس نے اپنی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اسے حکم ہے کہ لوٹ آئے اگر نہ لوٹا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

متفرق مسائل

☆ مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوراً کھڑا نہ ہو بلکہ اتنی دیر صبر کرے جتنی دیر میں یہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو نہیں کرنا ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

☆ مسبوق اگر امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو کچھ اس نے امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے پڑھا اس کا اعتبار نہیں۔ اگر اس نے امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد اس قدر قراءت وغیرہ کی جو نماز کے لیے کافی ہے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

☆ اگر امام کے تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو نماز ہو جائے گی مگر بلا ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑنے ہونے کے بعد اس نے سجدہ کیا تو اگر مسبوق نے رکعت پوری کر کے سجدہ نہ کیا ہو تو امام کی متابعت میں لوٹ آئے اور اس کے ساتھ سجدہ کرے۔ اگر اس نے اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔

☆ اگر امام سے سجدۂ سہو یا سجدۂ تلاوت چھوٹ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد امام اسے ادا کر رہا ہے تو اگر مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو امام کی متابعت کرے اور اگر سجدہ کر لیا تو اب متابعت ضروری نہیں۔

☆ مسبوق نے امام کے ساتھ جان بوجھ کر سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر پھیرا تو اگر امام کے سلام پھیرنے کے تھوڑی دیر بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم نہیں اور دونوں صورتوں میں وہ کھڑا ہو گا اور اپنی رکعت مکمل کرے گا۔

☆ امام قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اٹھا، اگر مسبوق نے قصداً امام کی متابعت کی، نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہ کیا تھا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر لے گا نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اس کو حکم ہے پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔

☆ دو مسبوقوں نے ایک ہی امام کی اقتدا کی پھر جب اپنی پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں دوسرے کو دیکھ کر پڑھتا رہا، اگر اقتدا کی نیت سے پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی ورنہ

نہیں۔

☆ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کا ساتھ دے:

(۱) تکبیرات عیدین۔ (۲) قعدۂ اولیٰ۔ (۳) سجدۂ تلاوت۔ (۴) سجدۂ سہو۔ (۵) دعائے قنوت۔ (جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو ورنہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع کرے)

☆ چار چیزیں ایسی ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں:

(۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔ (۲) تکبیرات عیدین میں اقوالِ صحابہ پر زیادتی کی۔ (۳) جنازے میں پانچ تکبیریں کہیں۔ (۴) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا۔ اس صورت میں اگر قعدۂ اخیر کے بعد کھڑا ہوا ہو تو مقتدی اس کا انتظار کرے اگر پانچویں کے سجدے سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اگر امام قعدۂ اخیرہ کیے بغیر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوا تھا تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرتے ہی سب کی نماز فاسد ہو گئی۔

☆ نو چیزیں ایسی ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ خود کرے:

(۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا۔ (۲) ثنا پڑھنا جب کہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔ (۳) رکوع کی تکبیر۔ (۴) سجود کی تکبیرات۔ (۵) رکوع وسجود کی تسبیحات۔ (۶) سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ (۷) تشہد پڑھنا۔ (۸) سلام پھیرنا۔ (۹) تکبیراتِ تشریق۔

درس (۲۹)

مُفسِدات نماز

☆ بات کرنا نماز کو فاسد کر دے گا، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر یا غلطی سے، سوتے میں ہو یا بیداری میں، اپنی خوشی سے کلام کیا یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

☆ غلطی کا معنی یہ ہے کہ قراءت وغیرہ اذکار نماز کہنا چاہتا تھا غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی۔

☆ بھولنے کا معنی یہ ہے کہ اس کو نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔

☆ اگر قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد جان بوجھ کر کلام کیا تو نماز ہو گئی مگر مکروہ تحریمی ہو گی۔

☆ کسی شخص کو سلام کیا جان بوجھ کر یا بھول کر، نماز فاسد ہو گئی۔

☆ اگر بھول کر کسی کو سلام کیا، لفظ السلام کہا تھا کہ یاد آیا کہ سلام نہیں کرنا چاہیے اور خاموش ہو گیا تب بھی نماز فاسد ہو گئی۔

☆ مسبوق نے یہ خیال کیا کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے اور سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ نمازی سے کسی نے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا، نماز فاسد نہ ہوئی، البتہ مکروہ ہوئی۔

☆ کسی کو چھینک آئی اور نمازی نے جواب کی نیت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ خوشی کی خبر سن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا یا تعجب خیز خبر سن کر سُبْحٰنَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا نماز فاسد ہو گئی۔

☆بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہا یا قرآن کے الفاظ سے کسی کو جواب دیا مثلاً کسی کا نام یحییٰ ہے تو اسے کہا یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ یا کسی نے پوچھا تیرے پاس کیا ہے، اس کے جواب میں کہا اَلۡخَیۡلَ وَ الۡبِغَالَ وَ الۡحَمِیۡرَ وغیرہ تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆اللہ عزوجل کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُہٗ کہا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر درود پڑھا یا امام کی قراءت سن کر صَدَقَ اللّٰہُ کہا یا اذان سن کا اس کا جواب دیا، اگر بالقصد کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆شیطان کا نام سن کر اس پر لعنت بھیجی یا دفعِ وسوسہ کے لیے لاحول پڑھا اگر امورِ دنیا کے لیے ہے تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر امورِ آخرت کے لیے ہے تو نہیں۔

☆چاند دیکھ کر رَبِّیۡ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ کہا یا بخار کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی۔

☆بیمار نے اٹھتے بیٹھتے تکلیف کی وجہ سے بِسۡمِ اللّٰہِ کہی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆نمازی نے اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ جس کو لقمہ دیا خواہ وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔

☆اپنے مقتدی کے علاوہ دوسرے کا لقمہ لینا بھی نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆امام کو اس کے مقتدی کے علاوہ کسی اور نے لقمہ دیا مگر اس کے بتانے سے پہلے اس کو یاد آ گیا اور اگر وہ نہ بتاتا تب بھی اس کو یاد آ جاتا تو اس کو پڑھنا مفسد نماز نہیں۔

☆بلا عذر کھنکارا اور دو حروف پیدا ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆اگر کسی وجہ سے کھنکارا مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوئی، اس وجہ سے تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

☆نماز میں قرآن شریف سے یا کہیں لکھا ہوا ہو، اس سے دیکھ کر پڑھنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆عملِ کثیر جو کہ نماز کے اعمال میں سے نہ ہو اور نہ ہی نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز کو فاسد کر دے گا۔ (جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا

غالب گمان ہو اس کو عملِ کثیر کہتے ہیں اور اگر دور سے دیکھنے والے کو اس کے نماز میں ہونے یا نہ ہونے کا شبہہ ہو تو اس کو عملِ قلیل کہتے ہیں۔)

☆کرتا یا پائجامہ پہنا یا تہبند باندھا تو نماز جاتی رہی۔

☆ستر کھولے ہوئے یا قدرِ مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا مفسدِ نماز ہے۔

☆بھیڑ کی وجہ سے ایک رکن ادا کرنے کی مقدار یا تین تسبیح کہنے کی مقدار عورتوں کی صف میں پڑ گیا یا امام سے آگے ہو گیا نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ستر کھلنے سے مطلقاً نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ فوراً ڈھانک لے، اس میں وقفے کی بھی ضرورت نہیں۔

☆نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دے گا جان بوجھ کر کھائے یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منہ میں گرا اور اس نے نگل لیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو نماز فاسد ہوگئی۔

☆دانت سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے تو اس کو نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (نماز اور روزے کے لیے غلبے کے علامت یہ ہے کہ نگلنے پر حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو اور وضو میں رنگ کا اعتبار ہے۔)

☆بغیر کسی عذر کے قبلے کی جہت سے سینے کو پھیر لینا نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہی تو پہلی نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ عصر کی نماز یا نفل نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہی، ظہر کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو گئی اور عصر یا نفل شروع ہو گئی۔

☆ تنہا نماز پڑھ رہا تھا اب اقتدا کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا مقتدی تھا اب تنہا پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ نماز جنازہ پڑھ رہا تھا اور دوسرا جنازہ لایا گیا، دونوں کی نیت سے یا دوسرے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو دوسرے جنازے کی نماز شروع ہو گئی، پہلی فاسد ہو گئی۔

☆ عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ عورت نماز میں تھی مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو چھوا، عورت کی نماز فاسد ہو گئی۔

☆ تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کر دے گا۔

☆ موت، جنون اور بے ہوشی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے ورنہ قضا۔ اگر جنون یا بے ہوشی ایک دن ایک رات سے متجاوز ہو گئی تو قضا بھی نہیں۔

☆ جان بوجھ کر وضو توڑ دیا یا کوئی موجب غسل پایا گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ کسی رکن کو ترک کیا اور اس نماز میں اس کو ادا نہ کیا یا بلا عذر کسی شرط کو ترک کیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ مقتدی نے امام سے پہلے کوئی رکن ادا کیا اور امام کے ساتھ یا بعد میں پھر اس کو ادا نہ کیا یہاں تک کہ امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ قعدۂ اخیرہ کے بعد نماز کا چھوٹا ہوا سجدہ یا سجدۂ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ لگا تار تین بال اکھاڑا یا تین جوئیں مارا یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا نماز فاسد ہو گئی۔

اگر لگا تار نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

☆ ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے اس طرح کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو اس کو ایک ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا۔

☆ تکبیر میں لفظ اللہ کے ہمزہ کو کھینچ کر آللہ کہا یا لفظ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبر کہا یا لفظ اکبر کی با کے بعد الف بڑھا کر اکبار کہا تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆☆☆

درس (۳۰)

جن چیزوں سے نماز فاسد نہیں ہوتی

☆ نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا خواہ ایک سلام یا دونوں اور فوراً اسے یاد آ گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

☆ دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے۔

☆ نماز میں چھینک آئی تو خاموش رہے، اگر الحمد للہ کہہ لیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔

☆ اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا نماز کے لیے مفسد نہیں۔ (لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔ فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا انتظار کرے کہ شاید امام کو یاد آ جائے۔ امام کو چاہیے کہ بار بار اسی آیت کو پڑھ کر یا خاموش رہ کر مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، اگر بھول گیا اور ضرورت بھر پڑھ چکا تھا تو رکوع کر دے یا کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کر دے جب کہ اس جگہ سے وصل کر کے پڑھنا درست ہو۔)

☆ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ کے الفاظ نکلے تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

☆ چھینک، کھانسی، جماہی، ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں۔

☆ جنت، دوزخ کو یاد کرکے اگر آہ، اوہ یا اس قسم کے الفاظ کہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم، ہاں زبان سے بے اختیار نکلا تو کوئی حرج نہیں جب کہ یہ خشوع کی وجہ سے ہو۔ اگر خوش گلوئی کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو گئی۔

☆ کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا، نماز میں کوئی نقصان نہ آیا۔

☆ اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی تب بھی نماز فاسد نہ ہوئی خواہ سمجھنے کے لیے اسے دیکھا یا نہیں۔ اگر قصداً دیکھا اور بالقصد سمجھا تو مکروہ ہے۔

☆ دانتوں کے اندر کوئی چیز رہ گئی تھی جو کہ چنے کی مقدار سے کم ہے، اس کو نگل لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ ہوگی۔

☆ دانتوں سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا اگر تھوک پر غالب نہیں یعنی حلق میں اس کا مزہ محسوس نہیں ہو رہا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائی تھی اس کے اجزا نگل لیے تھے صرف تھوک میں اس کی کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا ہے اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ حدث کے گمان سے واپس لوٹ رہا تھا ابھی قبلہ سے منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا تو اگر مسجد سے باہر نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوئی۔

☆ قبلہ کی طرف ایک صف کی مقدار چلا پھر ایک رکن ادا کرنے کے برابر ٹھہر گیا پھر چلا پھر ٹھہرا اگرچہ کئی بار ایسا کیا جب تک مکان نہ بدلے (یعنی مسجد سے باہر نہ نکل جائے یا میدان میں ہو تو صفوں سے تجاوز نہ کر جائے) نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ مرد نماز میں تھا عورت نے بوسہ لیا تو جب تک مرد کو شہوت نہ ہو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ تین کلمے یا اس سے زیادہ لکھے اور پانی پر یا ہوا میں لکھا کہ حروف ظاہر نہ ہو رہے ہوں، نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

☆ سانپ یا بچھو کو اگر تین قدم چلے بغیر اور تین بار مارے بغیر مار ڈالا تو نماز فاسد نہ ہوئی، اگر تین بار سے زیادہ ہو تو فاسد ہو گئی۔ (مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے گی۔)

☆ موزہ کشادہ ہے تو اس کو اتارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی، موزہ پہننے سے نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ کشادہ ہو۔

☆ نمازی کے آگے بلکہ سجدے کی جگہ سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت کتا ہو یا گدھا۔

نمازی کے آگے سے گزرنے اور سترہ کے مسائل

☆ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے اس کے گناہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ زمین میں دھنس جانے کو پسند کرے گا مگر اس کے آگے سے گزرنا پسند نہیں کرے گا۔

☆ اگر کوئی شخص کسی نمازی کے آگے سے گزر جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی البتہ گزرنے والا گنہگار ہوگا۔

☆ میدان اور بڑی مسجد میں نمازی کے قدم سے لے کر اس جگہ تک گزرنا جائز نہیں کہ قیام کی حالت میں جہاں تک نمازی کی نگاہ ہوتی ہے۔

☆ گھر اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار تک کسی جگہ سے گزرنا جائز نہیں۔

☆ نمازی کے آگے سترہ ہو یعنی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے تو سترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ سترہ کم از کم ایک ہاتھ کے برابر اونچا اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔

☆ امام اور منفرد جب ایسی جگہ نماز پڑھیں جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو

مستحب ہے کہ سترہ گاڑیں۔

☆ سترہ نزدیک ہونا چاہیے اور بالکل ناک کی سیدھائی پر نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں بھوؤں کی سیدھائی پر ہو۔ دائیں بھوں کی سیدھائی پر ہونا افضل ہے۔

☆ اگر اس چیز کو نصب نہیں کرسکتا تو لمبی لمبی رکھ دے۔

☆ اگر سترہ کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا ہے تو اسی کو سامنے رکھ لے۔

☆ امام کا سترہ مقتدی کے لیے بھی سترہ ہے اس کو نئے سترے کی ضرورت نہیں۔

☆ اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزرے جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆ درخت، جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہوسکتا ہے ان کے بعد گزرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔

☆ آدمی کا اگر سترہ بنائے تو اس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو۔ آدمی کا منہ نمازی کی طرف ہونا مکروہ ہے۔

☆ دو آدمی برابر برابر نمازی کے آگے سے گزر گئے تو جو نمازی سے قریب ہے وہ گنہگار ہوگا اور دوسرے کے لیے یہی شخص سترہ ہوجائے گا۔

☆ نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اس کو اٹھالے۔

☆ اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سترہ کی کوئی چیز نہیں تو ان میں سے ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس پہلے شخص کے آگے سے گزر جائے پھر یہ دوسرا شخص اس پہلے شخص کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو

جائے اور یہ پہلا شخص وہاں سے ہٹ جائے پھر یہ دوسرا شخص جس طرف سے ابھی آیا اسی طرف ہٹ جائے۔

☆ اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کرسکتا تو اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے بغیر نمازی کے آگے کھڑا کر کے وہاں سے گزر جائے۔

☆☆☆

درس (۳۱)

مکروہاتِ تحریمیہ

☆ مکروہ تحریمی اس فعل کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

☆ نماز میں ۴۳/ باتیں مکروہات تحریمیہ ہیں:

(۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔

(۲) کپڑا سمیٹنا مثلاً سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا، اگر گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔

(۳) کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔

(۴) دونوں آستینوں میں سے کسی کا بھی آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہونا خواہ پہلے سے چڑھی ہوئی ہو یا نماز میں چڑھائے۔

(۵) دامن سمیٹے ہوئے نماز پڑھنا۔

(۶) شدت کا پاخانہ، پیشاب معلوم ہوتے وقت نماز پڑھنا۔

(۷) ریاح کے غلبے کے وقت نماز پڑھنا۔

☆ نماز شروع کرنے سے پہلے اگر پاخانہ، پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہے اور وقت میں وسعت

ہےتونماز شروع کرناہی ممنوع اور گناہ ہے۔

☆اگر وقت میں وسعت ہوتو پہلے قضائے حاجت کرنا ضروری ہے اگرچہ جماعت جانے کا اندیشہ ہو۔

☆اگر یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ قضائے حاجت اور وضو کرنے تک وقت نکل جائے گا تو وقت کی رعایت ضروری ہے۔

☆نماز کے دوران اگر یہ حالت پیدا ہوگئی اور وقت میں گنجائش ہے تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔اسی طرح اگر پڑھ لی تو گنہ گار ہوگا۔

(۸) جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔نماز میں اگر جوڑا باندھا تو نماز فاسد ہوگئی۔

(۹) کنکریاں ہٹانا۔(لیکن اگر پورے مسنون طریقے پر سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار ہٹانے کی اجازت ہے)

(۱۰) انگلیاں چٹکانا۔

(۱۱) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔

(۱۲) کمر پر ہاتھ رکھنا۔(نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیے)

(۱۳) ادھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض۔(کنکھیوں سے دیکھے اگر بلا ضرورت ہوتو مکروہ تنزیہی ہے،اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہوتو کوئی حرج نہیں۔)

(۱۴) آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا۔

(۱۵) تشہد یا جلسے میں کُتّے کی طرح بیٹھنا۔(اس طرح کہ گھٹنے سینے سے ملے ہوں اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھا ہوا ہو۔)

(۱۶) مرد کا سجدوں میں کلائیوں کو بچھانا۔

(۱۷) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔

(۱۸) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں۔

(۱۹) اِعتجار یعنی اس طرح پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا کہ بیچ سر کھلا ہو۔(نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے)(۲۰) ناک اور منہ کا چھپانا۔(۲۱) بے ضرورت کھنکار نکالنا۔(۲۲) بالقصد نماز میں جماہی لینا۔

☆جماہی میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے لہٰذا انبیاے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں ان کو جماہی نہیں آتی تھی۔

☆جب جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکنے کی کوشش کریں۔

☆علماے کرام فرماتے ہیں کہ جو جماہی میں منہ کھول دیتا ہے شیطان اس کے منہ میں تھوک دیتا ہے۔

☆جماہی کے وقت جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ انسان کا منہ بگڑا ہوا دیکھ کر وہ ٹھٹھا لگاتا ہے۔

☆جماہی کے وقت جو رطوبت نکلتی ہے وہ شیطان کا تھوک ہے۔

☆اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں،فوراً رک جائے گی۔

(۲۳) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا۔

(۲۴) تصویر کا نمازی کے سر پر چھت میں لٹکی ہوئی ہونا۔

(۲۵) سجدے کی جگہ پر تصویر ہونا۔

(۲۶) نمازی کے آگے تصویر ہونا۔

(۲۷،۲۸) نمازی کے دائیں یا بائیں تصویر ہونا۔

(۲۹) نمازی کی پیٹھ کے پیچھے تصویر ہونا۔

☆ان صورتوں میں کراہت اس وقت ہے جب تصویر آگے، پیچھے، دائیں یا بائیں لٹکی ہوئی ہو یا دیوار میں منقوش ہو۔

☆تصویر اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں کرتا تو مکروہ نہیں۔

☆غیر جان دار مثلاً پہاڑ، قدرتی مناظر وغیرہا کی تصویروں میں کوئی حرج نہیں۔

☆اگر ہاتھ پر یا بدن پر اور کسی جگہ تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہوئی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے یا پیر کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔

☆تصویر تو ہے مگر کسی صورت سے اس کا چہرہ چھپا دیا ہو، پردہ ڈال دیا ہو، یا اس کے چہرے پر سیاہی لگا دی ہو تو نماز مکروہ نہیں۔

☆مٹانے میں صرف چہرے کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے۔ اگر آنکھ یا بھوؤں، ہاتھ، پاؤں جدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دور نہیں ہوگی۔

☆تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔

☆سب سے زیادہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ تصویر نمازی کے آگے قبلہ کی طرف ہو۔ اس کے بعد اس صورت میں جب وہ سر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد اس صورت میں جب وہ دائیں یا بائیں دیوار پر ہو۔ اس کے بعد اس صورت میں جب پیچھے دیوار یا پردہ پر ہو۔

(۳۰) الٹا قرآن مجید پڑھنا۔

(۳۱) کسی واجب کو ترک کرنا۔

(۳۲) قیام کے علاوہ اور کسی حالت میں قرآن مجید پڑھنا۔

(۳۳) رکوع میں قراءت ختم کرنا۔

(۳۴) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھا لینا۔

(۳۵) کرتا یا چادر ہوتے ہوئے صرف پائجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا۔

(۳۶) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز لمبی کرنا جب کہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مد نظر ہو۔ (اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے ایک یا دو تسبیح کی مقدار لمبی کیا تو حرج نہیں۔)

(۳۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر نماز میں شامل ہونا پھر صف میں داخل ہونا۔

(۳۸) غصب شدہ زمین پر نماز پڑھنا۔

(۳۹) پرائے کھیت میں نماز پڑھنا جس میں کھیتی موجود ہو۔

(۴۰) قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ (اگر نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز حائل ہے تو حرج نہیں)

(۴۱) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا۔ (بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔)

(۴۲) الٹا کپڑا پہن یا اوڑھ کر نماز پڑھنا۔

(۴۳) قبا کے بٹن نہ بند کرنا اسی طرح شیروانی کے بٹن نہ بند کرنا جب کہ ان کے نیچے کرتہ وغیرہ نہ ہو۔ اگر کرتہ وغیرہ ہو تب بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

☆☆☆

درس (۳۲)

مکروہاتِ تنزیہیہ

☆مکروہ تنزیہی اس فعل کو کہتے ہیں جس کا کرنا شریعت کی نظر میں ناپسند ہو مگر کرنے پر عذاب نہیں۔

☆نماز میں ۶۰/ باتیں مکروہات تنزیہیہ ہیں:

(۱) سجدے یا رکوع میں بغیر ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا۔

☆ اگر وقت کی تنگی یا ٹرین چھوٹ جانے جیسا عذر ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں۔

(۳) منہ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا۔

☆ جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اگر قراءت سے مانع ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۴) سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا۔

☆ یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو بہر صورت مکروہ ہے۔ اگر یہ سوچ کر بغیر ٹوپی نماز پڑھی کہ نماز کوئی ایسی چیز نہیں جس کے لیے اس کا اہتمام کیا جائے تو کفر ہے۔ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو عمل کثیر کے بغیر اٹھا لینا افضل ہے۔ بار بار ٹوپی گر جاتی ہو تو نہ اٹھائے۔

(۵) پیشانی سے مٹی یا گھاس چھڑانا۔

☆ اگر اس سے تکلیف پہنچتی ہو تو حرج نہیں۔

☆ نماز کے بعد اس کو چھڑانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ چھڑانا بہتر ہے تا کہ تکبُّر پیدا نہ ہو۔

☆ ضرورت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا درست ہے جب کہ عمل قلیل کے ذریعے ہو۔

☆ ہر وہ عملِ قلیل جس سے نمازی کا دینی فائدہ ہو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پوچھ لینا زمین پر گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو پوچھنا ضروری ہے۔

(۶) نماز میں انگلیوں پر آیتوں یا سورتوں یا تسبیحات کا گننا خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔

☆ اگر دل میں شمار کرے تو خلافِ اَولیٰ ہے اور زبان سے شمار کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۷) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔

(۸) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا۔ ☆ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۹) دامن یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا دینا۔ (جب کہ ایک یا دو بار ہو۔ اگر بار بار کرتا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔)

(۱۰) اِسبال یعنی بہت زیادہ لٹکے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔ (۱۱) انگڑائی لینا۔

(۱۲) بالقصد کھانسنا۔ (۱۳) بلاوجہ کھنکارنا۔ (۱۴) نماز میں تھوکنا۔ (۱۵) منفرد نماز پڑھنے والے کو صف میں کھڑا ہونا۔ (۱۶) مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا۔ (۱۷) فرض کی ایک رکعت میں بلا عذر کسی آیت کو بار بار پڑھنا۔ (۱۸) ایک سورت کو بار بار پڑھنا۔ (۱۹) سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا۔ (۲۰) سجدے سے اٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا۔ (۲۱) رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا رکھنا۔ (۲۲) بسم اللہ اور تعوذ وثنا اور آمین زور سے کہنا۔ (۲۳) نماز کے اذکار کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا۔ (۲۴) بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا۔ (۲۵) رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھنا۔ (۲۶) سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا۔ (۲۷) عمامے کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا۔ (۲۸) عمامے کو زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا۔ (۲۹) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر مٹی نہ لگے۔ ☆ اگر گرمی سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں۔ (۳۰) آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا امام و مقتدی دونوں کو مکروہ ہے۔ (۳۱) دائیں بائیں جھومنا۔ ☆ تراوُح یعنی کبھی ایک پیر پر زور دینا اور کبھی دوسرے پیر پر، سنت ہے۔ (۳۲) اٹھتے وقت آگے پیچھے پیر اٹھانا۔ ☆ سجدے میں جاتے وقت دائیں جانب زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں جانب زور دینا مستحب ہے۔ (۳۳) نماز میں آنکھ بند رکھنا۔ ☆ جب آنکھیں کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو آنکھیں بند رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۳۴) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا۔ (۳۵) امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا۔ (۳۶) امام کو دروں میں کھڑا ہونا۔

(۳۷)جماعت اولیٰ کے امام کو مسجد کے کسی جانب میں کھڑا ہونا۔(۳۸)امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا۔(۳۹)امام کا مقتدیوں سے پست جگہ پر تنہا کھڑا ہونا۔(۴۰) کعبہ کی چھت پر اسی طرح مسجد کی چھت پر بلاضرورت نماز پڑھنا۔(۴۱)مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا۔(۴۲)تلوار، کمان یا اس طرح کی چیزیں لیے ہوئے نماز پڑھنا۔(۴۳)جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا۔(۴۴)ہاتھ میں کوئی ایسی چیز لے کر نماز پڑھنا جو بغیر روکے ہوئے ہاتھ میں نہ رکے۔(۴۵)ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں پر نجاست ہو۔(۴۶)سجدے میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا۔(۴۷)بلا عذر ہاتھ سے مکھی وغیرہ مارنا۔☆ مچھر وغیرہ اگر تکلیف دیں تو عملِ قلیل کے ذریعے مار سکتے ہیں۔(۴۸)ایسی چیز جو دل کو مشغول کرے مثلاً زینت یا لہو و لعب وغیرہ کے سامنے نماز پڑھنا۔(۴۹)نماز کے لیے دوڑنا۔(۵۰-۶۰)عام راستے پر، کوڑا ڈالنے کی جگہ، جانور کو ذبح کرنے کی جگہ، قبرستان میں، غسل خانے میں، حمام میں، نالے کے پاس، اونٹ وغیرہ جانور باندھنے کی جگہ، اصطبل میں، پاخانہ کی چھت پر، صحرا میں بغیر سترہ کے جب کہ لوگوں کے وہاں سے گزرنے کا خوف ہو، نماز پڑھنا۔

☆مقبرے میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس جگہ قبر نہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆مقبرے میں نماز پڑھنے میں اس صورت میں کراہت ہے جب کہ نمازی کے سامنے قبر ہو اور نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ اگر دائیں یا بائیں جانب قبر ہو یا قبر تو سامنے ہو لیکن نمازی اور قبر کے درمیان کوئی شئے سترہ کے طور پر حائل ہو تو کوئی کراہت نہیں۔

☆☆☆

درس (۳۳)

نماز توڑنے کے مسائل

☆سانپ وغیرہ موذی جانوروں سے جب ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر ان کو مارنا جائز ہے۔

☆جانور بھاگ گیا اس کو پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کا خوف ہو تو نماز توڑ سکتے ہیں۔

☆اپنے یا پرائے کے ایک درہم کی کوئی چیز نقصان ہونے کا خوف ہو مثلاً دودھ ابل جائے گا یا گوشت، ترکاری، روٹی وغیرہ کے جل جانے کا خوف ہو تو نماز توڑنا جائز ہے۔

☆ایک درہم کی کوئی چیز چور چوری کر لے جائے گا تب بھی نماز توڑنا درست ہے۔

☆پاخانہ یا پیشاب معلوم ہو یا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست لگی دیکھی جو کہ نماز کے لیے مانع نہ ہو یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو اگر وقت یا جماعت کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو اس کے لیے نماز توڑ دینا مستحب ہے۔ پاخانہ یا پیشاب کی شدت کے وقت تو جماعت چھوڑنے کا بھی حکم ہے۔

☆کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو خواہ اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا کوئیں میں گرنے والا ہو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جب کہ یہ ان لوگوں کو بچانے پر قادر ہو۔

☆ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ کے محض بلانے سے نماز توڑنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو تو نماز توڑ دے۔ یہ حکم فرض نماز کا ہے۔

☆اگر نفل نماز پڑھ رہا ہے اور ان کو معلوم ہے تو ان کے معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انہیں معلوم نہ ہو اور پکارا تو توڑ دے اور جواب دے اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔

نمازِ وتر کا بیان

☆ نماز وتر واجب ہے اور اس کا وقت عشا کی فرض کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

☆ وتر کی نماز بھی اور نمازوں کی طرح پڑھی جاتی ہے۔فرق اتنا ہے کہ تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھنے کے بعد کانوں تک دونوں ہاتھ لے جائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ واپس لا کر ناف کے نیچے باندھ لیں پھر دعاے قنوت پڑھیں۔اس کے بعد اور نمازوں کی طرح رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیر دیں۔

☆ دعاے قنوت یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِی عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّهٗ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّی وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، تجھی سے مغفرت چاہتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے۔ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔اے اللہ! ہم تیری عبادت کریت ہیں، تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں، تیرے لیے سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

☆ جس کو دعاے قنوت نہ یاد ہو وہ یاد کرے جب تک یاد کر رہا ہو اس مدت میں یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

☆ اگر دعاے قنوت پڑھنا بھول گیا تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

☆ اگر جان بوجھ کر دعاے قنوت چھوڑ دی تو نمازِ وتر نہ ہوگی، اعادہ ضروری ہے۔

☆ اگر دعاے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو نہ قیام کی طرف لوٹے اور نہ رکوع میں پڑھے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

سنت اور نفل نمازیں

☆ سنتیں دو طرح کی ہیں۔(۱) سنن مؤکدہ جن کو سنن ہُدیٰ بھی کہتے ہیں اور (۲) سنن غیر مؤکدہ جن کو سنن زوائد بھی کہتے ہیں۔

☆ سنن مؤکدہ ان سنتوں کو کہتے ہیں جن کے ادا کرنے پر شریعت میں تاکید ہے۔

☆ سنن غیر مؤکدہ ان سنتوں کو کہتے ہیں جن کی ادائیگی پر شریعت کی جانب سے تاکید نہیں مگر ادا کرنا بہتر ہے۔

☆ نفل ان نمازوں کو کہتے ہیں جن کے ادا کرنے میں ثواب ہے مگر نہ کرنے میں کوئی عذاب اور گناہ نہیں۔

☆ فجر کے فرض سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں، ظہر کے فرض کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے فرض کے بعد دو رکعتیں، عشا کے فرض کے بعد دو رکعتیں، جمعہ کے فرض سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے فرض کے بعد چار رکعتیں ایک سلام سے اور دو رکعتیں ایک سلام سے سنن مؤکدہ ہیں۔

☆ عصر کے فرض سے پہلے چار رکعتیں اور عشا کے فرض سے پہلے چار رکعتیں سنن غیر مؤکدہ ہیں۔

☆ ظہر کے فرض اور سنتوں کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے فرض اور سنت کے بعد دو رکعتیں، عشا کے فرض اور دو رکعت سنت کے بعد دو رکعتیں اور وتر کے بعد دو رکعتیں نفل ہیں۔

☆مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت صلوۃ الاوابین جب وضو کرے تو دو رکعت تحیۃ الوضو، دو رکعت نماز اشراق، کم سے کم دو رکعت یا زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نماز چاشت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوۃ التسبیح، نماز استخارہ اور نماز حاجت وغیرہ بھی سنن زوائد ہیں۔

☆فجر کی دو رکعت سنت سب سے زیادہ مؤکد ہے۔

☆فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی اور یہ یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں ملے تو ضروری ہے کہ صف سے دور فجر کی دو رکعت سنت ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو۔

☆فجر کے علاوہ اور کسی نماز کی سنت کو جماعت کھڑی ہونے کے بعد ادا کرنا جائز نہیں۔

☆ظہر اور جمعہ سے پہلے کی چار رکعت سُنّتیں اگر نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد کی بقیہ سنّتیں پڑھنے کے بعد یہ چار رکعت بھی پڑھے۔

☆طلوع، غروب اور دوپہران تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں، نہ فرض، نہ واجب اور نہ نفل۔ (اس کی تفصیل نماز کے وقتوں کے بیان میں گزری)

☆اگر اس روز کی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے۔

☆طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان سوائے دو رکعت سنتِ فجر کے، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو وغیرہ کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

☆نماز عصر پڑھنے کے بعد سے مغرب کی فرض پڑھنے کے درمیان نفل منع ہے۔

☆خطبے کے وقت اور نماز عیدین سے پہلے نفل مکروہ ہے خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ یا مسجد میں شکرانہ ہو یا تحیۃ المسجد یا تحیۃ الوضو۔

☆نماز عیدین کے بعد بھی نفل مکروہ ہے۔ ہاں اگر گھر میں پڑھے تو کراہت نہیں۔

☆نفل نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر کھڑے ہو کر پڑھنے پر قدرت ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

☆بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع کرنے میں پیشانی جھکا کر گھٹنوں کے سامنے لائے اور سرین نہ اٹھائے کہ سرین اٹھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

☆بیٹھ کر نماز پڑھے تو سجدہ ویسے ہی کرے جیسے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی صورت میں کرتا ہے۔

☆☆☆

درس (۳۴)

تحیۃ الوضو

☆تحیۃ الوضو دو رکعت نفل ہے، وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو کی نیت سے دو رکعت نفل پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

☆جس طرح اور نمازیں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح یہ بھی پڑھی جائے گی۔

☆وضو کرنے کے بعد فرض نماز پڑھنے جا رہا ہے اسی میں تحیۃ الوضو کی نیت کر لی تو محض فرض نماز پڑھنے سے اسے تحیۃ الوضو کا بھی ثواب مل جائے گا۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن سے متوجہ ہو کر دو رکعت (نماز تحیۃ الوضو) پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

نماز اشراق

☆نماز اشراق دو رکعت نفل کی نیت سے پڑھی جائے گی۔

☆نماز فجر با جماعت پڑھنے کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول رہیں یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت نماز اشراق پڑھیں۔

☆اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی اور نمازوں ہی کی طرح ہے۔

☆اس نماز کے پڑھنے والے کو پورے حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

نماز چاشت

☆چاشت کی نماز مستحب ہے۔

☆کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں چاشت کی نیت سے پڑھی جائیں گی۔

☆نماز چاشت بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

☆اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جس طرح اور نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔

☆اس کا وقت سورج کے اچھی طرح بلند ہونے سے لے کر ضحوۂ کبریٰ تک ہے۔

☆اس نماز کی محافظت کرنے والے کے گناہ اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے اگرچہ سمندر کی چھاگ کے برابر ہوں۔

نماز تہجّد

☆تہجد کی نماز بھی سنت ہے۔

☆اس کی تعداد کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں (چار سلام سے) ہیں۔

☆اس کا وقت عشا کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے مگر عشا کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد ہی یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے ذکر خدا کرنے والوں میں ان کا نام لکھا جائے گا۔

صلوۃ التسبیح

☆نماز تسبیح کی بھی بہت فضیلت ہے۔

☆بعض محققین فرماتے ہیں کہ اس کی بزرگی سننے کے باوجود، وہی شخص اس کو ترک کرے گا جو دین میں سستی کرنے والا ہو۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے چچا! اگر تم سے ہو سکے تو صلاۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو۔ اگر روز نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھو۔

☆پوری زندگی میں ایک بار تو صلاۃ التسبیح پڑھ ہی لینی چاہیے۔

☆اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھیں پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ کر دس بار اوپر والی تسبیح پڑھیں پھر رکوع کریں اور رکوع میں تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر سجدے میں جائیں اور تین مرتبہ سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو دس بار یہی تسبیح پڑھیں پھر دوسرے سجدے میں جائیں تو دس بار پڑھیں۔ اسی طرح چار رکعت پڑھیں۔

☆یہ نماز ایک سلام سے چار رکعت پڑھی جائے گی۔

☆اس کے لیے کوئی وقت متعین نہیں مکروہ اوقات کے علاوہ کبھی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

نمازِ حاجت

☆جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھ کر دعا فرماتے تھے۔

☆ مشائخ فرماتے ہیں کہ حاجت مندی کے وقت ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

☆ یہ نماز دو رکعت ایک سلام سے یا چار رکعت ایک سلام سے پڑھی جائے گی، چار رکعت زیادہ بہتر ہے۔

☆ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھیں گے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰہُ)، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ناس (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھیں گے۔

☆ نماز کے بعد اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت کے لیے گڑگڑا کر دعا کریں ان شاء اللہ، اللہ عزوجل حاجتیں پوری فرمائے گا۔

☆ اس نماز کے پڑھنے کا کوئی وقت متعین نہیں مکروہ اوقات کے علاوہ کبھی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

☆ اس نماز کو پڑھنے سے شب قدر میں چار رکعت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

نماز تراویح

☆ تراویح مرد و عورت سب کے لیے سُنّت مؤکدہ ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔

☆ تراویح کل بیس رکعتیں (دس سلام سے) ہیں۔

☆ بیس رکعت تراویح میں یہ حکمت ہے کہ سنتوں سے فرائض اور واجبات کی تکمیل ہوتی ہے اور صبح سے شام تک فرض و واجب کل بیس رکعتیں ہیں تو مناسب ہوا کہ تراویح بھی بیس رکعتیں ہوں تاکہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض و واجب کی رکعات کی تعداد برابر ہو جائے۔

☆ بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جائیں یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

☆ ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی جائیں، مستحب ہے۔

☆ تراویح کی نیت اگر زبان سے کرنا چاہیں تو اس طرح کریں ''میں نے دو رکعت نماز تراویح کی نیت کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی یہ بھی کہے، پیچھے اس امام کے) منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔

☆ ترویحہ میں جب بیٹھیں تو اختیار ہے چاہیں تو خاموش بیٹھے رہیں، چاہیں تو کلمہ، درود شریف یا یہ دعا پڑھیں: سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ۔ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّۃِ وَ الْعَظْمَۃِ وَ الْهَیْبَۃِ وَ الْقُدْرَۃِ وَ الْکِبْرِیَآءِ وَ الْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الرُّوْحِ۔

☆ تراویح کی نماز باجماعت پڑھنا سنت کفایہ ہے، یعنی اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوئی تو محلّے کے سب لوگ گنہ گار رہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے مسجد میں باجماعت پڑھ لی تو سب برئ الذمہ ہو جائیں گے۔

☆ پورے مہینے کی تراویح میں ایک بار قرآن شریف ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے، دو بار ختم کرنا افضل ہے اور تین بار ختم کرنا مزید فضیلت رکھتا ہے۔

☆ دو یا تین بار اس صورت میں ختم قرآن کیا جائے گا جب کہ مقتدیوں کو گراں نہ محسوس ہوتا ہو۔ ایک بار ختم کرنے میں مقتدیوں کی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔

☆ بلا عذر بیٹھ کر تراویح کی نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہا کے نزدیک تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

☆ بعض لوگ شروع رکعت سے شریک نہیں ہوتے بلکہ جب امام رکوع میں جانے لگتا ہے تو شریک ہوتے ہیں۔ ان کا ایسا کرنا ناجائز ہے اس میں منافقین سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

☆☆☆

درس (۳۵)

قضا نماز کا بیان

☆ کسی عبادت کو اس کے مقررہ وقت پر بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد عمل میں لانے کو قضا کہتے ہیں۔

☆ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے اور وتر کی قضا واجب ہے۔

☆ فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہوا اور اسی دن زوال سے پہلے پڑھے تو سنت کی بھی قضا کرے اور زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں۔

☆ فجر کی فرض نماز پڑھ لی اور سنت رہ گئی تو سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد تک اس کی قضا پڑھنا گناہ ہے۔

☆ ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنتیں چھوٹ گئیں اور فرض پڑھ لی تو اگر وقت باقی ہے تو فرض کے بعد کی سنتیں پڑھنے کے بعد ان کو پڑھے اور اگر وقت ختم ہو گیا تو ان کی قضا نہیں۔

☆ چھ یا اس سے زیادہ نمازیں قضا ہوئیں تو ان کو ادا کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے مگر جلد سے جلد ان کو ادا کر لینا چاہیے۔

☆ نمازیں قضا ہو گئیں تو ان کو ادا کرنا ضروری ہے۔ جب تک ادا نہیں کرتا بریٔ الذمہ نہیں ہوگا۔

☆ سورج نکلنے، سورج ڈوبنے اور زوال کے وقت قضا نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (اس کی تفصیل نماز کے مکروہ وقتوں کے بیان میں گزری ہے)

☆ جس شخص کی پانچ یا اس سے کم نمازیں قضا ہوں اس کو صاحب ترتیب کہتے ہیں۔

☆ صاحب ترتیب پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نماز بالترتیب پڑھے۔

☆ صاحبِ ترتیب نے اگر وقت میں گنجائش ہونے کے باوجود وقتی نماز قضا نماز سے پہلے

پڑھ لی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

☆ جس دن اور جس وقت کی نماز قضا ہو اس دن اور اس وقت کی نیت قضا میں ضروری ہے۔ مثلاً اگر جمعہ کے روز فجر کی نماز قضا ہوئی تو اس طرح نیت کرے ”میں نے جمعہ کے فجر فرض کی دو رکعت نماز قضا کی نیت کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر“۔ اسی پر دوسری نمازوں کی نیتوں کو قیاس کرنا چاہیے۔

☆ اگر مہینہ، دو مہینہ یا سال، دو سال کی نمازیں قضا ہو جائیں تو اس صورت میں جو نماز مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے تو اس طرح نیت کرے ”میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمے باقی ہیں ان میں سے پہلے ظہر فرض کی نیت کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر“ اسی پر دوسری نمازوں کی نیتوں کو قیاس کرنا چاہیے۔

☆ جو رکعتیں ادا میں سورت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ قضا میں بھی سورت کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورت کے پڑھی جاتی ہیں وہ قضا میں بھی بغیر سورت کے پڑھی جائیں گی۔

☆ بعض لوگ شبِ قدر یا رمضان کے آخری جمعہ کو قضائے عمری کے نام سے دو یا چار رکعتیں پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضا اسی ایک نماز سے ادا ہو گئی، یہ خیال باطل ہے۔ جب تک ہر ایک نماز کی قضا الگ الگ نہ پڑھیں گے بریٔ الذمہ نہ ہوں گے۔

☆ بعض لوگ بہت سی فرض نمازیں جو ان سے قضا ہو گئی ہیں انہیں ادا نہیں کرتے ہیں اور نفل نمازیں پڑھتے ہیں، ان کو چاہیے کہ جلد سے جلد ان نمازوں کو ادا کریں۔ پھر اگر ممکن ہو تو نفل بھی پڑھیں ورنہ نفل کی جگہ پر اپنی قضا نمازوں ہی کو ادا کریں۔

سجودِ سہو کا بیان

☆سہو کا معنی ہے بھولنا۔نماز میں کبھی کبھی بھول کر کوئی خاص خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس خرابی کو دور کرنے کے لیے قعدۂ اخیرہ میں دو سجدے کیے جاتے ہیں ان کو سجودِ سہو کہتے ہیں۔

☆سجودِ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں التحیات پوری پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کریں پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

☆جو باتیں نماز میں واجب ہیں ان میں سے کسی ایک کے بھول کر چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔مثلاً فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں الحمد یا سورت پڑھنا بھول گیا یا الحمد سے پہلے سورت پڑھ دی تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوتا ہے۔

☆نماز میں جو باتیں فرض ہیں ان کے چھوٹ جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

☆جو باتیں نماز میں سنت یا مستحب ہیں ان کے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ نماز ہو جاتی ہے مگر نماز کا دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

☆کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو نماز نہیں ہوگی اور سجدۂ سہو سے اس نماز کی تلافی بھی نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

☆اگر بھول کر کسی واجب کو چھوڑ دیا اور سجدۂ سہو نہ کیا جب بھی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

☆ایک نماز میں کئی واجب چھوٹ گئے تو یہی دو سجود سہو کرنا کافی ہوں گے۔

☆رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں بھول کر قرآن شریف پڑھ دیا تب بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

☆فرض یا وتر میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔اگر دو رکعت کے بعد بھول کر قعدۂ اولیٰ کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو رہا تھا کہ یاد آ گیا تو اگر ابھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا ہے تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹا تب بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

☆اگر فرض کا قعدۂ اخیرہ نہیں کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور التحیات پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدے سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا چاہیے کہ مغرب کے علاوہ دوسری نمازوں میں ایک رکعت اور ملائے تاکہ رکعتیں طاق نہ رہ جائیں اور فرض نماز دوبارہ پڑھے۔

☆سنت اور نفل میں ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے۔

☆اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔

☆اگر قعدۂ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور دوبارہ التحیات پڑھے بغیر سجدۂ سہو کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

☆ قعدۂ اولیٰ میں بھول کر درود شریف بھی پڑھ دی تو اگر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا یا اس سے زیادہ کہہ لیا تو سجدۂ سہو کرے ورنہ نہیں۔مگر یہ حکم صرف فرض، وتر اور ظہر و جمعہ کی پہلی چار رکعت والی سنتوں کے لیے ہے، رہے دوسرے سنن و نوافل تو ان کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے۔

☆امام نے اگر جہری نماز میں بھول کر ایک آیت کی مقدار آہستہ پڑھا یا سری نماز میں بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔اگر ایک یا دو کلمے پڑھے تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

☆اگر منفرد نے سری نماز میں ایک آیت کے برابر بلند آواز سے پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔اگر جہری نماز میں آہستہ پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

☆قراءت وغیرہ کسی موقع پر رک کر سوچنے لگا اور تین تسبیح کی مقدار وقفہ کر دیا تو سجدۂ سہو

واجب ہے۔ اگراس سے کم ہے تو واجب نہیں۔

☆ جس پر سجدۂ سہو واجب تھا اور بھول کر سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہیں ہوا۔ لہٰذا جب تک بات چیت وغیرہ کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کے منافی ہے، سجدۂ سہو کرے اور پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔

☆ اگر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا اور تنہا پڑھنے والے نے سجدۂ سہو کر لیا تو اس کی نمازیں ہو گئیں۔ اگر امام نے ایسا کیا تو امام اور وہ مقتدی کہ جس نے پہلی رکعت سے آخر تک امام کے ساتھ نماز پڑھی ان سب کی نماز ہو گئی لیکن مسبوق یعنی وہ مقتدی جو کچھ رکعت ہو جانے کے بعد جماعت میں شریک ہوا اس کی نماز نہیں ہوئی۔

☆☆☆

درس (۳۶)

بیمار کی نماز

☆ اگر بیماری کے سبب کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ہوتا ہے جو برداشت سے باہر ہے تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر پڑھے۔

☆ اگر خادم یا لاٹھی یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے، اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نہیں ہو گی۔

☆ اگر کچھ دیر کھڑا ہو سکتا ہے، اگر چہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اُتنا کہے، پھر بیٹھے، ورنہ نماز نہیں ہو گی۔

☆ بیماری کی وجہ سے اگر رکوع سجدہ بھی نہیں کر سکتا ہے تو اس صورت میں اشارہ سے رکوع سجدہ کرے۔ سجدہ کے اشارے میں رکوع کے مقابل سر کو زیادہ جھکائے۔

☆ اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا ہے تو لیٹ کر نماز پڑھے، اس طرح کہ چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پیر کرے مگر پھیلائے نہیں بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کر لے اور رکوع وسجدہ سر جھکا کر اشارہ سے کرے، یہ صورت افضل ہے۔

☆ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کہ داہنے یا بائیں کروٹ لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کرے۔

☆ اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے، پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

سجدۂ تلاوت

☆ قرآن شریف میں چودہ مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہوتا ہے، اس سجدے کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

☆ قرآن مقدس کے چودہ مقامات پر سجودِ تلاوت واجب ہیں۔ وہ چودہ مقامات حسب ذیل ہیں:

(۱) سورۂ اعراف (۲) سورۂ رعد (۳) سورۂ نحل (۴) سورۂ اسراء (۵) سورۂ مریم (۶) سورۂ حج (۷) سورۂ فرقان (۸) سورۂ نمل (۹) سورۂ سجدہ (۱۰) سورۂ ص (۱۱) سورۂ حٰم سجدہ (۱۲) سورۂ نجم (۱۳) سورۂ انشقاق (۱۴) سورۂ اقرأ۔

☆ سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

☆ سجدۂ تلاوت کے لیے اللہ اکبر کہتے ہوئے نہ ہاتھ اٹھانا ہے، نہ اس میں قعدہ کرنا ہے، نہ تشہد پڑھنا ہے اور نہ ہی سلام پھیرنا ہے۔

☆ اگر بیٹھ کر سجدہ کیا تب بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ مگر مسنون یہی ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد پھر کھڑا ہو جائے۔

☆تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے تمام شرائط کا پایا جانا، سجدۂ تلاوت کے لیے بھی ضروری ہے۔

☆سجدۂ تلاوت کی نیت اس طرح کریں گے ''میں نے سجدۂ تلاوت کی نیت کی، اللہ تعالیٰ کے واسطے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر''۔

☆اردو یا اور کسی زبان میں آیت سجدہ کا ترجمہ سنے تب بھی سجدہ واجب ہے۔

☆اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں۔ ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

☆اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب ہے۔ تین آیت سے زیادہ کی تاخیر کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔

☆نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد رکوع کر کے نماز کا سجدہ کیا تو اگر چہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کیا ہو، سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

☆ایک مجلس میں آیتِ سجدہ کئی بار پڑھنے یا سننے سے ایک ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

☆ آیت سجدہ پڑھا یا سنا اور سجدۂ تلاوت کر لیا، پھر وہی آیت اسی مجلس میں دوبارہ پڑھا یا سنا تو وہی سجدہ کافی ہوگا، دوسرا سجدہ واجب نہیں۔

☆ایک یا دو لقمہ کھانا، ایک یا دو گھونٹ کچھ پینا، کھڑے ہو جانا، ایک یا دو قدم چلنا، سلام کا جواب دینا، ایک دو بات کر لینا، مسجد یا مکان کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے کی طرف چلنا، ان تمام صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔

☆اگر مکان بہت بڑا ہے تو اس میں ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک چلنے سے مجلس بدل جائے گی۔

☆ تین لقمے کھانا، تین گھونٹ کچھ پینا، تین کلمے بولنا، تین قدم میدان میں چلنا، نکاح یا خرید و فروخت کرنا، ان تمام صورتوں میں مجلس بدل جائے گی۔

مسافر کی نماز

☆شریعت میں مسافر اس شخص کو کہتے ہیں جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا۔

☆میل کے حساب سے خشکی کے راستے پر تین دن کی مقدار تقریباً ۹۲ رکلومیٹر ہے۔

☆اگر کوئی شخص موٹر سائیکل، بس، ٹرین، ہوائی جہاز وغیرہ سے تین دن کا راستہ (۹۲ رکلو میٹر) تھوڑے وقت میں طے کر لے تب بھی وہ مسافر رہے گا۔

☆اگر تین دن کے راستے کے ارادے سے نکلا مگر درمیان میں ضمنی طور پر ٹھہرنا ہے تب بھی مسافر رہے گا۔

☆اگر اس ارادے سے نکلا کہ دو دن کی راہ پر جاتا ہوں، پھر وہاں سے ایک دن کی راہ پر جاؤں گا تو مسافر نہ ہوگا۔

☆ مسافر پر واجب ہے کہ قصر کرے۔ یعنی ظہر، عصر اور عشا چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو رکعت پڑھے، اس کے حق میں وہی دو رکعت پوری نماز ہے۔

☆ مسافر نے اگر جان بوجھ کر چار رکعت پڑھی اور دونوں قعدے کیے تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہ گار اور عذاب کا مستحق ہوگا توبہ کرے۔ اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا، تو فرض ادا نہ ہوگا۔

☆ فجر، مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

☆سنتوں میں قصر نہیں، اگر موقع ہو تو پڑھے ورنہ معاف ہیں۔

☆ مسافر جب بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے، اس وقت سے نماز میں قصر کرنا شروع کرے۔

☆اگر آبادی سے باہر بس اسٹینڈ اور ریلوے اسٹیشن ہوں اور یہ تین دن کے راستے تک سفر کا ارادہ بھی رکھتا ہے تو بس اسٹینڈ یا ریلوے اسٹیشن پہنچنے کے بعد قصر کرے۔

☆ اگر دو یا ڈھائی دن کی راہ پر نکلا، وہاں پہنچ کر پھر دوسری جگہ کا ارادہ کیا، وہ بھی تین دن سے کم ہے تو مسافر نہ ہوگا۔

☆ جب تک ایک ساتھ پورے تین دن یا اس سے زیادہ کا ارادہ نہ کرے، مسافر نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر دو، دو، ڈھائی، ڈھائی دن کی راہ کے ارادہ سے چلتا رہا تو اسی طرح اگر ساری دنیا گھوم آئے، مسافر نہ ہوگا۔

☆ مسافر جب تک پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے، اس وقت تک قصر کرتا رہے۔

☆ مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھے، قصر نہ کرے۔

☆ مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار چپ رہے۔

☆ مسافر امام نے اگر چار رکعت پڑھا دی تو مقیم مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔

☆☆☆

درس (۳۷)

نمازِ جمعہ

☆ جمعہ کی نماز فرض ہے اور اس کی فرضیت کی تاکید ظہر سے زیادہ ہے۔

☆ جمعہ فرض ہونے کے لیے گیارہ باتوں کا پایا جانا شرط ہے۔

(۱) شہر میں مقیم ہونا۔ (۲) آزاد ہونا۔ (۳) بیمار نہ ہونا۔ (۴) مرد ہونا۔ (۵) عاقل ہونا۔ (۶) بالغ ہونا۔ (۷) آنکھ والا ہونا۔ (۸) چلنے پر قادر ہونا۔ (۹) قید میں نہ ہونا۔ (۱۰) حاکم یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا۔ (۱۱) بارش یا آندھی وغیرہ کا اس قدر نہ ہونا کہ جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔

☆ مسافر اور غلام پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ ☆ اتنا بیمار ہے کہ جمعہ مسجد تک جا نہیں سکتا، اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ ☆ عورت، مجنون اور نابالغ پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔

☆ اندھے، لنجے اور ایسے فالج والے پر جو مسجد تک نہ جا سکتا ہو، جمعہ فرض نہیں۔

☆ جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں، اگر وہ لوگ جمعہ میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز ہو جائے گی، یعنی ظہر کی نماز ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

☆ جمعہ جائز ہونے کیلئے چھ شرطیں ہیں، ان میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جمعہ ہوگی ہی نہیں۔ (۱) مصر یا فنائے مصر ہونا۔ (۲) بادشاہ یا اس کا نائب جمعہ کی نماز قائم کرے، اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو سب سے بڑا سُنّی صحیح العقیدہ عالم قائم کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو لوگ جس کو اپنا امام بنائیں وہ قائم کرے۔ (۳) ظہر کے وقت کا ہونا۔ (۴) نماز سے پہلے خطبہ ہونا۔ (۵) جماعت کا ہونا، یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین لوگ ہوں۔ (۶) اِذنِ عام ہونا۔

☆ مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا تحصیل ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں۔ مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے فنائے مصر کہتے ہیں، جیسے اسٹیشن اور قبرستان۔

☆ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہو بند نہ کیا جائے کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لیں غنیمت ہے۔

☆ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی۔

☆ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے باوجود ظہر کی نماز فرض پڑھی جائے گی، احتیاط الظہر پڑھنا درست نہیں۔

☆ ظہر کے وقت سے پہلے یا وقت نکلنے کے بعد نماز جمعہ پڑھی تو نہ ہوئی۔

☆ نماز جمعہ کے دوران عصر کا وقت آ گیا تو نماز جمعہ باطل ہو گئی، ظہر کی قضا پڑھی جائے گی۔

☆ جس وقت جمعہ کا خطبہ شروع کرے، وقت اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ خطبہ ختم کر کے جمعہ کی فرض نماز ادا کر لے۔

☆ جمعہ کی نماز کے لیے امام کے علاوہ کم از کم تین لوگوں کا شریکِ جماعت ہونا ضروری ہے۔

☆ جمعہ کے لیے اذنِ عام کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے، آئے اور کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

جمعہ کے لیے انیس (۱۹) باتیں سُنّت ہیں:

☆ خطیب کا پاک ہونا۔ ☆ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا۔ ☆ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ ☆ حاضرین کا خطیب کی طرف متوجہ ہونا۔ ☆ خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ ☆ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ ☆ لفظ الحمد سے شروع کرنا۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی ثنا کرنا۔ ☆ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔ ☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ ☆ کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ ☆ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ ☆ دوسرے میں حمد و ثنا، شہادت اور درود کا اعادہ کرنا۔ ☆ دوسرے مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔ ☆ دونوں خطبوں کا خفیف ہونا۔ ☆ دونوں خطبوں کے درمیان تین آیت کی مقدار بیٹھنا۔

متفرق مسائل

☆ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پورا خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان کو ملانا دونوں باتیں خلافِ سُنّت اور مکروہ ہیں۔

☆ خطبہ کی اذان امام کے سامنے مسجد کے باہر دینا سُنّت ہے۔

عید و بَقَر عید

☆ عید اور بقر عید کی نماز واجب ہے۔ ☆ عیدین کی نمازوں کے واجب اور جائز ہونے کی

بھی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے واجب اور جائز ہونی کی ہیں۔

☆ جمعہ اور عیدین میں فرق یہ ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے مگر عیدین میں سُنّت ہے۔

☆ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد۔

☆ تیسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ میں اذان اور اقامت ہوتی ہے مگر عیدین کے لیے نہ اذان کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت، صرف دو بار اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہنے کی اجازت ہے۔

☆ عید اور بقر عید کی نماز کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد سے زوال کے پہلے تک ہے۔

☆ عید اور بقر عید کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔ تین پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قراءت کے بعد۔

☆ عید اور بقر عید کی نمازوں کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس طرح نیت کرے ''میں نے دو رکعت نماز عید الفطر (اگر بقر عید ہو تو عید الفطر کی جگہ عید الاضحیٰ کہے) کی نیت کی، زائد چھ تکبیروں کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے: پیچھے اس امام کے) منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر''، اللہ اکبر کہنے سے پہلے کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے، پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، پھر دوبارہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا چھوڑ دے، تیسری بار کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے، اس کے بعد امام آہستہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد کے ساتھ کوئی سورت پڑھے، پھر رکوع اور سجدے سے فارغ ہو کر دوسری رکعت میں پہلے الحمد کے ساتھ کوئی سورت پڑھے، پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جائے، ہر بار اللہ اکبر کہے اور کسی مرتبہ ہاتھ نہ باندھے۔ چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعا مانگے۔

☆☆☆

درس (۳۸)

جمعہ کا خُطبۂ اُولیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا۔ وَ اَقَامَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّآئِیْنَ الْهَالِکِیْنَ شَفِیْعًا۔ فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَ سَلَّمَ وَ بَارَکَ عَلَیْهِ وَ عَلٰى کُلِّ مَنْ هُوَ مَحْبُوْبٌ وَّ مَرْضِیٌّ لَّدَیْهِ۔ صَلٰوةً تَبْقٰى وَ تَدُوْمُ۔ بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ۔ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَیَا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اُوْصِیْکُمْ وَ نَفْسِیْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی السِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ۔ فَاِنَّ التَّقْوٰى سَنَامُ ذُرَى الْاِیْمَانِ۔ وَ اذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّ حَجَرٍ۔ وَّ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ وَ اقْتَفُوْٓا اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ سَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ فَاِنَّ السُّنَنَ هِیَ الْاَنْوَارُ۔ وَ زَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ عَلَیْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ التَّسْلِیْمِ۔ فَاِنَّ الْحُبَّ هُوَ الْاِیْمَانُ کُلُّهٗ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِهٖ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ عَلَیْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ اَکْرَمُ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِیْمِ۔ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰى۔ وَ اسْتَعْمَلَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِسُنَّتِهٖ وَ حَیَّانَا وَ اِیَّاکُمْ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ۔ وَ تَوَفَّانَا وَ اِیَّاکُمْ عَلٰى مِلَّتِهٖ۔ وَ حَشَرَنَا وَ اِیَّاکُمْ فِیْ زُمْرَتِهٖ وَ سَقَانَا وَ اِیَّاکُمْ مِّنْ شَرْبَتِهٖ۔ شَرَابًا هَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا سَآئِغًا لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهٗٓ اَبَدًا۔ وَّ اَدْخَلَنَا وَ اِیَّاکُمْ فِیْ

جَنَّتِهٖ بِمَنِّهٖ وَ رَحْمَتِهٖ وَ کَرَمِهٖ وَ رَأْفَتِهٖ۔ اِنَّهٗ هُوَ الرَّؤُوْفُ الرَّحِیْمُ۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ۔ اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰى۔ وَ الذَّنْبُ لَا یُنْسٰى۔ وَ الدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ۔ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔ بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَّادٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَ لَکُمْ وَ لِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

جمعہ کا خُطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ۔ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ۔ وَ مَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ اَبَدًا۔ لَا سِیَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِیْقِ۔ وَ اَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِیْقِ۔ اَلْمَوْلَى الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُشَاهِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَ عَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ۔ مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَ الْمِحْرَابِ۔ الْمُوَافِقِ رَأْیُهٗ لِلْوَحْیِ وَ الْکِتَابِ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ غَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ۔ اِمَامِ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَ عَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ۔ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَ الْاِیْمَانِ۔ مُجَهِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَةِ فِیْ رِضَى الرَّحْمٰنِ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْاِمَامِ۔

اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ۔ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ۔
حَلاَّلِ الْمُشْکِلاَتِ وَ النَّوَآئِبِ۔ دَفَّاعِ الْمُعْضِلاَتِ وَ الْمَصَآئِبِ۔ اَخِ الرَّسُوْلِ۔ وَ
زَوْجِ الْبَتُوْلِ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلاَنَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَ۔ وَ عَلٰی
ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّہِیْدَیْنِ۔ الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الظَّاہِرَیْنِ
الْبَاہِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاہِرَیْنِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ
الْحُسَیْنِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ وَ عَلٰی اُمِّہِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ۔ الْبَتُوْلِ
الزَّہْرَآءِ۔ فِلْذَۃِ کَبِدِ خَیْرِ الْاَمْنْبِیَآءِ۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ سَلاَمُہُ عَلٰی اَبِیْہَا
الْکَرِیْمِ۔ وَ عَلَیْہَا وَ عَلٰی بَعْلِہَا وَ ابْنَیْہَا۔ وَ عَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَہَّرَیْنِ مِنَ
الْاَدْنَاسِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ۔ وَ عَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ
الْاَنْصَارِ وَ الْمُہَاجِرَۃِ۔ وَ عَلَیْنَا مَعَہُمْ یَآ اَہْلَ التَّقْوٰی وَ اَہْلَ الْمَغْفِرَۃِ۔ اَللّٰہُمَّ
انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ
صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ۔ رَبَّنَا یَا مَوْلاَنَا وَ اجْعَلْنَا مِنْہُمْ۔ وَ اخْذُلْ مَنْ
خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ۔ رَبَّنَا یَا مَوْلاَنَا وَ لاَ تَجْعَلْنَا مِنْہُمْ۔ عِبَادَ اللّٰہِ۔ رَحِمَکُمُ
اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی۔ وَ یَنْہٰی عَنِ
الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ
اَوْلٰی وَ اَجَلُّ وَ اَعَزُّ وَ اَتَمُّ وَ اَہَمُّ وَ اَعْظَمُ وَ اَکْبَرُ ۝

☆☆☆

درس (۳۹)

عید الفطر کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا نَقُوْلُ وَ خَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَبْلَ کُلِّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَعْدَ کُلِّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَعَ کُلِّ شَیْئٍ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَبْقٰی رَبُّنَا وَ یَفْنٰی کُلُّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلاَلِ وَجْہِہٖ
الْکَرِیْمِ وَ عَظِیْمِ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ۔ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَہُ الْاَنْبِیَآئُ وَ الْمُرْسَلُوْنَ۔
وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ وَ عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحُوْنَ۔ وَ خَیْرًا مِّنْ کُلِّ ذَالِکَ کَمَا حَمِدَ
نَفْسَہٗ فِیْ کِتَابِہِ الْمَکْنُوْنِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ
لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَ اَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَکْمَلُ تَسْلِیْمَاتِ اللّٰہِ۔ وَ اَنْمٰی بَرَکَاتِ اللّٰہِ۔ وَ
اَزْکٰی تَجَلِّیَاتِ اللّٰہِ۔ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ۔ وَ سِرَاجِ اُفُقِ اللّٰہِ۔ وَ قَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہِ۔
الْمَبْعُوْثِ بِتَیْسِیْرِ اللّٰہِ وَ رِفْقِ اللّٰہِ۔ اِمَامِ حَضْرَۃِ اللّٰہِ وَ زِیْنَۃِ عَرْشِ اللّٰہِ۔ وَ عُرُوْسِ
مَمْلِکَۃِ اللّٰہِ۔ نَبِیِّ الْاَنْبِیَآءِ۔ عَظِیْمِ الرَّجَآءِ۔ عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَ الْعَطَآءِ۔ مَاحِی
الذُّنُوْبِ وَ الْخَطَآءِ۔ حَبِیْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ السَّمَآءِ۔ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ
الطِّیْنِ وَ الْمَآءِ۔ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ۔ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ۔ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ۔ وَسِیْلَتِنَا فِی
الدَّارَیْنِ۔ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ۔ الْمُزَیَّنِ بِکُلِّ زَیْنٍ۔ الْمُنَزَّہِ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ وَّ شَیْنٍ۔
جَدِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ۔ دُرِّ اللّٰہِ الْمَکْنُوْنِ۔ سِرِّ اللّٰہِ الْمَخْزُوْنِ۔ نُوْرِ الْاَفْئِدَۃِ وَ
الْعُیُوْنِ۔ سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ۔ عَالِمِ مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ۔ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ۔ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔ مَعْدَنِ اَنْوَارِ
اللّٰہِ۔ وَ مَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰہِ۔ وَ خَزَآئِنِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔ وَ مَوَآئِدِ نِعْمَۃِ اللّٰہِ۔ نَبِیِّنَا وَ حَبِیْبِنَا
وَ شَفِیْعِنَا وَ مَلِیْکِنَا۔ وَ غَوْثِنَا وَ غَیَاثِنَا وَ مُغِیْثِنَا۔ وَ عَوْنِنَا وَ مُعِیْنِنَا۔ وَ وَکِیْلِنَا وَ

كَفِيْلِنَا۔ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَانَا وَمَاوَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنِ۔ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ وَ عِتَرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ۔ وَ اَوْلِيَآءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ۔ وَ عُلَمَآءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ۔ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ وَ بِهِمْ وَ لَهُمْ وَ فِيْهِمْ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِّتْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا مَّلِكًا جَبَّارًا۔ لِلذُّنُوْبِ غَفَّارًا۔ وَّ لِلْعُيُوْبِ سَتَّارًا۔ شَهَادَةً يُّحَيّٰى بِهَا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ۔ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ شَهَادَةً نَّتَّقِىْ بِهَآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النِّيْرَانِ۔ وَنَدْخُلُ بِهَا مَعَ الرَّحِيْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَيَآ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ رَحِمَنَا وَ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ۔ يَوْمٌ يَّتَجَلّٰى فِيْهِ رَبُّكُمْ بِاسْمِهِ الْكَرِيْمِ۔ وَ يَغْفِرُ فِيْهِ لِلصَّآئِمِيْنَ۔ اَلاَ وَ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ۔ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ۔ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ الرَّحْمٰنِ۔ اَلاَ وَاِنَّ فِى الْجَنَّةِ بَابًا يُّقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ۔ لَا يَدْخُلُهٗٓ اِلاَّ الصَّآئِمُوْنَ لِوَجْهِ الْكَرِيْمِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَلاَ وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَوْجَبَ عَلَيْكُمْ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلاً عَنِ الْحَاجَةِ الْاَصْلِيَّةِ عَنْ نَّفْسِهٖ وَعَنْ صِغَارِ الذُّرِّيَّةِ۔ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ اَوْ زَبِيْبٍ۔ اَلاَ وَاِنَّهَا لَطُهْرَةٌ لِّصِيَامِكُمْ عَنِ اللَّغْوِ وَ الرَّفَثِ۔ وَاِنَّ الصِّيَامَ مُعَلَّقَةٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ حَتّٰى تُؤَدّٰى هٰذِهِ

الصَّدَقَةُ۔ فَاَدُّوْهَا طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسُكُمْ۔ تَقَبَّلَهَا اللّٰهُ وَ الصِّيَامَ مِنَّا وَ مِنْكُمْ وَمِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَلاَ وَاِنَّ رَبَّكُمْ فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تَتْرُكُوْهَا۔ وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا۔ اَلاَ وَ اِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَّ لَكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى فَاسْلُكُوْهَا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَيَآ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اُوْصِيْكُمْ وَنَفْسِىْ بِتَقْوَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِى السِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ۔ فَاِنَّ التَّقْوٰى سَنَامُ ذُرَى الْاِيْمَانِ۔ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَّ حَجَرٍ۔ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ وَّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ وَ اقْتَفُوْٓا اٰثَارَ سُنَنِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فَاِنَّ السُّنَنَ هِىَ الْاَنْوَارُ۔ وَزَيِّنُوْا قُلُوْبَكُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَ التَّسْلِيْمِ۔ فَاِنَّ الْحُبَّ هُوَ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ۔ اَلاَ لَآ اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلاَ لَآ اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلاَ لَآ اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اِيَّاكُمْ حُبَّ حَبِيْبِهٖ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ۔ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ اَكْرَمُ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِيْمِ۔ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضٰى۔ وَ اسْتَعْمَلَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِسُنَّتِهٖ۔ وَ حَيَّانَا وَ اِيَّاكُمْ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ۔ وَ تَوَفَّانَا وَ اِيَّاكُمْ عَلٰى مِلَّتِهٖ۔ وَ حَشَرَنَا وَ اِيَّاكُمْ فِىْ زُمْرَتِهٖ۔ وَ سَقَانَا وَ اِيَّاكُمْ مِّنْ شَرْبَتِهٖ۔ شَرَابًا هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا سَآئِغًا لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ وَّ اَدْخَلَنَا وَ اِيَّاكُمْ فِىْ جَنَّتِهٖ۔ بِمَنِّهٖ وَ رَحْمَتِهٖ۔ وَ كَرَمِهٖ وَ رَاْفَتِهٖ۔ اِنَّهٗ هُوَ الرَّئُوْفُ الرَّحِيْمُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى۔ وَ الذَّنْبُ لَا يُنْسٰى۔ وَ الدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ۔ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِیْمِ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ۔ جَوَادٌ مَبَرٌّ رَّئُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَ لَکُمْ۔ وَ لِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ۔ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؀

عید الفطر کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ۔ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ اَبَدًا۔ لَا سِیَّمَا عَلٰٓی اَوَّلِھِمْ بِالتَّصْدِیْقِ۔ وَ اَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ۔ اَلْمَوْلَی الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُشَاھِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَ عَلٰٓی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ۔ مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَ الْمِحْرَابِ۔ الْمُوَافِقِ رَأْیُہٗ لِلْوَحْیِ وَ الْکِتَابِ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ غَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ۔ اِمَامِ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ۔ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَ الْاِیْمَانِ۔ مُجَھِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَۃِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ۔ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ۔ حَلَّالِ الْمُشْکِلَاتِ وَ النَّوَآئِبِ۔ دَفَّاعِ الْمُعْضِلَاتِ وَ الْمَصَآئِبِ۔ اَخِ الرَّسُوْلِ۔ وَ زَوْجِ الْبَتُوْلِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ۔ وَعَلٰی ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ۔ الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الظَّاھِرَیْنِ الْبَاھِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاھِرَیْنِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔ وَ عَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ۔ الْبَتُوْلِ الزَّھْرَآءِ۔ فِلْذَۃِ کَبِدِ خَیْرِ الْاَمْبِیَآءِ۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ سَلَامُہٗ عَلٰی اَبِیْھَا الْکَرِیْمِ۔ وَ عَلَیْھَا وَ عَلٰی بَعْلِھَا وَ ابْنَیْھَا۔ وَ عَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَۃَ حَمْزَۃَ وَ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ۔ وَ عَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَ الْمُھَاجِرَۃِ۔ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ یَآ اَھْلَ التَّقْوٰی وَ اَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ۔ رَبَّنَا یَا مَوْلَانَا وَ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا یَا مَوْلَانَا وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ عِبَادَ اللّٰہِ! رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی۔ وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَجَلُّ وَ اَعَزُّ وَ اَتَمُّ وَ اَھَمُّ وَ اَعْظَمُ وَ اَکْبَرُ ؀

☆☆☆

درس (۴۰)

عیدالاضحیٰ کا پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَبْلَ کُلِّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَعْدَ کُلِّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَعَ کُلِّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی کُلُّ شَیْئٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَہُ الْاَنْبِیَآئُ وَالْمُرْسَلُوْنَ۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ وَعِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحُوْنَ۔ وَخَیْرًا مِّنْ کُلِّ ذَالِکَ کَمَا حَمِدَ نَفْسَہٗ فِیْ کِتَابِہِ الْمَکْنُوْنِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہِ۔ وَاَکْمَلُ تَسْلِیْمَاتِ اللّٰہِ۔ وَاَنْمٰی بَرَکَاتِ اللّٰہِ۔ وَاَزْکٰی تَجَلِّیَاتِ اللّٰہِ۔ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ۔ وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰہِ۔ وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہِ۔ الْمَبْعُوْثِ بِتَیْسِیْرِ اللّٰہِ وَرِفْقِ اللّٰہِ۔ اِمَامِ حَضْرَۃِ اللّٰہِ وَزِیْنَۃِ عَرْشِ اللّٰہِ۔ وَعُرُوْسِ مَمْلِکَۃِ اللّٰہِ۔ نَبِیِّ الْاَنْبِیَآئِ۔ عَظِیْمِ الرَّجَآئِ۔ عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآئِ۔ مَاحِی الذُّنُوْبِ وَالْخَطَآئِ۔ حَبِیْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآئِ۔ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآئِ۔ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ۔ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ۔ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ۔ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ۔ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ۔ الْمُزَیَّنِ بِکُلِّ زَیْنٍ۔ الْمُنَزَّہِ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ وَّشَیْنٍ۔ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ۔ دُرِّ اللّٰہِ الْمَکْنُوْنِ۔ سِرِّ اللّٰہِ الْمَخْزُوْنِ۔ نُوْرِ الْاَفْئِدَۃِ وَالْعُیُوْنِ۔ سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْنِ۔ عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔ مَعْدَنِ اَنْوَارِ اللّٰہِ۔ وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰہِ۔ وَخَزَآئِنِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ۔ وَمَوَآئِدِ نِعْمَۃِ اللّٰہِ۔ نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا

وَشَفِیْعِنَا وَمَلِیْکِنَا۔ وَغَوْثِنَا وَغِیَاثِنَا وَمُغِیْثِنَا۔ وَعَوْنِنَا وَمُعِیْنِنَا۔ وَوَکِیْلِنَا وَکَفِیْلِنَا۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَانَا وَمَاوَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ۔ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ۔ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاہِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ وَعِتْرَتِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ۔ وَاَوْلِیَآئِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْنَ۔ وَعُلَمَآئِ اُمَّتِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُرْشِدِیْنَ۔ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ وَبِھِمْ وَلَھُمْ وَفِیْھِمْ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ اِلٰھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِّتْرًا حَیًّا قَیُّوْمًا مَّلِکًا جَبَّارًا۔ لِلذُّنُوْبِ غَفَّارًا۔ وَّلِلْعُیُوْبِ سَتَّارًا۔ شَھَادَۃً یُّحَیّٰی بِھَا وَجْہُ الرَّحْمٰنِ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔ شَھَادَۃً تُتَّقِیْ بِھَآ اِنْ شَآئَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ النِّیْرَانِ۔ وَنَدْخُلُ بِھَا مَعَ الرَّحِیْلِ الْاَوَّلِ دَارَ الْجِنَانِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔ رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ۔ قَالَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ۔ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَا مِنْ اَیَّامٍ نِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ۔ وَقَالَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ۔ وَاِنَّہٗ لَیَاتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ۔ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اَلَا وَاِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ قَدْ اَوْجَبَ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَّمْلِکُ النِّصَابَ فَاضِلاً عَنْ حَوَآئِجِهِ الْاَصْلِیَّةِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ اَنْ یَّنْحَرَ الْاُضْحِیَّةَ۔ وَ وَقْتُهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِیْدِ الْاَضْحٰی لِلْبَلَدِیِّ وَ لِلْاَعْرَابِیِّ بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ هٰذَا الْیَوْمِ۔ فَحَسِّنُوْا الْاُضْحِیَّةَ۔ وَ لَا تَذْبَحُوْا عَرْجَآءَ وَ لَا عَوْرَآءَ وَ لَا عَجْفَآءَ وَ لَا مَقْطُوْعَةَ الْاُذُنِ وَ لَوْ لِوَاحِدَةٍ۔ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ۔ حَسِّنُوْا ضَحَایَاکُمْ فَاِنَّهَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ۔ فَعَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ شَاةٌ۔ سَوَآءٌ کَانَتْ ذَکَرًا اَوْ اُنْثٰی۔ اَوْ سُبُعُ الْبَقَرَةِ اَوِ الْاِبِلِ۔ وَ کَبِّرُوْا عَقِیْبَ الصَّلَوَاتِ الْمَفْرُوْضَةِ مِنْ فَجْرِ الْعَرَفَةِ اِلٰی عَصْرِ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَلَا وَ اِنَّ رَبَّکُمْ فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تَتْرُکُوْهَا۔ وَ حَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا۔ اَلَا وَ اِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ سَنَّ لَکُمْ سُنَنَ الْهُدٰی فَاسْلُکُوْهَا۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ فَیَآ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ وَ نَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِی السِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ۔ فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ۔ وَ اذْکُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّ حَجَرٍ۔ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ وَّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ وَ اقْتَفُوْٓا اٰثَارَ سُنَنِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ سَلَامُهٗ عَلَیْهِ وَ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ فَاِنَّ السُّنَنَ هِیَ الْاَنْوَارُ۔ وَ زَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِیْمِ۔ فَاِنَّ الْحُبَّ هُوَ الْاِیْمَانُ

کُلُّهٗ۔ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ اَلَا لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهٗ۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَ اِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِهٖ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ عَلَیْهِ وَ عَلٰٓی اٰلِهٖ اَکْرَمُ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِیْمِ۔ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَ یَرْضٰی۔ وَ اسْتَعْمَلَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِسُنَّتِهٖ۔ وَ حَیَّانَا وَ اِیَّاکُمْ عَلٰی مَحَبَّتِهٖ۔ وَ تَوَفَّانَا وَ اِیَّاکُمْ عَلٰی مِلَّتِهٖ۔ وَ حَشَرَنَا وَ اِیَّاکُمْ فِیْ زُمْرَتِهٖ۔ وَ سَقَانَا وَ اِیَّاکُمْ مِّنْ شَرْبَتِهٖ۔ شَرَابًا هَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا سَآئِغًا لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهٗٓ اَبَدًا۔ وَّ اَدْخَلَنَا وَ اِیَّاکُمْ فِیْ جَنَّتِهٖ۔ بِمَنِّهٖ وَ رَحْمَتِهٖ۔ وَ کَرَمِهٖ وَ رَاْفَتِهٖ۔ اِنَّهٗ هُوَ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ۔ اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی۔ وَ الذَّنْبُ لَا یُنْسٰی۔ وَ الدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ۔ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ بَارَکَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیْمٌ جَوَادٌ مُّبَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَ لَکُمْ۔ وَ لِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ ٥

عید الاضحٰی کا دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ۔ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ۔

وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ
سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ۔ صَلَّی اللّٰهُ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَبَدًا۔ لَاسِیَّمَا عَلٰٓی
اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِیْقِ۔ وَ اَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِیْقِ۔ اَلْمَوْلَی الْاِمَامِ الصِّدِّیْقِ۔ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُشَاهِدِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَبِیْ بَکْرِ
نِالصِّدِّیْقِ۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ وَ عَلٰٓی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ۔ مُزَیِّنِ الْمِنْبَرِ وَ
الْمِحْرَابِ۔ الْمُوَافِقِ رَأْیُهٗ لِلْوَحْیِ وَ الْکِتَابِ۔ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنِ وَغَیْظِ الْمُنَافِقِیْنَ۔ اِمَامِ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ حَفْصٍ
عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ۔ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَ
الْاِیْمَانِ۔ مُجَهِّزِ جَیْشِ الْعُسْرَةِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِیْنَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ۔
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ۔ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ۔
حَلَّالِ الْمُشْکِلَاتِ وَ النَّوَآئِبِ۔ دَفَّاعِ الْمُعْضِلَاتِ وَ الْمَصَآئِبِ۔ اَخِ الرَّسُوْلِ۔ وَ
زَوْجِ الْبَتُوْلِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ۔ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامِ الْوَاصِلِیْنَ اِلٰی رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ۔ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْمَ۔ وَعَلٰی
ابْنَیْهِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّهِیْدَیْنِ۔ الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ النَّیِّرَیْنِ الظَّاهِرَیْنِ
الْبَاهِرَیْنِ الطَّیِّبَیْنِ الطَّاهِرَیْنِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِ نِالْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ
الْحُسَیْنِ۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا۔ وَ عَلٰی اُمِّهِمَا سَیِّدَةِ النِّسَآءِ۔ الْبَتُوْلِ
الزَّهْرَآءِ۔ فِلْذَةِ کَبِدِ خَیْرِ الْاَنْبِیَآءِ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهٗ عَلٰی اَبِیْهَا

الْکَرِیْمِ۔ وَعَلَیْهَا وَ عَلٰی بَعْلِهَا وَ ابْنَیْهَا۔ وَعَلٰی عَمَّیْهِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَهَّرَیْنِ مِنَ
الْاَدْنَاسِ۔ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ۔ وَعَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ
الْاَنْصَارِ وَ الْمُهَاجِرَةِ۔ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ یَآ اَهْلَ التَّقْوٰی وَ اَهْلَ الْمَغْفِرَةِ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ
اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ
دِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَ
بَارَکَ وَسَلَّمَ۔ رَبَّنَا یَا مَوْلَانَا وَ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ سَیِّدِنَا وَ
مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔
رَبَّنَا یَا مَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ
اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ عِبَادَ اللّٰهِ! رَحِمَکُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ وَ
اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی۔ وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ۔ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ۝

☆☆☆

آداب وادعیہ وسیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے اور آپ نے جو کام جس طریقے سے کیا ہے اسی کے مطابق ہم اپنے کاموں کی انجام دہی کریں تو یہ ہمارے لیے باعث ثواب ہے۔ اس لیے ان آداب کا جاننا بھی ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے اور جو دعائیں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاص خاص مواقع پر پڑھا کرتے تھے ان کا یاد کرنا بھی ضروری ہے۔ اگلے صفحات میں ابتدائی چند دروس میں آداب وادعیہ اور اخیر کے دروس میں سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کی جائے گی۔ آداب وادعیہ زبانی یاد کر کے ان کے مطابق اپنے شب وروز کے معمولات کی انجام دہی کریں اور سیرت رسول کو بہ غور مطالعہ کر کے اسوۂ رسول کے مطابق اپنی زندگی کے شب وروز گزارنے کی کوشش کریں۔

درس (۱)

کھانا کھانے کے آداب

☆ کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھلنا۔ ☆ ہاتھ دھلنے کے بعد نہ پوچھنا۔ ☆ مسنون طریقے پر بیٹھنا۔ (بایاں پیر بچھا دیں اور داہنا کھڑا رکھیں یا پھر یا سرین پر بیٹھیں اور دونوں گھٹنے کھڑے کر دیں) ☆ سر ڈھانک کر کھانا کھانا۔ ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔ ☆ کھانا کھانے سے پہلے دعا پڑھنا۔ ☆ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں تھوڑا سا نمک چکھنا۔ ☆ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔ ☆ پلیٹ کا جو حصہ زیادہ قریب ہے اُسی طرف سے کھانا۔ ☆ کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھنا۔

کھانا کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ O بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ O

(ترجمہ) اللہ کے نام سے (شروع) جس کے نام (کی برکت) سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سننے جاننے والا ہے۔ اللہ کے نام سے شروع اور اللہ کی برکت کے ساتھ۔

☆☆☆

درس (۲)

جوتے اور موزے پہننے کے آداب

☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

☆ پہلے داہنے پیر میں پھر بائیں پیر میں موزے پہننا۔

☆ پہلے داہنے پیر میں پھر بائیں پیر میں جوتے پہننا۔

جوتے اور موزے اتارنے کے آداب

☆بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنا۔☆ پہلے بائیں پیر سے پھر دائیں پیر سے موزے اتارنا۔☆ پہلے بائیں پیر سے پھر دائیں پیر سے جوتے اتارنا۔

کھانے کے بعد کی دعا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَطۡعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

کسی دوسرے کے یہاں کھانا کھائیں تو کھانے کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اَطۡعِمۡ مَنۡ اَطۡعَمَنِیۡ وَ اسۡقِ مَنۡ سَقَانِیۡ۔

(ترجمہ) اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا، اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا، اسے سیراب فرما۔

کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جائیں پھر یاد آئے تو کہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ فِیۡ اَوَّلِہٖ وَ اٰخِرِہٖ۔

(ترجمہ) اللہ کے نام سے اس کے شروع میں اور اس کے آخر میں۔

☆☆☆

درس (۳)

پانی پینے کے آداب

☆ سرڈھانک کر پانی پینا۔☆ پانی دیکھ کر پینا۔☆ پانی کا گلاس دائیں ہاتھ میں پکڑنا۔☆بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنا۔☆ تین سانس میں پینا۔☆ پانی پینے کے بعد دعا پڑھنا۔

پانی پینے کے بعد کی دعا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ سَقَانَا عَذۡبًا فُرَاتًا بِرَحۡمَتِہٖ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡہُ مِلۡحًا اُجَاجًا بِذُنُوۡبِنَا۔

(ترجمہ) سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اپنی رحمت سے میٹھا پانی پلایا اور اس کو ہمارے گناہوں کی وجہ سے کھارا اور کڑوا نہیں بنایا۔

☆☆☆

درس (۴)

استنجا کے آداب

☆ سرڈھانک کر استنجا کرنا۔☆ بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا پڑھنا۔☆ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں قدم داخل کرنا۔☆ نکلتے وقت پہلے دایاں قدم نکالنا۔☆ بیٹھ کر استنجا کرنا۔☆ بائیں قدم پر زور دے کر بیٹھنا۔☆ استنجا خانے سے نکلنے کے بعد کی دعا پڑھنا۔

بیت الخلا میں جانے سے پہلے کہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَآئِثِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

بیت الخلا سے نکلنے کے بعد یہ کہیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَ عَافَانِیۡ۔

(ترجمہ) سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے اذیت دور فرمائی اور مجھے عافیت بخشی۔

☆☆☆

درس (۵)

گھر میں داخل ہونے کے آداب

☆ دایاں پیر داخل کریں۔☆ داخل ہوتے وقت گھر میں موجود لوگوں کو سلام کریں۔☆ اگر

گھر میں کوئی نہ ہو تو اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ کہیں۔☆ گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں۔

گھر سے نکلنے کے آداب

☆ گھر سے نکلتے وقت پہلے بایاں پیر باہر نکالیں۔☆ گھر سے نکلنے کی دعا پڑھیں۔☆ گھر سے نکلنے سے پہلے گھر میں موجود تمام لوگوں کو سلام کریں۔

جب گھر میں داخل ہونا چاہیں تو کہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی بھلائی طلب کرتا ہوں۔

جب گھر سے نکلنے کا ارادہ کریں تو کہیں

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ

(ترجمہ) اللہ کے نام سے (نکلتا ہوں) مجھے اللہ پر بھروسہ ہے۔

☆☆☆

درس (۶)

سونے اور سوکر اٹھنے کے آداب

☆ سونے سے پہلے وضو کرلیں۔☆ سونے سے پہلے تین مرتبہ بستر کو جھاڑ دیں۔☆ سوتے وقت سر شمال کی طرف کریں اور پیر جنوب کی طرف اور دائیں کروٹ پر اس طرح سوئیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سر کے نیچے ہو اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں پٹھے کے اوپر اور چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔☆ سونے سے پہلے کی دعا پڑھیں۔☆ اگر نیند نہ آتی ہو تو اللہ عزوجل اور اس کے

پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد، تسبیح، استغفار اور درود شریف وغیرہ میں مصروف ہوں۔☆ سوکر اٹھتے ہی سب سے پہلے قبلہ رخ ہوکر بیٹھ جائیں۔☆ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملیں۔☆ سوکر اٹھنے کی دعا پڑھیں اور دونوں ہاتھوں کو دھولیں۔

سونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔

سوکر اٹھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے موت (نیند) کے بعد حیات (بیداری) عطا فرمائی اور ہمیں اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

کپڑا پہننے اور اتارنے کے آداب

☆ کرتا، پائجامہ، لنگی کوئی بھی لباس پہننے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھیں۔

☆ کرتا پہنیں تو کھڑے ہوکر پہنیں اور پائجامہ پہنیں تو بیٹھ کر پہنیں۔

☆ کرتا اتاریں تو کھڑے ہوکر اتاریں اور پائجامہ اتاریں تو بیٹھ کر اتاریں۔

کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّۃٍ۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھ کو یہ عطا فرمایا۔

☆☆☆

درس (۷)

مسجد کے آداب

☆مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا پڑھیں۔☆مسجد میں داخل ہوں، تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کریں۔☆وضو کا پانی مسجد میں نہ ٹپکائیں بلکہ اسے پہلے ہی پوچھ لیں۔☆بلا ضرورت مسجد کی چھت پر نہ چڑھیں۔☆مسجد میں بلا ضرورت بات نہ کریں۔☆اذان ہو جائے تو جب تک جماعت نہ ہو جاتی ہے مسجد سے باہر نہ نکلیں۔

☆مسجد سے نکلتے وقت کی دعا پڑھیں۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے نکلتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

اذان کے آداب

☆اذان کہنے والا باوضو اذان کہے۔☆اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے، جلد بازی نہ کرے۔

☆اذان قبلہ کی طرف منہ کر کے دے۔☆اذان کھڑے ہو کر دے۔☆اذان بلند آواز سے کہے۔☆لوگوں کو چاہیے کہ اذان کو غور سے سنیں اور اذان کے وقت باتیں نہ کریں۔

☆اندیشہ ہے کہ اذان کے وقت باتیں کرنے والے کا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۝

☆☆☆

درس (۸)

سفر کے آداب

☆سفر کے لیے نکلنے سے پہلے والدین سے اجازت مانگیں۔☆گھر سے نکلنے سے پہلے اور بعد کچھ صدقہ کریں۔☆جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن سفر بہتر ہے۔☆صبح کے وقت نکلنا مبارک ہے۔☆بہتر ہے کہ اکیلا سفر نہ کریں۔☆اگر کئی لوگ ساتھ میں ہوں تو اپنے میں بہتر کو امیر بنالیں۔☆گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا پڑھیں۔☆سفر کے آغاز کی دعا پڑھیں۔

سفر کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے بعد کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا اَحَدٌ۔

(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ۔ اللہ کی مدد سے اور میں نے اللہ عزوجل پر توکّل کیا اور اللہ کے علاوہ کسی کو کوئی قوت وطاقت نہیں۔ اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ لغزش کریں یا ہمیں کوئی لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کیے جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔

سفر کے آغاز کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ
وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لیے پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا جب کہ یہ ہمارے بس میں نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

☆☆☆

درس (۹)

مریض کی عیادت کے آداب

☆ جب کسی مریض کی عیادت کو جائیں تو پہلے سلام کریں۔ ☆ اس کی مزاج پرسی کریں۔ ☆ کسی بھی مریض کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہریں۔ ☆ ہمیشہ مریض کی ہمت افزائی کریں۔ ☆ کوئی ایسا جملہ نہ کہیں جس سے اس کو مایوسی ہو۔ ☆ اگر ممکن ہو تو مریض کے لیے پھل یا پھول یا کوئی تحفہ لے جائیں۔ ☆ مریض کے پاس شور شرابا نہ کریں۔

مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔

(ترجمہ) میں عرش عظیم کے مالک خدائے برتر سے یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو شفا دے۔

☆☆☆

درس (۱۰)

مجلس کے آداب

☆ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھیں۔ ☆ کوئی مجلس سے اٹھ کر گیا اور یہ معلوم

ہے کہ وہ ابھی آئے گا، تو ایسی صورت میں اس جگہ بیٹھنا نہیں چاہیے۔ ☆ اگر دو شخص مجلس میں پاس پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں، تو ان دونوں کے بیچ میں جا کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ ☆ مجلس میں سردار بن کر نہ بیٹھیں بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیں۔ ☆ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکیں، اگر پھر بھی نہ رکے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانک لیں۔ ☆ بہت زور سے قہقہہ لگا کر نہ ہنسیں۔ ☆ مجلس میں کسی کی طرف پیر نہ پھیلائیں۔

مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھیں

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔

(ترجمہ) اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔

☆☆☆

درس (۱۱)

سلام کرنے کے آداب

☆ ہر مسلمان کو سلام کریں، چاہے اُسے جانتے ہوں یا نہیں۔ ☆ کسی سے ملیں، تو بات کرنے سے پہلے سلام کریں۔ ☆ بچے ماں، باپ کو سلام کریں۔ طالب علم استاذ کو سلام کریں۔ ☆ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ چلنے والے بیٹھنے والوں کو سلام کریں۔ ☆ اذان کے وقت، اقامت کے وقت اور خطبہ کے وقت کسی کو سلام نہ کریں۔ ☆ ہمیشہ سلام کرنے میں پہل کریں۔

سلام یوں کریں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

(ترجمہ) تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں۔

جواب یوں دیں

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ (ترجمہ) تم پر بھی اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں۔

آئینہ دیکھتے وقت یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ۔

(ترجمہ) اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی، تو میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

☆☆☆

درس (۱۲)

سر پر تیل لگانے کے آداب

☆بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ ☆ بائیں ہتھیلی میں تیل لیں۔ ☆ دائیں ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے پہلے دائیں، پھر بائیں ابروؤں پر تین تین مرتبہ لگائیں۔ ☆ دائیں ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے پہلے دائیں پھر بائیں بھووں پر تین تین مرتبہ لگائیں۔ ☆ سر کے دائیں، پھر بائیں حصے پر تین تین مرتبہ لگائیں۔ ☆ پورے سر پر لگائیں۔

دودھ پیتے وقت کہیں

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے زیادہ عنایت فرما۔

سرمہ لگاتے وقت یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے فائدہ پہنچا۔

☆☆☆

درس (۱۳)

زیارت قبور کے آداب

☆انبیاے کرام، صحابۂ عظام، دیگر بزرگانِ دین، اسی طرح اپنے گھر کے مرحومین، مثلاً ماں، باپ وغیرہ کی قبروں کی زیارت کے لیے جانا مستحب و مسنون ہے۔ ☆ قبرستان جانے کے دوران فضول کاموں اور باتوں میں مشغول نہ ہوں، آخرت کا تصور ذہن میں بٹھائے ہوئے اور موت کو یاد کرتے ہوئے قبرستان حاضر ہوں۔ ☆ قبرستان میں داخل ہوں تو سب سے پہلے یہ کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ۔ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ۔ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ۔ (ترجمہ) تم پر سلامتی ہو اے قبر والو! تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ☆ قبرستان پہنچنے کے بعد جوتے، چپل وغیرہ اتار دیں اور قبر کے سامنے قبلہ کو پیٹھ کر کے صاحب قبر کے چہرے کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جائیں۔ ☆ اہل قبر اور تمام مسلمین کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ ☆ زیارت قبر کے وقت دل میں یہ تصور پیدا کریں کہ ہمیں بھی ایک دن یہاں آنا ہے۔ ☆ مقدس راتوں میں زیارت قبور زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح ایام عید میں بھی۔

فاتحہ کا طریقہ

فاتحہ کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآنِ پاک سے جہاں سے میسر آئے پڑھیں یا کوئی سورت یا کوئی رکوع پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی پہلی چند آیتیں "هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک، نیز آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھ کر اس طرح دعا کریں۔

اے اللہ! اس کلام کا ثواب (اور اگر کوئی شیرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہو تو پھر یوں

کہیں: اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شیرینی وغیرہ کا ثواب) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃً وتحفۃً پیش ہے۔ (پھر یہ عرض کریں) اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور آپ کے توسل سے، آپ کی آل پاک اور اصحاب پاک اور آپ کی ازواج مطہرات، تابعین وتبع تابعین، ائمۂ مجتہدین، سارے بزرگانِ دین اور جمیع مومنین ومومنات کی روحوں کو پہنچا کر خصوصا فلاں بن فلاں (یہاں جس کے نام سے ایصال ثواب کرنا ہے، اس کا نام ذکر کریں) کی روح کو پہنچا۔ پھر اخیر میں درود شریف پڑھ کر دعا ختم کردیں۔

☆☆☆

درس (۱۴)

عمامہ کے آداب

☆ عمامہ باندھنا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ ☆ عمامہ ٹوپی کے اوپر باندھیں۔ ☆ عمامہ کم سے کم سات ہاتھ یا زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ کا ہونا چاہیے یعنی تقریبا ساڑھے تین میٹر یا چھ میٹر ہونا چاہیے۔ ☆ عمامہ کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا چاہیے۔ ☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئی رنگ کے عمامے باندھے ہیں مگر سفید رنگ زیادہ پسند فرمایا ہے۔ ☆ عمامہ کا شملہ نہ بالکل چھوٹا ہو اور نہ ہی اتنا بڑا کہ بیٹھنے میں دب جائے۔ ☆ عمامہ کو جس طرح باندھیں کھولتے وقت اسی طرح کھولیں۔

جب چھینک آئے تو کہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ (ترجمہ) تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

سننے والا جواب میں کہے

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ (ترجمہ) اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔

پھر چھینکنے والا جواب میں کہے

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

جب ہدیہ قبول کریں تو کہیں

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہارے اہل وعیال اور مال میں خیر وبرکت عطا فرمائے۔

☆☆☆

درس (۱۵)

ہاتھ کے ناخن تراشنے کے آداب

☆ داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کریں اور چھوٹی انگلی تک لے جائیں۔ ☆ پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور شہادت کی انگلی تک لے جائیں۔ ☆ پھر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں۔ ☆ پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹیں۔

پیر کے ناخن تراشنے کے آداب

☆ داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور انگوٹھے تک لے جائیں۔ ☆ پھر بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کریں اور چھوٹی انگلی تک لے جائیں۔ ☆ ناخنوں کو دفن کر دینا چاہیے۔ ☆ ہر جمعہ کو ناخن کاٹنا بہتر ہے۔ ☆ دانت سے ناخن نہ کاٹیں کہ اس سے برص (سفید داغ) کی بیماری کا اندیشہ ہے۔

تلاوت قرآن کے آداب

☆ احترام کے ساتھ قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھیں۔ ☆ قرآن کو رحل وغیرہ کسی اونچی جگہ رکھیں۔ ☆ اطمینان سے پڑھیں۔ ☆ اگر آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ دوسری طرف متوجہ

ہوں تو آہستہ آواز سے پڑھیں۔☆ اگر لوگ متوجہ ہوں تو بلند آواز سے پڑھیں۔☆ تجوید وغیرہ کی رعایت کے ساتھ قرآن مقدس پڑھیں۔

سر کے بال کے آداب

☆ سر کے بال منڈانا اور ترشوانا یا زلف رکھنا سب درست ہے۔☆ زلف رکھیں تو کانوں کی لو کے برابر رکھیں۔☆ بال ترشوائیں تو پورے سر کے بال ایک جیسے ہوں، کچھ حصے کا چھوٹا رکھنا اور کچھ حصے کا بڑا رکھنا درست نہیں۔☆ بال میں کنگھی کرتے وقت بیچ کی مانگ نکالیں، کنارے مانگ نہ نکالیں۔☆ سر کے جو بال ترشوانے یا منڈوانے کے بعد نکلیں انہیں دفن کر دیں۔

☆☆☆

سیرت رسول ﷺ

درس (۱۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور نسب نامہ

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد کا نام حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا کا نام حضرت عبد المطلب ہے۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہوتے ہوئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔

☆حضور کا سلسلۂ نسب یہ ہے: **حضرت محمّد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و سلم بن عبداللّٰہ بن عبدالمُطَّلِب بن ہاشم بن عبدِ مُناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرَّہ بن کعب بن**

لُؤی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانَہ بن خُزَیمَہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نزار بن مَعَد بن عَدنان۔

☆والدہ کی جانب سے آپ کا نسب وہب بن عبد مناف سے ہوتے ہوئے آٹھویں پشت میں مُرّہ بن کعب سے مل جاتا ہے پھر باقی نسب اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ملا ہوا ہے۔

☆حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان نسب و شرافت میں پوری دنیا کے تمام خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو چنا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چن لیا۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجداد میں فہر بن مالک ہیں، جن کا لقب قُرَیش ہے انہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبیلے کا نام قبیلۂ قریش ہے۔

☆ آپ کے پردادا کا نام ہاشم ہے جو کہ خاندانِ قریش میں بڑے رتبے والے تھے، انہی کی نسبت سے آپ کو بنی ہاشمی کہا جاتا ہے۔

☆☆☆

درس (۱۷)

ولادت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲/ربیع الاول مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے

دن پیدا ہوئے۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہی آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کے والدین کریمین اعلانِ نبوت کے بعد زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائے، پھر انتقال فرمایا۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو عام بچوں کی طرح آپ کی پیدائش نہ تھی بلکہ آپ پاکیزہ بدن، ختنہ کیے ہوئے، خوشبو میں بسے ہوئے سجدے کی حالت میں پیدا ہوئے۔

جب ہمارے نبی پیدا ہوئے

☆اس رات بت اوندھے منہ گر گئے تھے۔

☆ پورے عرب میں خوشحالی کا ماحول پیدا ہوگیا تھا۔

☆ آپ کی پیدائش سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ ملک شام کے محلات اہل مکہ کو دکھائی دینے لگے۔

☆پوری دنیا میں ایک عجیب انقلاب کی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔

☆☆☆

درس (۱۸)

ایام رضاعت

☆سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابولہب کی باندی ''حضرت ثُوَیبہ'' کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے۔

اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں، انہیں کے پاس آپ کا دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔

☆حضرت حلیمہ سعدیہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لینے مکہ شریف پہنچیں تو اس وقت آپ کی چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ ایک بچے کے لیے کافی ہو سکے۔ جب آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر اپنے خیمے میں پہنچیں اور دودھ پلانے بیٹھیں تو آپ کی چھاتی میں اس قدر دودھ اترا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے رضاعی بھائی نے بھی خوب شکم سیر ہوکر دودھ پیا اور یہ سلسلہ جاری رہا۔

☆حضرت حلیمہ سعدیہ کی اونٹنی جو کہ بیمار تھی اور اس کے تھن بھی سوکھے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر جلوہ گر ہوئے تو اس اونٹنی کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ آپ کے شوہر نے اونٹنی کا دودھ دوہا اور دونوں نے خوب شکم سیر ہوکر پیا۔

☆حضرت حلیمہ کی بکریوں نے دودھ دینا چھوڑ دیا تھا لیکن جب ان کے گھر حضور کی آمد ہوئی تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے، یہاں تک کہ حضرت حلیمہ کے قبیلے کے دیگر لوگ ان کی بکریوں کو دیکھ کر حیرت کرتے۔

☆☆☆

درس (۱۹)

حضور ﷺ کا بچپن وکفالت

☆ایام رضاعت ختم ہونے کے بعد جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ کے حوالے کرنے کے ارادے سے مکہ معظّمہ لے آئیں، اس وقت مکہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ کو مزید کچھ دنوں تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت مل گئی۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلتے، دوسرے بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر آپ خود ہمیشہ ہر قسم کے کھیل کود سے الگ رہتے۔

☆ آپ حضرت حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے جایا کرتے۔

نوٹ: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بکریاں چرانا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

☆انہیں دنوں میں آپ کا ''شقِ صدر'' ہوا۔یعنی اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے فرشتے آئے آپ کے سینے کو چاک کیا اور اسے نور و حکمت سے بھر دیا۔

☆ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو آپ کے دادا کی ننہال بنو عدی میں لے گئیں۔ جب واپس آئیں تو راستے میں مقام اَبوا میں ان کا انتقال ہو گیا۔

☆ حضرت اُمِ ایمن آپ کو لے کر مکہ آئیں اور آپ کے دادا عبد المطلب کے سپرد کر دیا۔

☆ جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا عبد المطلب کا بھی انتقال ہو گیا۔

☆اس کے بعد آپ کی کفالت کی ذمہ داری آپ کے چچا ابو طالب نے قبول کی۔

☆☆☆

درس (۲۰)

سفرِ شام، تعمیر کعبہ، جھگڑے کا خاتمہ

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا پہلا سفر فرمایا۔

☆ جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال ہوئی اس وقت آپ نے دوبارہ شام کا سفر فرمایا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کا مالِ تجارت آپ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اس سفر میں ملک شام کے ایک شہر بصرہ میں نسطورا راہب نے آپ کو پہچانا کہ آپ اللہ کے پیارے رسول اور آخری نبی ہیں۔

☆اس سفر سے جب آپ مکہ واپس آئے تو کئی گنا نفع ساتھ لائے۔

☆ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ہی سے حضور سے متأثر تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کیے ہوئے ہے تو حضور کی عظمت ان کے دل میں مزید بڑھ گئی۔

☆ پچیس سال کی عمر ہی میں آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

☆ آپ کی عمر شریف جب پینتیس سال ہوئی تو خانۂ کعبہ کی تعمیر کا مسئلہ پیش آیا۔

☆ جب حجر اسود کو دیوار میں نصب کرنے کا وقت ہوا تو اہل عرب اپنی عادت کے مطابق لڑ پڑے اور آپس میں جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

☆ آپ نے اس لڑائی کا فیصلہ اس طور پر فرمایا کہ حجر اسود کو ایک کپڑے پر رکھ کر ہر قبیلہ کے سردار کو ایک ایک کونہ پکڑنے کے لیے فرمایا۔ سب لوگ حجر اسود کو لے کر خانۂ کعبہ تک پہنچے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب فرمایا۔ اس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت سے جنگوں کا ایک بہت بڑا طوفان ٹل گیا۔

☆☆☆

درس (۲۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپ کو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا۔ آپ نے آمدنی کے لیے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور اس کے لیے ملک شام، بصرہ اور یمن کا سفر فرمایا۔

☆ آپ اتنی سچائی اور دیانت داری کے ساتھ تجارت کے معاملات انجام دیتے کہ آپ کے

کاروباری شُہر کا اور تمام اہل بازار آپ کو ''امین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔

☆ جس طرح آپ کا بچپن عام بچوں کی طرح نہیں تھا، اسی طرح آپ کی جوانی کے ایام بھی عام جوانوں سے بالکل جداگانہ تھے۔

☆ آپ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو تمام اچھی عادتوں مثلاً سچائی، دیانتداری، وفاداری، وعدے کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم اور سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ بھی نیک برتاؤ، مخلوقِ خدا کی خیر خواہی وغیرہ میں آپ سب سے ممتاز جانے جاتے تھے۔

☆ کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا آپ کے خاص معمولات میں سے تھے۔ اسی طرح حرص، لالچ، فریب، جھوٹ، شراب نوشی، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشق بازی اور ان جیسی کئی برائیاں جو عرب کے نوجوانوں میں کثرت سے پائی جاتی تھیں، ان تمام سے آپ بالکل پاک اور ستھرے تھے۔

☆☆☆

درس (۲۲)

غارِ حرا و اعلانِ نبوت

☆ جب پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اس وقت آپ تنہائی کو زیادہ پسند کرنے لگے، یعنی آپ کے اندر تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔

☆ آپ دن بھر خالق کائنات کی ذات و صفات کے تصور میں ڈوبے رہتے اور اپنی بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کے لیے فکرمند رہتے۔

☆ انہی دنوں میں آپ کی حالت یہ ہوگئی کہ آپ کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے۔

☆ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۵ رکلومیٹر کی دوری پر ایک پہاڑ کے اندر غار حرا ہے۔ آپ اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر غارِ حرا کے پر سکون ماحول میں خدا کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو لینے کے لیے کبھی خود گھر آ جایا کرتے تھے اور کبھی حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس بھیج دیا کرتی تھیں۔

☆ ایک دن جب آپ غارِ حرا میں عبادت کر رہے تھے، اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی جانب اللہ کی وحی لے کر آئے۔ اسی دن سے قرآن شریف نازل ہونا شروع ہوا۔ سب سے پہلے سورۂ اقرا کی کچھ آیتیں نازل ہوئیں، اس کے بعد آپ نے اللہ کے حکم سے اعلانِ نبوت فرمایا۔

☆ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا کی گئی غلطی پر ہیں۔ آپ اسی دن سے نبی ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا۔ ہاں البتہ آپ نے چالیس سال کی عمر شریف میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا۔

☆☆☆

درس (۲۳)

دعوت اسلام کا پہلا دور

☆ تین سال تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہایت ہی پوشیدہ طور پر، بالکل رازداری کے ساتھ اسلام کی تبلیغ فرمائی۔

☆ اس تین سال کی مدت میں سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں، آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔

☆حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

☆چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت سعید بن زید (حضرت عمر کے بہنوئی) اور ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب (حضرت عمر کی بہن)، حضور کی چچی حضرت ام الفضل (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی)، حضرت اسما بنت ابوبکر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اسلام قبول کیا۔

☆☆☆

درس (۲۴)

دعوتِ اسلام کا دوسرا اور تیسرا دور

☆اعلان نبوت کو تین سال گزرے تھے کہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہوگئی۔

☆اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" یعنی آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو اللہ سے ڈرایئے۔

☆ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر خاندان قریش کو جمع فرمایا جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے کہا ہاں! کیوں کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولنے والا پایا۔

☆اب آپ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری جانب بھیجا ہوا رسول ہوں، تا کہ تمہیں باطل معبودوں کی عبادت سے نجات دلا کر حقیقی خدا کی پہچان کراؤں۔ تو

اے لوگو! تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے عذاب سے ڈرو۔

☆یہ سن کر تمام اہل قریش، جن میں آپ کا چچا ابولہب بھی تھا، سخت ناراض ہو کر سب کے سب چلے گئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اول فول بکنے لگے۔

☆اعلان نبوت کو چار سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے علانیہ تبلیغ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ علی الاعلان دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے۔ تمام قریش بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت کرنے لگا اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانے لگا۔

☆☆☆

درس (۲۵)

حضور ﷺ اور صحابہ پر مظالم

☆جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلانیہ تبلیغ شروع فرما دی تو کفارِ مکہ آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔

☆مکہ کے ہر گلی کوچے میں آپ کے جادوگر، شاعر اور مجنون ہونے کا پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ کے پیچھے شرارتی لڑکوں کو لگا دیا جو کہ آپ کے پیچھے پیچھے آپ کو گالیاں دیتے اور برا بھلا کہتے ہوئے پھرتے۔ کفار مکہ آپ کے راستوں میں کانٹے بچھاتے، آپ کے جسم پر نجاست ڈالتے۔

☆آپ راستہ چلتے تو آپ کے گلے میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔

☆کفار مکہ نے گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیا کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجا بجا کر اس قدر شور وغل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔

☆مسلمانوں کو بھی کفار مکہ نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں، تا کہ وہ مذہب اسلام چھوڑ کر

دوبارہ بتوں کی پوجا میں لگ جائیں۔

☆مسلمانوں کی پیٹھ پر کوڑوں سے مار مار کر زخمی کرتے، پھر جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل انہیں لٹاتے اور ان کے سینوں پر وزنی پتھر رکھ دیتے تاکہ وہ کروٹ نہ بدل پائیں۔

☆لوہے کو آگ میں گرم کر کے اس سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے۔

☆پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا۔

☆چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو لپیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس کی وجہ سے انہیں سانس لینا مشکل ہو جاتا۔

☆بہت سارے مسلمانوں کو بے انتہا اذیتیں دی گئیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت خُباب، حضرت بلال، حضرت عمّار بن یاسر، حضرت صُہیب، حضرت بی بی سُمَیَّہ، حضرت ابو فُکَیھَہ، حضرت عامر بن فُھَیرہ، حضرت بی بی لُبینہ، حضرت زُنَّیرہ، وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن۔

☆☆☆

درس (۲۶)

مِعْراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ معراج ہے یعنی آپ نے بالکل ہی کم وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمان، عرش، کرسی، جنت، دوزخ وغیرہ کی سیر فرمائی۔

☆ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعلانِ نبوت کے دسویں سال میں معراج ہوئی۔

☆اس سفر میں آپ جنت کی سواری ''بُراق'' پر سوار ہو کر گئے۔

☆جب آپ مسجد اقصیٰ پہنچے اس وقت وہاں پر تمام انبیا موجود تھے۔ آپ نے ان کی امامت فرمائی اور تمام انبیائے کرام نے آپ کی اقتدا میں دو رکعت نمازِ نفل ادا کی۔

☆مسجد اقصیٰ سے نکل کر آپ کا آسمان کی طرف سفر شروع ہوا ساتویں آسمان پر پہنچے تو پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے یہاں پر حضرت جبریل نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

☆سدرۃ المنتہیٰ سے آگے آپ اکیلے گئے اسی سفر میں آپ نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمائیں۔

☆اللہ تعالیٰ نے تحفے میں اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمایا۔

(۱) پانچ وقت کی نمازیں۔

(۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔

(۳) یہ خوشخبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

☆واپسی میں آپ پھر مسجد اقصیٰ آئے اور پھر وہاں سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

☆جب آپ نے کفارِ مکہ سے معراج کا واقعہ بیان فرمایا تو انہیں بہت تعجب ہوا۔ چوں کہ مکہ والوں کا بیت المقدس آنا جانا تھا اور انہوں نے کئی بار اسے دیکھا تھا لہٰذا آپ سے اس کے بارے میں سوال کرنے لگے کیوں کہ وہ یہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس ایک بار بھی نہیں گئے تھے۔ آپ نے ان کے سارے سوالوں کا جواب دیا۔

☆☆☆

درس (۲۷)

ہجرت مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو 'ہجرت' کہتے ہیں۔

☆جب کفارِ مکہ کی سرکشی زیادہ ہوگئی اور مسلمانوں پر ان کے مظالم کی کوئی انتہا نہ رہی تو اللہ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم فرمایا۔

☆ایک دن مکہ کے سرداروں نے دار الندوہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ کے خلاف میٹنگ کی جس میں سب لوگوں نے مل کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

☆رات کو ان لوگوں نے آپ کے گھر کو گھیر لیا تاکہ صبح جب آپ فجر کے لیے نکلیں تو آپ کو قتل کر دیں۔ آپ نے اپنی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیں اور وہاں سے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔

☆آپ اپنے گھر سے سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے نکلے اور کافروں کی طرف ایک مٹھی بھر مٹی پھینکی جس سے سب اندھے ہو گئے۔

☆جب صبح ہوش آیا تو دیکھا ہر ایک کے سر پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔

☆ہجرت کے وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

☆راستے میں آپ جس غار میں رکے تھے اس غار کا نام ''غارِ ثور'' ہے۔

☆اس غار میں حضرت ابوبکر کو سانپ نے کاٹ لیا تھا جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کے کاٹے ہوئے پر اپنا لُعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر چلا گیا۔

☆کافر آپ کو تلاش کرتے کرتے غار تک پہنچ گئے۔

☆اللہ کے حکم سے فوراً مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بُن دیا کبوتری نے فوراً گھونسلہ بنا کر انڈا دیا۔ یہ دیکھ کر کافر سمجھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے، وہ واپس ہو گئے۔

☆غار میں آپ تین رات رکے، چوتھی رات وہاں سے روانہ ہوئے۔

☆غار سے نکل کر آپ کا گزر اُمّ مَعبد کے خیمے سے ہوا وہ مسافروں کی خدمت میں مشہور تھیں، آپ نے پوچھا کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

☆وہیں ایک کمزور سی بکری کھڑی تھی آپ نے اُمِّ مَعبَد سے اجازت لی اور اس کا دودھ دوہا، آپ حضرات نے بھی نوش فرمایا اور ایک برتن بھر کر اُمِّ مَعبَد کو بھی عطا فرمایا۔

☆قریش نے آپ کی گرفتاری پر ۱۰۰/اونٹ انعام مقرر کیا تھا اسی کی لالچ میں بُریدہ اسلمی اپنے ستر ساتھیوں کو لے کر نکلے تھے، راستے میں حضور سے ملاقات ہوگئی، تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد بریدہ اسلمی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔

☆☆☆

درس (۲۸)

مدینے میں آمد

☆مدینہ شریف سے باہر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقام قُبا میں اپنے اصحاب کے ساتھ تین دن قیام فرمایا یہیں پر آپ نے مسجد قُبا کی تعمیر فرمائی جو آج بھی مسجد قُبا ہی کے نام سے مشہور ہے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قُبا سے روانہ ہو کر بنو سالم کی آبادی میں آئے یہاں پر سو لوگوں کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا یہیں پر اس وقت مسجد جمعہ موجود ہے۔

☆جب مدینے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو تمام لوگ استقبال کے لیے دوڑ پڑے۔

☆جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہر مدینہ سے قریب پہنچ گئے تو اہل مدینہ کے جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر یہ اشعار پڑھنے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَه مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ يَمَنٍ بَعْدَ تَلْفِيْقِ الرِّقَاعِ

فَعَلَيْکَ اللّٰهُ صَلّٰى مَا سَعٰى لِلّٰهِ سَاعٍ

☆ مدینے کی ننھی ننھی بچیاں جوش مسرت میں جھوم جھوم کر اور دف بجا بجا کر یہ گیت گاتی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ

يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

☆ مدینے کے ہر قبیلے والے یہ تمنا کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر پر قیام فرمائیں مگر آپ نے فرمایا: جس جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی اس کے یہاں میں قیام کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے سامنے آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور آپ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا۔

☆ سات مہینے تک آپ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ پھر جب مسجد نبوی اور اس کے آس پاس کے کمرے تیار ہو گئے تو آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اس میں رہنے لگے۔

☆☆☆

درس (۲۹)

ہجرت کا پہلا سال

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلام زید بن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پانچ سو درہم اور اونٹ دے کر مکہ بھیجا تا کہ یہ دونوں صاحبان اپنے ساتھ حضور کے اہل و

عیال کو مدینہ لائیں۔

☆ آپ دونوں حضرات حضرت فاطمہ، حضرت ام کلثوم، حضرت سودہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر مدینہ آ گئے۔

☆ انہی لوگوں کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی اپنے پورے گھر والوں کو لے کر مدینہ آ گئے۔ یہ سب لوگ آ کر پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنو نجار کا ایک باغ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے قیمت ادا کر کے خریدا اور اس باغ کی زمین ہموار کر کے اس پر مسجد نبوی شریف کی تعمیر فرمائی۔

☆ جو مسلمان مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ شریف آئے انہیں ''مہاجر'' اور جو خود مدینہ شریف کے رہنے والے تھے انہیں ''انصار'' کہتے ہیں۔

☆ انصار صحابۂ کرام نے اپنے مہاجر بھائیوں کی بھرپور مدد کی۔ انہیں اپنی زمینوں میں سے حصہ دیا کہ وہ اس پر گھر بنائیں، گھر بنانے میں بھی ان کی مدد کی۔

☆ اسی سال اذان بھی رائج ہوئی۔ پہلے اذان اس طرح ہوتی تھی کہ حضرت بلال آبادی میں جا کر ''اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ'' کے الفاظ دہراتے تو تمام مسلمان جمع ہو کر نماز ادا کرتے پھر کچھ دنوں کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن زید اور دیگر صحابہ کو بھی اللہ کی جانب سے خواب میں اذان کے الفاظ سکھائے گئے۔ اسی وقت سے باقاعدہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان دینے لگے۔

☆ اسی سال یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان چند باتوں پر معاہدہ بھی ہوا۔

☆☆☆

درس (۳۰)

ہجرت کا دوسرا سال

☆ہجرت سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانۂ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ سولہ یا سترہ مہینے تک آپ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر اللہ کی جانب سے دوبارہ خانۂ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت ملی۔ اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے لہٰذا نماز ہی کی حالت میں آپ نے اپنے رخ کو بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ اس واقعے کو تحویل قبلہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت کے دوسرے سال میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔

☆'غزوہ' اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شریک ہوئے ہوں۔

☆مسلمان جب ہجرت کر گئے تو مکہ کے کافروں نے ان کو ختم کرنے کی سازشیں رچیں۔ چنانچہ کفارِ مکہ ایک ہزار لوگوں کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نکلے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار سے مقابلہ کے لیے صحابۂ کرام کی ایک جماعت کو تیار فرمایا۔ ایک ہزار کافروں کے مقابلہ میں کل تین سو تیرہ مسلمان تھے جب کہ مسلمانوں کے پاس کوئی خاص جنگی سامان بھی نہیں تھا اس کے باوجود کافروں کو مسلمانوں نے شکست دیا اور کئی کفار مارے گئے۔ اس غزوے کو غزوۂ بدر کہتے ہیں۔ یہ غزوہ بھی ہجرت کے دوسرے سال درپیش ہوا۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کی رات ہی میں چند اصحاب کے ساتھ میدانِ جنگ کا معائنہ فرمایا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس چھڑی سے زمین پر لکیر بنا کر فرماتے تھے کہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ یہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے جس جگہ

جس کافر کی قتل گاہ بتائی تھی اس کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی۔

☆اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے پانچ ہزار فرشتوں کو بھیجا۔ فرشتے نظر نہیں آتے تھے مگر ان کی مار کے اثرات نظر آتے تھے۔

☆جنگ ختم ہونے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کی لاشوں کو بدر کے ایک گڑھے میں ڈالنے کا حکم فرمایا پھر آپ اس گڑھے کے پاس کھڑے ہو کر کفارِ مکہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ''اے فلاں! اے فلاں! کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدے کو بالکل سچ پایا۔

☆ہجرت کے دوسرے سال ہی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا۔

☆اسی سال روزے فرض ہوئے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید اور بقرعید کی نماز جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ اسی سال صدقۂ فطر ادا کرنے حکم ہوا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی سال قربانی بھی فرمائی۔

☆☆☆

درس (۳۱)

ہجرت کا تیسرا سال

☆ہجرت کے تیسرے سال غزوۂ بدر ہی کی طرح ایک اور غزوہ ''غزوۂ اُحد'' بھی ہوا۔

☆اس جنگ میں کافروں کے لشکر میں پانچ ہزار کے قریب لوگ شریک تھے اور مسلمانوں کے لشکر میں تقریباً سات سو مجاہدین تھے۔

☆اس غزوے میں مسلمانوں نے کافروں کے ۱۲ر علم برداروں کو قتل کیا۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۵۰ر تیراندازوں کو پہاڑ کے اوپر متعین فرمایا تھا اور انہیں

وہاں سے ہٹنے سے منع فرمایا تھا۔ جب ان حضرات نے مسلمانوں کو فتح کے قریب اور کافروں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو پہاڑ سے اتر پڑے۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس نافرمانی کی وجہ سے یہ نقصان ہوا کہ کفار پہاڑ کے پیچھے سے گھوم کر آئے اور دوبارہ حملہ آور ہوئے۔ اس اچانک حملے سے مسلمان اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔

☆اسی جنگ میں حضور کے دو دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کا ہونٹ زخمی ہوا۔

☆اسی جنگ میں حضور کے چچا جان حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''وحشی'' نے شہید کیا۔

☆ حضرت حَنظَلَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہایت ہی جانبازی اور جوانمردی کے ساتھ اس جنگ میں کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ انہیں فرشتوں نے غسل دیا اسی لیے انہیں ''غسیل الملائکہ'' کہتے ہیں۔

☆حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود شہدائے اُحد کی قبروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، اسی طرح صحابۂ کرام کا بھی یہی عمل رہا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں پر زیارت کے لیے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا یہ شہدائے کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

☆اسی سال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔ اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی حفصہ (بنت حضرت عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اسی سال حضرت عثمان غنی کا نکاح حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔

☆☆☆

درس (۳۲)

ہجرت کا چوتھا سال

☆ حادثۂ رجیع بھی ہجرت کے چوتھے سال میں پیش آیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلۂ 'عَضَل' اور 'قارہ' کے چند آدمی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہمارے قبیلہ والے مسلمان ہو گئے ہیں لہٰذا آپ چند صحابہ کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہم ان سے اسلام کے احکام وقوانین سیکھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت کے ساتھ دس منتخب صحابۂ کرام کو بھیج دیا۔ جب یہ لوگ مقام ''رجیع'' میں پہنچے تو ان لوگوں نے غداری کی اور قبیلۂ بنی لحیان کے دو سو کافروں نے جمع ہوکر ان دس مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہاں پر ان لوگوں نے حضرت عاصم اور ۷ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شہید کر دیا۔ دو حضرات کو قیدی بنا کر مکہ لے گئے اور وہاں پر انہیں بھی شہید کر دیا۔

☆اسی سال واقعۂ بِئرِ مَعُونہ بھی درپیش ہوا اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو براعامر بن مالک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت پیش فرمائی، اس نے کہا آپ اپنے چند اصحاب کو ہمارے دیار میں بھیج دیجیے، امید ہے کہ ان کی تبلیغ سے لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ستّر صحابۂ کرام کی جماعت کو روانہ فرمایا۔ یہ لوگ بئر معونہ (جو ایک کنواں ہے) کے پاس ٹھہرے اور اس قافلے کے سالار حضرت حرام بن ملحان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط لے کر عامر بن طفیل (اس قبیلے کا رئیس اور ابو برا کا بھتیجا) کے پاس گئے۔ اس نے خط پڑھا بھی نہیں کہ پیچھے سے ایک کافر نے آکر حضرت حرام کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ پھر عامر بن طفیل نے آس پاس کے قبیلے والوں کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا اور صحابہ پر حملہ کر دیا۔ ان کافروں نے عَمرو بن اُمَیّہ ضَمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ تمام صحابۂ کرام کو شہید کر دیا۔ حضرت عَمرو بن اُمَیّہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر

چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس لیے میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔حضرت عَمرو بن اُمَیّہ مدینہ واپس آئے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس واقعے کی خبر سنائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا اور آپ ایک مہینے تک فجر کی نماز کے بعد ان کافروں کے لیے بددعا فرماتے رہے۔

☆حضرت عمرو بن امیہ ضمری جب مدینہ واپس ہونے لگے تو راستے میں ایک درخت کے پاس قیام کیا وہاں پر دو کافر سو رہے تھے آپ نے انہیں قتل کر دیا۔جب مدینہ پہنچے تو پتا چلا کہ یہ وہ کفار تھے جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ نے امان دی تھی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے خوں بہا ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوں بہا کے معاملے میں گفتگو کرنے کے لیے قبیلۂ بنی نضیر کے یہودیوں کے پاس حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تشریف لے گئے تو یہودیوں نے آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھایا اور سازش رچی کہ آپ کے اوپر بھاری پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کر دیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس کی خبر دے دی۔آپ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے اور ان کی سازش ناکام ہو گئی۔چوں کہ بنو نضیر نے معاہدہ توڑ دیا اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مدینے سے اتنی مدت کے اندر نکل جاؤ ورنہ اس مدت کے بعد تم میں سے جو بھی مدینے میں پایا جائے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔وہ مدینہ چھوڑنے کے لیے تیار ہو گئے مگر عبد اللہ بن اُبی منافق نے ان سے کہا کہ تم مدینہ سے مت نکلو بلکہ مسلمانوں سے جنگ کرو ہم دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کریں گے۔ اسی طرح قبیلۂ بنو قریظہ اور بنو غِطفان بھی ان یہودیوں کی مدد کے لیے تیار ہو گئے مگر مسلمانوں نے جب بنو نضیر کے قلعوں کا محاصرہ کیا تو ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کے لیے نہیں آیا۔یہ محاصرہ پندرہ دنوں تک قائم رہا جس کی وجہ سے باہر کی چیزوں کا قلعے کے اندر آنا

بند ہو گیا۔یہودی اب اس شرط پر مدینہ چھوڑنے کے لیے تیار ہو گئے کہ وہ جتنا سامان اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جا سکتے ہیں ان کو لے جانے کی اجازت دی جائے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی لہٰذا وہ چھ سو اونٹوں پر اپنا سامان لاد کر مدینے سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مکان اور باقی سامانوں پر قبضہ کیا۔اس غزوہ کو ''غزوۂ بنی نضیر'' کہتے ہیں۔یہ بھی ہجرت کے چوتھے سال میں واقع ہوا۔

☆اسی سال ''غزوۂ بدر صغریٰ'' بھی واقع ہوا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ احد سے لوٹتے وقت ابوسفیان نے کہا تھا کہ اگلے سال بدر میں ہمارا تمہارا مقابلہ ہوگا۔چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان یا ذوالقعدہ کے مہینے میں مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ بدر کے میدان پہنچ گئے آٹھ روز تک کافروں کا انتظار کیا۔ابوسفیان بھی اپنی فوج کے ساتھ چلا کچھ دور آنے کے بعد اس نے اپنی فوج سے کہا کہ اس سال بڑی قحط سالی کی وجہ سے جنگ کرنا مناسب نہیں ہے، یہ کہہ کر وہ اپنی فوج کے ساتھ واپس چلا گیا۔مسلمانوں کے پاس کچھ تجارت کا سامان تھا جب جنگ نہیں ہوئی تو مسلمانوں نے تجارت کر کے خوب نفع کمایا۔

☆اسی سال اُمُّ المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔

☆اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُمُّ المومنین بی بی اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

☆اسی سال چار شعبان المعظم کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔

☆☆☆

درس (۳۳)

ہجرت کا پانچواں سال

☆اسی سال غزوۂ مُرَیْسِیع بھی ہوا اس غزوے میں جن لوگوں کو مسلمانوں نے گرفتار کیا ان

میں اس قوم کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب تمام قیدی لونڈی اور غلام بنا کر مجاہدین میں بانٹ دیے گئے تو حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئیں، انہوں نے ان سے کہا کہ تم مجھے اتنی اتنی رقم دے دو میں تمہیں آزاد کر دوں گا مگر ان کے پاس کوئی رقم نہ تھی۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئیں اور عرض کیا کہ میں اپنے قبیلے کے سردار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں ثابت بن قیس نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے رقم ادا فرمائی اور آپ سے نکاح فرما لیا۔ جب مسلمانوں کو اس بات کا پتہ چلا تو ان کے حصے میں جتنے غلام اور باندیاں آئی تھیں، تمام نے یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ جس قبیلے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ہو اس قبیلے کی کوئی عورت، باندی اور کوئی مرد، غلام ہو، یہ ہمیں گوارا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جویریہ کے نکاح سے زیادہ خیر و برکت والا ہم نے کسی عورت کا نکاح نہیں دیکھا۔

☆ ہجرت کے پانچویں سال ہی میں غزوۂ بنی مُصطلَق سے واپسی کے وقت قافلہ مدینے کے قریب ایک پڑاؤ پر ٹھہرا اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضرورت کے لیے کسی گوشے میں گئیں وہاں آپ کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں اور ادھر قافلہ آگے بڑھ گیا۔ قافلہ والوں کو یہ خیال تھا کہ آپ کجاوے میں ہیں۔ جب آپ واپس آئیں تو قافلہ جا چکا تھا۔ قافلہ کے پیچھے گری پڑی چیزیں اٹھانے کے لیے حضرت صفوان مقرر تھے جب وہ وہاں پہنچے تو آپ کو سویا ہوا دیکھا آپ نے بلند آواز سے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا۔ حضرت عائشہ یہ آواز سن کر جاگ گئیں اور کپڑے سے پردہ کیا۔ حضرت صفوان انہیں اپنی اونٹنی پر بٹھا کر خود اس کی نکیل تھام کر آگے بڑھے اور لشکر سے جا ملے۔ مدینے کے منافقین خصوصاً عبداللہ بن اُبی نے مدینے میں حضرت عائشہ اور حضرت

صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تعلق سے الزام تراشی کرتے ہوئے پورے مدینے میں اس بات کو پھیلا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ پہنچ کر بیمار ہو گئی تھیں اس لیے ایک مہینے تک آپ کو اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ آپ کے بارے میں مدینے میں کیا خبر پھیلی ہوئی ہے۔ ایک مہینے بعد اُمِّ مسطح سے آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ جب آپ نے یہ بات سنی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ اور زیادہ بیمار ہو گئیں اور اتنا روئیں کہ آنسو تھمتا نہ تھا۔ ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور اُمّ المومنین کی طہارت و پاکیزگی میں درج ذیل آیتیں اتریں:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○

(ترجمہ) بے شک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں، تمہیں میں کی ایک جماعت ہے، اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا، اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔

جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پہلے ہی منبر پر قسم کھا کر یہ اعلان فرما دیا تھا کہ مجھے اپنے اہل پر شرافت و پاک دامنی کا بالکل یقین ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے پر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بذریعۂ وحی نعلین شریفین اتارنے کا حکم دیا، وہ خدا آپ کی زوجۂ محترمہ اُمّ المومنین میں کسی قسم کی آلودگی کو کیسے گوارا فرمائے گا۔

☆ اسی سال جنگ خندق بھی ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ قبیلۂ بنی نُضیر جب مدینے سے جلاوطن کر دیے گئے تو مختلف جگہوں پر جا بسے۔ ان میں سے کچھ مقام خیبر میں بھی آباد ہو گئے تھے۔ ان کے سینوں میں مسلمانوں سے بدلہ لینے کی آگ جل رہی تھی، اس لیے انہوں نے خیبر کے دیگر یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کا منصوبہ بنایا اور انہوں نے اپنی مدد کے

لیے کفارِ مکہ کو بھی تیار کرلیا۔ اسی طرح قبیلۂ بنوغطفان، قبیلۂ بنواَسد، قبیلۂ بنواُسعد، قبیلۂ بنو سلیم کو بھی ان لوگوں نے تیار کرلیا۔ مجموعی طور پر ان کی فوج کی تعداد تقریباً دس ہزار ہوگئی اور ابو سفیان ان کا سپہ سالار تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ کافروں کا دفاع کیسے کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ مدینے کے اردگرد خندق کھود دی جائے تاکہ کفار ایک ساتھ مدینے پر حملہ نہ کرسکیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین ہزار صحابۂ کرام کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں مصروف ہوگئے اور بیس دنوں میں یہ پانچ گز گہری خندق تیار ہوگئی۔ اسی وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین معجزے ظاہر ہوئے۔ ایک یہ کہ بھاری بھرکم چٹان کو آپ نے ایک پھاوڑا مارا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگئی۔ دوسرا یہ کہ حضرت جابر کے گھر جب دعوت ہوئی تو آپ تمام اہل خندق کے ساتھ تشریف لے گئے ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچہ جس کو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح کرکے سالن بنوایا تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن پڑ جانے سے اتنی برکت ہوئی کہ تمام اہل خندق نے شکم سیر ہوکر کھالیا اس کے باوجود گوندھا ہوا آٹا اور ہانڈی میں رکھا ہوا سالن ویسے کا ویسا ہی رہ گیا۔ تیسرا یہ کہ ایک بچی چند کھجور لے کر آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میری ماں نے میرے والد کے لیے بھیجا ہے۔ آپ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر بکھیر دیا اور اہلِ خندق نے خوب شکم سیر ہوکر کھایا۔

جب کفار کا لشکر خندق کے پاس پہنچا تو سامنے خندق دیکھ کر ٹھہر گیا اور مدینے کا محاصرہ کرلیا۔ ایک مہینے تک کفار مدینے کے اردگرد گھیرا ڈالے پڑے رہے۔ خندق کی وجہ سے آمنے سامنے لڑائی نہیں ہو پا رہی تھی مگر تیر اور پتھر کی روزانہ دونوں طرف سے برسات ہوتی تھی۔ تین کفار خندق کی ایک جگہ جو کچھ پتلی تھی وہاں سے اپنے گھوڑے کدا کر اس پار آگئے جن میں عمر بن عبدِ وُد بھی تھا جسے کفار ایک ہزار بہادروں کے برابر مانتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اسے پلک جھپکتے ہی قتل کردیا۔

آخر کار کفار کا راشن ختم ہوگیا اور یہودیوں نے بھی کفار مکہ کا ساتھ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے کفار مکہ کا حوصلہ پست ہوگیا۔ پھر اچانک مشرق کی طرف سے زبردست طوفان آیا جس کی وجہ سے ان کی دیگیں چولہوں سے الٹ پلٹ ہوگئیں اور کافروں پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ ابوسفیان نے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان بہت ہی کم ہوا جب کہ کفار کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

☆ ہجرت کے پانچویں سال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جَحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

☆ اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کردیا گیا۔

☆ اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

☆☆☆

درس (۳۴)

ہجرت کا چھٹا اور ساتواں سال

☆ ہجرت کے چھٹے سال ذوالقعدہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودہ سو صحابۂ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ مکہ کے کفار اس بات پر جمع ہوگئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ جب آپ مقام حُدَیبِیَہ میں پہنچے تو وہاں پر مسلمانوں نے پڑاؤ کیا۔ چوں کہ مسلمان سب احرام کی حالت میں تھے اس لیے جنگ نہیں کرسکتے تھے۔ جب کہ کفار جنگ پر آمادہ تھے لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صلح کی گفتگو کرنے کے لیے مکہ روانہ کیا۔ آپ مکہ پہنچے تو کفار اس بات پر کسی صورت راضی ہی نہیں ہو رہے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں۔ اسی مسئلے پر حضرت عثمان کو مکہ میں رکنا پڑ گیا۔ یہاں مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور مسلمانوں سے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر اس معاملے میں بیعت کرو کہ آخری دم تک تم میرے وفادار بن کر رہو گے۔ تمام صحابۂ کرام نے آپ کے دست اقدس پر بیعت کی اسی بیعت کو ''بیعت رضوان'' کہتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے اور کفار مکہ کے ساتھ چند اہم اُمور پر صلح ہوئی اسی صلح کو ''صلح حدیبیہ'' کہتے ہیں۔

☆ جنگ خیبر ماہ محرم الحرام ہجرت کے ساتویں سال میں ہوئی۔ پچھلی جنگوں میں خیبر کے یہودیوں کا کافی جانی و مالی نقصان ہوا تھا چنانچہ وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے بے چین تھے اسی لیے وہ مدینے پر دوبارہ حملہ کرنے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ چنانچہ خیبر کے یہودیوں نے بنی غطفان کے یہودیوں کے ساتھ مل کر ایک بڑی اور طاقتور فوج تیار کر لی۔ یہودیوں کی فوج میں بیس ہزار سے زیادہ طاقتور جوان تھے جب کہ مسلمانوں کا لشکر صرف سولہ سو جانباز سپاہیوں کا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر شہر خیبر میں داخل ہو گئے تاکہ مدینے پر ان کی چڑھائی کو روک سکیں۔

خیبر میں یہودیوں کے تین مضبوط قلعے تھے جن میں سے دو کو مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ فتح کر لیا۔ قموص نامی قلعے کا کئی دن تک محاصرہ رہا، کئی صحابہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عَلَم دیا اور اسلامی فوج کئی دنوں تک مسلسل صبح سے شام تک لڑتی رہی مگر وہ اس قلعے کے دروازے تک نہ پہنچ پاتے تھے۔ آخر کار ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کل میں علم ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح فرما دے گا۔ چنانچہ صبح کو آپ نے حضرت علی کے ہاتھ میں علم عطا فرمایا اور آپ نے نہایت ہی دلیری کے ساتھ

جنگ فرمائی۔ اسی جنگ میں آپ کی ڈھال کٹ کر گر گئی تھی اور آپ نے قلعۂ قموص کا پھاٹک اکھاڑ لیا تھا۔ وہ اتنا وزنی تھا کہ جب آپ جنگ سے فارغ ہوئے اس وقت چالیس بہادر پہلوان اس پھاٹک کو نہ اٹھا سکے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے ہاتھوں پر خیبر کو فتح فرما دیا۔ اس جنگ میں پندرہ مسلمان شہید ہوئے جب کہ ترانوے یہودی مارے گئے اسی لیے حضرت علی کو ''فاتح خیبر'' کہا جاتا ہے۔

☆ جنگ خیبر کے قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جو کہ بنو نضیر کے سب سے بڑے رئیس کی بیٹی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔

☆ جنگ خیبر کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند دنوں تک وہیں پر مقیم رہے یہودیوں نے وہاں پر یہ سازش رچی کہ سلام بن مُشکم یہودی کی بیوی زینب نے آپ کی دعوت کی اور گوشت میں زہر ملا دیا۔ جب آپ کھانے کے لیے تشریف لے گئے اور ایک ہی بوٹی تناول فرمائی تھی کہ گوشت کی بوٹی نے آپ کو اس کے بارے میں بتا دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت بشیر بن برا نے شکم سیر ہو کر کھایا تھا لہٰذا زہر کے اثر سے آپ کی وفات ہو گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس زہر کی وجہ سے تالو میں عمر بھی تکلیف رہی۔

☆ ہجرت کے ساتویں سال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرۃ القضا ادا فرمایا۔ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ ہوا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ اس سال عمرہ نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو اگلے سال عمرہ کی اجازت ملے گی۔ لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے جو حدیبیہ میں موجود تھے۔ آپ کو کفار مکہ پر بھروسہ نہیں تھا لہٰذا آپ مکمل جنگی سامان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ مکہ سے آٹھ میل کی دوری پر تمام ہتھیار رکھے گئے اور چند صحابہ کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر فرما کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عمرہ ادا فرمایا۔ چوں کہ معاہدے کے مطابق مسلمانوں کو تین ہی دن تک مکہ میں قیام کرنے کی اجازت تھی لہٰذا تیسرے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے تمام جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی عمرۃ القضا سے واپسی کے موقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چچی حضرت اُمّ الفضل کی بہن حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔

☆☆☆

درس (۳۵)

ہِجرَت کا آٹھواں سال

☆ہجرت کے آٹھویں سال میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں پر مکہ کو فتح فرما دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ صلح حُدَیبِیَہ کے موقع پر مشرکین مکہ کے ساتھ جو معاہدے ہوئے تھے انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جب مسلمانوں کی فوج مکہ میں داخل ہوئی اس وقت صرف خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے کے ساتھ کافروں نے کچھ دیر مقابلہ کیا پھر سب بھاگ گئے۔ باقی تمام مسلمان بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہوئے۔ ۲ر مسلمان شہید ہوئے اور ۲۸ر کافر قتل ہوئے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اسلامی لشکر کے ساتھ مکہ شریف میں داخل ہوئے اس وقت آپ نے اعلان فرمایا ”جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لیے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لیے امان ہے۔ جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لیے امان ہے“۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ مکہ شریف میں داخل ہوئے، کفارِ مکہ جنہوں نے ہجرت سے پہلے آپ اور آپ کے صحابہ کے

ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا تھا طرح طرح کی تکلیفیں دی تھیں، وہ یہ سوچ رہے تھے کہ آج تو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایک ایک شخص سے گن گن کے بدلہ لیں گے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو معاف فرما دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حسن اخلاق دیکھ کر بہت سارے لوگ اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ خانۂ کعبہ میں رکھے ہوئے ۳۶۰ر بتوں کو حضور نے توڑ دیا۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے نماز شکرانہ ادا فرمائی۔

☆ہجرت کے آٹھویں سال میں ہی جنگ حُنَین ہوئی۔ اس جنگ کو ”غزوۂ ہَوازِن“ بھی کہتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد پوری دنیا پر اسلام کی حقانیت بالکل واضح ہو گئی مگر مقام حُنَین میں دو قبیلے ہوازِن اور ثَقِیف رہتے تھے جو بہت دلیر اور جنگجو تھے۔ ان لوگوں نے سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی وجہ سے ہمیں نقصان پہنچے لہٰذا ان لوگوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ مسلمان ابھی مکہ میں جمع ہیں ان پر یکبارگی زبردست حملہ کر کے ان کو مٹا دیا جائے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے بھی بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا چنانچہ جب مقام حُنَین پر پہنچے تو کفار نے زبردست تیر اندازی شروع کر دی جس کے سبب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا۔ پھر پوری فوج اکٹھا ہوئی اور سب مل کر کفار کے لشکر پر جھپٹ پڑے چند ہی منٹوں میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار میں سے کچھ قتل ہوئے، کچھ بھاگ گئے اور جو رہ گئے تھے وہ قید ہو گئے۔ اس جنگ میں کثیر تعداد میں مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔

☆حُنَین سے بھاگے ہوئے کچھ کافروں نے مقام اَوطاس میں جا کر پناہ لے لی اور کچھ طائف میں رہنے لگے، جنگ اَوطاس کے موقع پر ان یہودیوں کو مسلمانوں نے ختم کیا تھا اور پھر طائف کے یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنا بھی ضروری تھا لہٰذا مسلمانوں نے طائف کا رخ کیا۔ چوں کہ طائف کا شہر نہایت ہی محفوظ تھا اور شہر کے چاروں طرف حفاظتی دیواریں بنی ہوئی تھیں اس لیے شہر کے اندر داخل ہونا اور قلعے کا محاصرہ کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔

مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کیا اور کئی دنوں تک فریقین میں تیراندازی ہوتی رہی۔ اس بیچ مسلمانوں نے طائف کے اردگرد بنے بت خانے مسمار کر دیے اور بتوں کو ڈھا دیا۔ بالآخر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محاصرہ اٹھانے کا حکم فرمایا۔ مدینے کی طرف واپس ہوتے ہوئے آپ نے طائف کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی چنانچہ چند دنوں بعد طائف کے وفد نے مدینے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرلیا۔

☆جنگِ طائف کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام جِعرّانہ تشریف لائے وہاں پر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم فرمایا پھر وہیں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آپ نے عمرہ ادا فرمایا اور ذوالقعدہ کے مہینے میں مدینہ میں داخل ہوگئے۔

☆ہجرت کے آٹھویں سال میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو ڈیڑھ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

☆☆☆

درس (۳۶)

ہجرت کا نواں، دسواں اور گیارہواں سال

☆ہجرت کے نویں سال منافقوں نے ایک خاص سازش کے تحت مسجد قبا کے مقابلے میں ایک مسجد تعمیر کی تھی، اس مسجد میں بیٹھ کر منافقین، اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی تدبیریں کیا کرتے تھے۔ منافقوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر کہا کہ ہم نے مریضوں اور کمزوروں کے لیے یہ مسجد بنائی ہے، آپ ایک بار اس مسجد میں نماز پڑھا دیں، تا کہ یہ مسجد خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوجائے۔ آپ اس وقت جنگِ تبوک کے لیے جا رہے تھے، اس لیے آپ نے مسجد میں قدم رکھنے سے انکار فرما دیا۔ جب واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی چال بازی سے آگاہ فرما دیا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس

مسجد کو ڈھا دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ اسے ڈھا دیا گیا۔ اسی مسجد کو ''مسجد ضرار'' کہتے ہیں۔

☆اسی سال زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا اور اسی سال سودی لین دین کو حرام فرما دیا گیا۔

☆اسی سال حبشہ کے بادشاہ حضرت اَصحَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، انہیں کو نجاشی بادشاہ کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ نوٹ: یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

☆ہجرت کے دسویں سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ ہجرت کے بعد کا یہ آپ کا پہلا حج اور ظاہری زندگی کا آخری حج تھا۔ اس حج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد شریک ہوئی۔ قربانی کے بعد حضرت مَعْمَر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری کو عطا فرمایا۔ باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ انہیں ایام میں آپ نے مسلمانوں کے سامنے ایک نہایت ہی جامع خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبہ میں آپ نے مسلمانوں کو یہ بات بتا دی تھی کہ عنقریب میں دنیا چھوڑنے والا ہوں۔

☆ہجرت کا گیارہواں سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کا سال ہے۔ آپ بیس یا بائیس صفر المظفر کو آدھی رات میں جنت البقیع میں تشریف لے گئے، وہاں سے جب واپس آئے تو آپ کی طبیعت خراب رہنے لگی۔ اس دن کے بعد سے کبھی کچھ افاقہ ہوتا تو کبھی پھر علیل ہو جاتے۔ تمام ازواج مطہرات سے آپ نے اجازت لے کر حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں قیام فرمایا۔ جس دن آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی اس دن آپ کو بار بار غشی کا دورہ پڑ رہا تھا۔ آپ کے گھر میں صرف سات دینار رکھے ہوئے تھے، آپ نے انہیں منگوا کر صدقہ کر دیا۔ آخری وقت میں آپ نے مسواک کیا اور فرمایا ''اے بلند رفیق!'' یہ کہتے ہی دست اقدس لٹک گیا، پتلی مبارک اوپر کو اٹھ گئی اور روح

مقدسہ پرواز کرگئی۔ آپ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جنازۂ مبارکہ کی نماز صحابۂ کرام نے باری باری ادا کی، اس طرح کہ تھوڑے تھوڑے لوگ حجرۂ عائشہ صدیقہ میں جاتے اور نماز پڑھ کر واپس آجاتے۔ نمازِ جنازہ فرداً فرداً ادا کی گئی، جماعت کے ساتھ نہیں ادا کی گئی۔ وفات سے تقریباً ۳۲ رگھنٹوں بعد بدھ کی شب کو تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی قبر منور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ ہی میں اسی جگہ بنائی گئی جہاں پر آپ کا وصال ہوا۔

☆☆☆

درس (۳۷)

حضور ﷺ کے معجزات

☆ حضرات انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان کی نبوت کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے کسی ایسی تعجب خیز چیز کا ظاہر ہونا جو عام طور پر لوگوں سے نہیں ہوا کرتی، اسی خلاف عادت ظاہر ہونے والی چیز کا نام معجزہ ہے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹا دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کے بلانے پر درخت جڑ سے اکھڑ کر چلتے ہوئے آجاتے تھے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ کی انگلیوں سے چشمے جاری ہو جایا کرتے تھے یہاں تک کہ بہت سارے لوگ پانی پی کر سیراب ہو جایا کرتے تھے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کی باتیں جانتے اور بتاتے تھے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ آپ پہاڑوں کے پاس سے گزرتے تو پہاڑ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کرتے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ جانور آپ کو سجدہ کرتے اور فریاد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی معجزہ ہے کہ بڑے بڑے بیمار اور معذور حاضرِ بارگاہ ہو کر شفا پاتے، اندھے بینا ہو جاتے، گونگے بولنے لگتے۔

☆ حضور کا یہ بھی معجزہ ہے کہ آپ مردوں کو زندہ فرماتے۔

☆☆☆

درس (۳۸)

اَخلاق وعاداتِ رسول ﷺ (۱)

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات سب سے اچھے تھے۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَصدَقُ الصَّادِقِین (سب سے زیادہ سچے) تھے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان آپ صادق کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔

☆ آپ کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ رُکانہ جو عرب کا مشہور پہلوان تھا، اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے اسے تین مرتبہ پچھاڑ دیا۔

☆ حلم اور عفو کے معاملہ میں آپ کی کوئی مثال نہیں۔ آپ کے عفو وکرم کی مثال پوری تاریخِ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔

☆ آپ کے تواضع کی شان یہ تھی کہ ساری کائنات کا اختیار آپ کو دیا گیا تھا مگر پھر بھی آپ

نے فقر وفاقہ کی زندگی گزارنا پسند فرمایا۔

☆ آپ کے حسنِ مُعاشرت کا یہ عالم تھا کہ اپنی ازواج مطہرات، اپنے احباب، اصحاب، اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ اور مَدّاح تھا۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیا کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''آپ کنواری پردہ نشین عورت سے بھی کہیں زیادہ حیادار تھے''۔

☆ وعدہ پورا کرنا بھی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا ایک عظیم جز ہے۔ آپ جس سے جو وعدہ فرماتے اسے ضرور پورا کرتے۔

☆ آپ نہایت ہی عادل تھے، اس لیے اعلان نبوت سے پہلے بھی اہل مکہ اپنے مقدمات اور جھگڑوں کا آپ سے فیصلہ کرایا کرتے تھے۔

☆ آپ نہایت ہی وقار کے ساتھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ کے جملوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

☆ غذا کے بارے میں آپ کی ہدایت یہ ہے کہ ایک تہائی معدہ کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی خود معدہ کے لیے چھوڑنا چاہیے۔

☆ بیماریوں سے بچاؤ رکھتے اور تندرستوں کو ان سے بچنے کا حکم دیتے، ماہر طبیب سے علاج کرانے کا مشورہ دیتے اور پرہیز کرنے کی بھی ہدایت کرتے۔

☆ اگر کوئی صحابی بیمار ہو جاتے تو ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ مریض کے قریب بیٹھ کر اس کو تسلی دیتے۔

☆☆☆

درس (۳۹)

اَخلاق وعاداتِ رسول ﷺ (۲)

☆ حضرت وہب بن مُنَبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ پوری کائنات کے انسانوں کو جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے سامنے رکھا جائے تو ایسا لگے گا جیسے کہ ریگستان میں ریت کا ایک ذرہ۔ یعنی ساری کائنات کی عقل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے سامنے ایک ذرہ کے برابر لگے گی۔

☆ آپ اعلیٰ درجے کے امین اور عادل تھے، اس لیے اعلان نبوت سے پہلے بھی اہل مکہ اپنے جھگڑوں کا آپ سے فیصلہ کرایا کرتے تھے اور آپ کے فیصلوں کو بلا چوں و چرا تسلیم کرتے تھے۔

☆ صدقہ کی چیزیں ہرگز استعمال نہ فرماتے، تحفہ اور ہدیہ قبول فرماتے۔ البتہ مشرکوں کا تحفہ قبول نہ فرماتے۔

☆ مانگنے والے کو کبھی محروم نہ لوٹاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے کچھ سوال کیا، اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ نے فرمایا میرے نام پر قرض لے لو میں اتار دوں گا۔

☆ آپ اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتے تھے۔

☆ چھوٹوں، بڑوں سب کے ساتھ سلام کرنے میں پہل کرتے۔

☆ کسی پر لعنت وملامت نہ کرتے، اگر کسی سے تکلیف پہنچتی تو صبر کرتے۔

حضور ﷺ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں

صاحبزادے	صاحبزادیاں
(۱) حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	(۱) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　(۳) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

☆☆☆

درس (۴۰)

اَزْواجِ مُطَھَّرات

(۱) حضرت خَدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۲) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۴) حضرت حَفصَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۵) حضرت زَینَب بنت خُزَیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۶) حضرت اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷) حضرت زَینَب بنت جَحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۸) حضرت جُوَیریَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۹) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۰) حضرت صَفِیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۱) حضرت مَیمُونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خلفائے راشدین

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت عمر بن خَطّاب رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت عثمان بن عَفّان رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت امام حَسَن رضی اللہ عنہ

عشرۂ مبشرہ

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت عمر بن خَطّاب رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت عثمان بن عَفّان رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عبدالرحمن بن عَوف رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت ابوعُبَیدہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت سعد بن ابی وَقّاص رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

(۹) حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

(۱۰) حضرت زُبَیر بن عَوام رضی اللہ عنہ

☆☆☆